الخیرات الحسان

عربی

علامہ شیخ شہاب الدین احمد بن حجر مکی

جواہر البیان

ترجمہ

علامہ مولانا ظفر الدین رضوی بہاری

رضوی کتب خانہ

اردو بازار، لاہور

اَعِدْ ذِکرَ نعمانٍ لنا اِنَّ ذِکرہٗ ٭ ھُوالمسکُ ماکرّرتہٗ یتضوّعٗ

الخیرات الحسان

مصنفہ

ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ

جواہر البیان

مترجمہ

مولانا محمد ظفر الدین بہاری

فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ النعمان رضی اللہ عنہ

ناشر

مکتبہ نعیمیہ چوک دالگراں لاہور

مطبوعہ: پنجاب پریس لاہور

فہرست مضامین جواہر البیان فی ترجمۃ الخیرات الحسان

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذى اختص العلماء بوراثة الانبياء والتخلق باخلاقهم وجعلهم القدوة للكافة فى معاشهم ومعادهم وميز المجتهدين منهم بقيامهم بمصالحهم وايضاح الحق لهم فى مصادرهم ومواردهم وباضطرار الخلق اليهم فى قوام ما به حياة ارواحهم وابدانهم فهم لملوك لابل الملوك تحت اقدامهم وفى أسرار انهم واقلامهم وهم النجوم لابل النجوم تستمد من أنوارهم وهم الشموس لابل الشموس تستضئ من اضوائهم واشهد ان لا اله الا الله وحده لاشريك له شهادة أترقى بها فى كمالات معارفهم واشهد ان محمدا عبده ورسوله المدليع لمعالى مناقبهم وكمالهم والمفيض عليهم من سوابق التوفيق لاقتفاء آثاره فى سائر احوالهم ما سبقوا به من سواهم الى الخلافة الكبرى عنه فى الهداية والامداد للخلق ببواطنهم وظواهرهم صلى الله عليه وسلم وعلى آله واصحابه الذين حاز وامن قصب السبق فى مضمار الكمالات الصمدانية والمعارف المصطفوية ما صاروا به القدوة الكبرى والحجة البيضاء لاوائل الخلق واواخرهم صلاة وسلاما دائمين بدوام العلماء وظهور سودوهم ومأثرهم (وبعد) فانه ورد علينا من منذ سنين بمكة المشرفة زادها الله تشريفا وتكريما وجلالة ومهابة وتعظيما رجل من فضلاء القسطنطنية وصلحائها ثم لجمعه بين العلوم النقلية

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

تمام خوبیاں اللہ کے لئے ہیں جس نے حضرات انبیا علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کی وراثت اور ان کی خصلتوں کے ساتھ موصوف ہونے میں علماء کو مخصوص فرمایا اور اُن کو تمام لوگوں کا پیشوا معاش و معاد میں بنایا اور اُن میں مجتہدین کو اس وجہ سے ممتاز فرمایا کہ وہ لوگوں کی مصلحتوں کا خیال کرتے اور ان کے مصادر و موارد میں حق کو واضح فرماتے ہیں اور اس وجہ سے کہ تمام لوگ اپنی روحی و جسمی زندگی کے قیام میں اُن کے محتاج اور اُن کی طرف مضطر ہیں۔ تو یہ لوگ سلاطین ہیں نہیں بلکہ سلاطین اُن کے قدموں کے نیچے اور ان کی رایوں اور قلموں کے مقید ہیں اور یہ لوگ ستارہ ہیں نہیں بلکہ ستارے خود ان سے کسب ضیاء کرتے ہیں تو یہ لوگ آفتاب ہیں نہیں بلکہ آفتاب خود انہیں کے انوار سے روشن ہیں اور گواہی دیتا ہوں میں کہ سوائے خدا کے کوئی مستحق عبادت نہیں۔ وہ تنہا ہے کوئی اس کا شریک وساجھی نہیں۔ ایسی گواہی کہ جس کے سبب میں ترقی کروں اُن کے معارف کے کمالات میں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے سردار محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے خاص بندے اور معزز رسول ہیں جو اُن کے بلند رتبہ اور اعلےٰ کمال کو پھیلانے والے ہیں اور ان کے تمامی احوال میں اپنے آثار کی اتباع کی توفیق سابق ان پر افاضہ فرمانے والے ہیں اس چیز کو کہ سابق ہوئے وہ اس کے سبب اپنے غیروں سے طرف خلافت کبریٰ نبوی کے اپنے باطن و ظاہر سے

والعقلية والقوانين الطبية والرسمية وعلوم الاخلاق
والمواهب والاحوال المطالب التى فاز بها القوم السالمون
من الاعتراض واللوم ساداتنا الصوفيه وائمتنا
الطائفة الجنيديه فساجلنا وساجلناه مساجلة
الاحبة الذين هم على سرر متقابلون من بحار المعارف
يغترفون الى أن انجر الكلام الى الائمة الجامعين
العلوم الرسميه والمعارف الوهبيه المنخفين
بداوم الشهود وهوامع الكرم والجود فقال
ذالك الفاضل العالم الكامل أودّ منكم مختصرا
جامعا ودستورا لطيفا مانعا يشتمل على تلخيص ما أطال به
به الائمة فى مناقب الامام الاعظم والقدوة المقدم
أبى حنيفة النعمان سقى الله مرقده شآبيب الرحمة
والرضوان وأسكنه أعلى فراديس الجنان فبادرت
الى امتثال أمره المحتم وبذلت الجهد فى تلخيص
تلك المناقب بانه مقصد اهم فجاء بحمد الله
مختصرا لطيفا وانموذجا شريفا فكتب منه نسخة
وذهب به الى بلده أعظم بلاد الاسلام ومحط
رحال العلماء الاعلام ومنبع الافاضل ومفزع
الاماثل ثم كتبه الناس بعده وانتفوا أثره ومجده
ولغروا به فى البلدان ولم يبق عندى الا النسخة
الاصل والله المستعان واستعارها بعض الحنفيه
ليكتبها ويردها ثم سافر بها غير ملتفت الى عظيم
وزر فقدها فتأثرت لذلك واعتوت النظر
فيما لائمة المناقب من المسالك الى ان ظفرت
بكتاب جامع فيها لصاحبنا الشيخ العلامه
الصالح الفهامه المتقن المطلع والحافظ المتتبع
الشيخ محمد الشامى الدمشقى ثم المصرى فلخصت مقاصده

لوگوں کی ہدایت و امداد میں رحمت کاملہ اللہ کی ہو اُن پر اور
سلامتی اور اُن کے آل و اصحاب پر جنھوں نے گھیر اسبقت کے
بانسوں میں سے کمالات صمدانیہ اور معارف مصطفویہ کے
میدان میں ایسی چیز کو جس کی وجہ سے وہ بڑے پیشوا اور روشن
راہ اگلے اور پچھلے خلق کے لئے ہوئے صلوٰۃ و سلام جو
ہمیشہ رہنے والے ہیں ساتھ دوام علما ر کے اور ظاہر
ہونے سرداری اور بزرگی ان کی - اور بعد حمد و نعت کے
پس کئی برس ہوئے کہ میرے پاس مکہ مشرفہ میں زیادہ
کرے اللہ اس کے شرف و کرامت اور بزرگی اور ہیبت اور
تعظیم کو، آئے ایک شخص فضلائے قسطنطنیہ اور اُن کے سالحین
میں سے جو جامع تھے علوم عقلیہ و نقلیہ اور قوانین طبیہ و رسمیہ
اور علوم اخلاق و مواہب اور احوال مطالب کے جس کے
ساتھ فتح مند ہوئی ہے - وہ قوم جو سلامت ہیں اعتراض و ملامت
سے یعنی ہمارے سادات صوفیہ اور ائمہ طائفہ جنیدیہ
پس فخر کیا ہم سے اور فخر کیا ہم نے اس سے مثل فخر کرنے ایسے
احباب کے جو ایک دوسرے کے سامنے ہوتے ہیں تختوں
پر اور معارف کے دریا سے چلو لیتے ہیں - یہاں تک کہ بات
آپڑی ان اماموں کی جو علوم رسمیہ اور معارف وہبیہ کے جامع
اور ہمیشگی مشاہدہ اور موسلا دھار بارش کرم و بخشش
کے تحفہ سے مالا مال ہیں - پس اس فاضل عالم کامل نے کہا
کہ میں آپ سے خواہش رکھتا ہوں ایک کتاب مختصر کی جو
جامع ہو اور قاعدہ کلیہ کے دستور العمل پاکیزہ کی جو مانع
ہو جس میں خلاصہ ہو اُن تمام باتوں کا جو طول طویل بیان
کیا ہے ائمہ نے تعریف میں امام اعظم اور پیشوائے مقدم
کے جن کا نام پاک ابو حنیفہ نعمان ہے - اللہ ان کی مرقد منور کو
رحمت و رضوان کی بارش سے سیراب کرے اور ان کو اعلےٰ
فردوس جنان میں جگہ دے - پس میں نے اُن کے حکم واجب التعمیل

وتممت مصادره وموارده فی هذا الکتاب البدیع
الجامع محکم المنیع (وسمیته) الخیرات الحسان
فی مناقب الامام الاعظم أبی حنیفة النعمان
رحمة الله علیه ورتبته علی مقدمات ثلاث
وأربعین فصلا ؂

(المقدمة الاولیٰ)

اعلم ان بعض المتعصبین ممن لم یمنح توفیقا
جاءنی بکتاب منسوب للامام الغزالی فیه من
التعصب القطیع والحط الشنیع علی امام المسلمین
وأوحد الائمة المجتهدین أبی حنیفة رحمه الله
ماتصم منه الاذن یقول عند سماعه الموفق
المنصف لیت ذالک ما کان کیف وقد أدی ذلک
شمس الائمة الکردی الی ان بسط الکلام فی رد
ذلک الکتاب وقابل مؤلفه مقابلة الفاسد
بالفاسد فشنع علی الشافعی رحمة الله أعظم
من ذلک التشنیع وبسط الکلام بما لا یحمد
من الصنیع کل ذلک منه بناء علی ان ذلک الغزالی
هو الامام محمد حجة الاسلام ولیس هو هو لما یأتی
من احیائه من مدح أبی حنیفة وترجمته بما
یلیق بعلی کماله وأیضا فلان النسخة التی رأیتها
مکتوبا علیها ان هذا الکتاب تصنیف محمود الغزالی
ومحمود هذا لیس بحجة الاسلام ومن ثمة
کتب علی حاشیة تلک النسخة هذا الشخص
معتزلی اسمه محمود الغزالی ولیس هو حجة الاسلام
قال بعض محققی الحنیفة ممن أخذ العلم عن
المولی سعد الدین التفتازانی ولفرض ان ذلک
صدر عن الغزالی حجة الاسلام فهذا انما صدر

کے بجالانے میں جلدی کی اور ان مناقب کے خلاصہ لکھنے میں
پوری کوشش صرف کی۔ اس لئے کہ یہ مقصد اہم ہے
پس یہ کتاب بحمد اللہ تعالےٰ ایک پاکیزہ مختصر اور شریف نمونہ
تیار ہوئی تو اس کا ایک نسخہ لکھا اور اس کو اپنے شہر میں
لے گئے جو اسلامی شہروں میں بڑا شہر اور علماء اعلام کے
سواریاں بیٹھنے کی جگہ منبع افاضل اور مفزع اماثل ہے۔ پھر
اور لوگوں نے ان کے بعد اس رسالہ کو لکھا اور اُن کے
نقش قدم اور بزرگی کی پیروی کی اور مختلف شہروں میں
متفرق ہوگئے اور میرے پاس کوئی نسخہ باقی نہ رہا۔ سوائے
اصلی مسودہ کے اور اللہ ہی مستعان ہے پھر اس کو عاریت
لیا بعض حنفیہ نے تاکہ نقل کر کے واپس دے دے مگر اس
کو لے کر سفر میں چلے گئے۔ اور اس کے گم ہوجانے میں جو
بھاری گناہ ہے اس کا خیال نہ کیا جس سے مجھے بہت
افسوس ہوا۔ اور دوبارہ میں نے ان ائمہ کی کتابوں کو دیکھا
جنہوں نے مناقب لکھے ہیں۔ یہاں تک کہ میں نے ایک
کتاب کو جامع دیکھا جس کے مصنف ہمارے دوست شیخ
علامہ نیک بخت فہامہ فقہ مطلع حافظ متبع شیخ محمد شامی
دمشقی مصری ہیں۔ پس خلاصہ کیا میں نے اس کے مقاصد
کا اور تنقیح کی میں نے اس کے مصادر و موارد کی۔ اس کتاب
عجیب جامع مستحکم مضبوط میں اور میں نے اس کا نام
الخیرات الحسان فی مناقب الامام اعظم ابی حنیفہ النعمان رکھا
رحمت ہو اللہ تعالیٰ کی ان پر اور اس کو میں نے ترتیب دی
تین مقدمہ اور چالیس فصلوں پر

پہلا مقدمہ

جان کہ بعض متعصبین بے توفیق لائے میرے
پاس ایک کتاب جو امام غزالی کی طرف منسوب تھی جس میں

عنه حين كان متلبسا بعلوم الجدل وحظوظ طلبة العلم
واما في آخر أمره حين تخلى من تلك الحظوظ وأفيضت
عليه سجال المعارف والشهود فقد عرف الحق لاهله
وأقره في محله والدليل على ذلك كلامه في الاحياء
انتهى ولا بأس بذكر خلاصة كلامه في
الاحياء ليعلم نزاهة مؤلفه حجة الاسلام عما نسب
اليه وقبل ذلك نقدم عليه مقدمة وهي ان بعض
علماء الهند اختصر الاحياء اختصارا بليغا سماه عين
العلم لم يسبق الى مثل اختصاره مع تعدد مختصريه
فانه أشار الى مقاصده في اوراق قليلة تكاد ان
تكون من جوامع الكلم فلذا اوضحت على كتابه
شرحا له لانه لفرط ما فيه من الايجاز يكاد أن يبعد
من الالغاز وعبارة ذلك المختصر مع عبارة شرحي له
وتمام العبارة سيأتي في آخر الورقة الثانية والاولى
ان يختار من الائمة الاربعة من ظن انه افضل
الاربعة واعلمهم لان نفسه حينئذ تنقاد الى قوله
ويخضع لرايه وتبادر الى امتثاله والعمل به أكثر
ثم كل من أبي حنيفة ومالك والشافعي رحمة الله
عليهم استار باقليم لا يعرف فيه غير اتباعه أو يكون
اتباعه فيه الاكثر كاقليم الحجاز واليمن ومصر والشام و
حلب وعراق العرب والعجم بالنسبة للشافعي
رحمه الله وكالغرب على سعته بالنسبة لمالك
رحمه الله وكالروم والهند وما وراء النهر بالنسبة لابي
حنيفة رحمه الله ومن ثم قال المصنف كابي حنيفة
رحمه الله عندنا معشر الحنفية فقد ورد من طرق
أي يأتي الكلام عليها مبسوطا قريبا و ابوحنيفة
سراج أمتي وفضله رحمه الله وما اشتهر عنه

نہایت پر از تعصب اور سخت تنقیص امام المسلمین یکتائے ائمہ
مجتہدین ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی تھی جس سے کان بہرے
ہو جاتے ہیں یعنی اس کا سُننا پسند نہیں کرتا اور منصف
باتوفیق اُس کے سُننے کے وقت کہتا ہے کاش یہ نہ ہوتا۔ اس
لئے کہ اس نے شمس الائمہ کردری کو اس حد تک کہا کہ اس نے اس
کی رد میں ایک مبسوط کتاب لکھی اور مقابلہ فاسد بالفاسد کیا غیر مہذب
کلام کا جواب ترکی بہ ترکی دیا اور امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ پر زبان طعن کھولی
اور اس کی تنقیص سے بہت زیادہ منقصت کی اور بہت طول طویل
کلام کیا۔ اس طرح سے کہ وہ فعل محمود نہیں خیال کیا جا سکتا
اور یہ سب صرف اس وجہ سے کہ ان کے خیال میں غزالی مصنف
اُس کتاب کے وہ امام حجۃ الاسلام غزالی ہیں۔ حالانکہ ایسا
نہیں ہے۔ اس لئے کہ امام غزالی نے احیاء العلوم میں امام
صاحب کی تعریف اور ان کی مدح ایسے لفظوں میں کی جو اُن
کی شان رفیع کے لائق ہے۔ اور نیز اس وجہ سے کہ وہ نسخہ جو
میری نظر سے گذرا اس پر لکھا ہوا ہے کہ یہ کتاب تصنیف محمود غزالی
کی ہے۔ اور محمود غزالی وہ حجۃ الاسلام امام غزالی نہیں ہیں۔
اور اسی لئے اسی نسخہ کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ یہ شخص
معتزلی ہے جس کا نام محمود غزالی ہے۔ اور یہ وہ
حجۃ الاسلام غزالی نہیں اور اسی وجہ سے بعض محققین
حنفیہ تلمیذ علامہ سعد الدین تفتازانی نے کہا "اور اگر
بالفرض یہ حجۃ الاسلام امام غزالی سے صادر ہوا ہو
تو یہ اس وقت کی بات ہے جب اُن کے خیالات
طالب علمی کے تھے اور فن جدل سے مشغلہ تھا اور آخر
میں جب ان خطوط و خیالات سے خالی ہوئے اور معارف و
شہود کا جلوہ ان پر ہوا تو صاحب حق کے حق کو پہچانا
اور اپنے موقع پر اس کا اقرار کیا اور اس پر دلیل
احیاء العلوم میں ان کا کلام ہے۔" ختم ہوئی عبارت

من العبادة والورع والزهد والسخاء ودقة النظر
وحدة الفكر لغنى عن أن يستدل لفضله بما أطبق
المحدثون على وضعه وسمع فى المنام البارى تعالى اقول
أنا عند علم ابى حنيفة اى بالحفظ والقبول والرضاء
وانزال البركة فيه وفى الاخذين به وسلم المخالفون
سبقه فى الفقه ومن ثمه قال الشافعى رحمة الله
الناس فى الفقه عيال على أبى حنيفة وقال ايضاً
من أراد ان يعرف الفقه فليلزم ابا حنيفة
وأصحابه وقال أيضا قلت لمالك كيف رأيت أبا
حنيفة فقال رأيت رجلا لو كلمك فى السارية
ان يجعلها ذهباً لقام بحجته ولما دخل الشافعى
بغداد زار قبره وصلى عنده ركعتين فلم يرفع يديه
فى التكبير وفى رواية أن الركعتين كانتا صلاة الصبح
وانه لم يقنت فقيل له فى ذلك فقال أدبا مع هذا
الامام ان أظهر خلافه بحضرته وقال الفضيل بن
عياض وناهيك به جلالة كان ابو حنيفة
معروفا بالفقه مشهوراً بالورع ومن عظيم ورعه
ما قال الامام عبد الله بن المبارك انه أراد شراء
أمة فمكث عشرين سنة ليستخبر وليشاور من أى
سبى يشترى وقال النضر بن شميل كان الناس
نياما عن الفقه حتى أيقظهم أبو حنيفة ودخل
على أمير المومنين المنصور وعنده عيسى بن موسىٰ
العابد الزاهد فقال المنصور هذا عالم الدنيا
فقال له المنصور عمن اخذت العلم قال عن
اصحاب عمر عن أصحاب على عن على وعن اصحاب
ابن مسعود وعن ابن مسعود فقال له
المنصور لقد استوثقت ومع ذلك أراده لا كه

تلمیذ تفتازانی کی۔ اور اس میں مضائقہ نہیں کہ میں ان کے احیاء العلوم کے کلام کا خلاصہ نقل کر دوں تاکہ اس کے مولف امام حجۃ الاسلام غزالی کی برات اس سے معلوم ہو اور یہ کہ بعض ہندی عالموں نے احیاء العلوم کا غایت اختصار کیا اور اس کا نام عینُ العلم رکھا جو باوجود اس کے متعدد اختصارات کے بے مثل ہے۔ ویسا اختصار کسی نے نہیں کیا۔ کیونکہ اس میں احیاء العلوم کے تمام مقاصد کی طرف چند ورقوں میں اشارہ کیا ہے جو بلا مبالغہ جوامع الکلم کہا جا سکتا ہے، اسی لئے میں نے اس کی ایک شرح لکھی کیونکہ وہ اپنے غایت اعجاز کی وجہ سے عجب نہیں کہ چیستاں شمار کی جائے۔ یہ عبارت اس مختصر اور میری شرح کی ہے اور پوری عبارت دوسرے ورق میں آتی ہے۔" اور بہتر یہ ہے کہ ائمہ اربعہ میں سے اس امام کو اختیار کرے جس کے متعلق اس کا گمان ہے کہ وہ چاروں میں افضل اور اعلم ہیں۔ کیونکہ اس وقت میں اس کا نفس اس کے امام کے قول کا معتقد ہوگا اور اس کی رائے کا پیرو اور اس کی تعمیل میں جلدی اور اس پر عمل اکثر کرے گا۔ پھر ہر ایک امام اعظمؒ و امام مالکؒ و امام شافعیؒ رحمہم اللہ کا ایک ایک اقلیم میں امتیاز خاص ہے کہ وہاں سوا ان کے دوسرے کے مقلد نہیں۔ یا ایک کے متبع زیادہ ہیں۔ جیسے امام شافعی صاحب کے مقلدین ملک حجاز و یمن و مصر و شام و حلب و عراق و عجم میں ہیں یا وسیع ملک مغرب میں متبع امام مالک یا روم و ہند و ما وراء النہر میں متبعین

ع یہ بہت مشہور کتاب ہے ملا قاری نے اس کی مبسوط شرح لکھی ہے جس کا نام شرح عین العلم ہے۔ یہ کتاب مصر میں چھپ گئی ہے۔ ۱۲ منہ

فی وقائع جرت له معه وراوده على أن يلى القضاء فلم
يقبل فضرب مائة سوط وجلس الى أن مات فى الحبس
على قول وضرب أيضا عشرين سوطا على أن يلى أمر
بيت المال فابى ان يقبل وكان يقول اذا جاء الحديث
عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فعلى الرأس و
العين او عن اصحابه اخذنا ببعض أقوالهم ولم نخرج
عنها او عن التابعين زاحمناهم وكان يقوم كل الليل
بعد ان كان يحيى نصفه فاشار اليه انسان وهو يمشى
فقال هذا هو الذى يحيى كل الليل فلم يزل بعده
يحيى كل الليل وقال أنا أستحى من الله ان أوصف
بعبادة ليست فى - وقال بعضهم ما رأيت أصبر
على الطواف والصلاة والفتيا بمكة من أبى حنيفة
انما كان كل الليل والنهار فى طلب الآخرة وسمع هاتفا
فى المنام وهو فى الكعبة يقول ان يا أبا حنيفة
أخلصت خدمتى وأحسنت معرفتى فقد غفرت
لك أى لما كنت عليه من اخلاص الخدمة باحياء
كل الليل وصيام أكثر الدهر وبذل الجهد
فى نشر العلم على الوجه الاكمل واحسان المعرفة
باتقان العلوم الظاهرة والباطنة والاخلاص فيها
ورفض الدنيا والاعراض عنها راسا والاقبال على
الآخرة وبذل الوسع فى تحصيل أسبابها ومن
هذه صفاته أقرب الى رجاء المغفرة له على وجه
مخصوص لا يبقى له ذرة تقصير ولمن اتبعك ببركة
اخلاصك واحسانك المذكورين الى قيام الساعة
وفى هذا من البشرى له ولاتباعه ما يحمل الموفق
منهم على بذل طاقته فى اقتفاء آثار امامه فيما
كان عليه من تلك الاخلاق العليه والصفات

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہم اللہ تعالیٰ ہیں - اسی لئے مصنف
نے کہا مثل امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہم حنفیہ کے نزدیک
پس متعدد طریقوں سے وارد ہوا ہے (اور قریب ہے کہ
ان کی فضیلت پر مفصل کلام آگے آئے گا) کہ امام ابوحنیفہؒ
میری امت کے چراغ ہیں اور ان کا فضل اور ان کی عبادت
اور پرہیزگاری اور زہد و سخاوت اور باریک بینی اور
تیزئ طبع جو مشہور ہے اس سے بے پرواہ کرتا ہے کہ ان
کے فضل پر استدلال کی ضرورت پڑے ایسی حدیث سے
جس کے موضوع ہونے پر محدثین کا اتفاق ہے اور خواب
میں اللہ تعالیٰ کو فرماتے سنا کہ میں نزدیک علم ابوحنیفہؒ
کے ہوں یعنی اس کی حفاظت اور قبول کرتا ہوں
اور اس سے راضی ہوں اور برکت دوں گا اس میں اور
اس کے متبعین میں اور مخالفوں نے بھی اُن کی سبقت فقہ میں
تسلیم کرلی ہے اور اسی وجہ سے امام شافعیؒ نے کہا کہ سب
لوگ فقہ میں امام ابوحنیفہؒ کی اولاد ہیں اور کہا جو شخص فقہ سیکھنا
چاہے تو اس کو امام ابوحنیفہ اور اُن کے شاگردوں کا
دامن پکڑنا چاہیئے اور کہا کہ میں نے امام مالکؒ سے پوچھا
کہ آپ نے امام ابوحنیفہؒ کو کیسا پایا - بولے کہ میں نے
ان کو ایسا شخص دیکھا کہ اگر وہ اس ستون کے بارے
میں کلام کریں اور اس کے سونا ہونے کا دعویٰ کریں
تو ضرور دلیل سے ثابت کردیں گے - اور جب
امام شافعیؒ بغداد پہنچے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی
قبر کی زیارت کو گئے اور وہاں دو رکعت نماز پڑھی تو
تکبیر میں رفع یدین نہ کیا اور ایک روایت میں ہے کہ وہ صبح
کی نماز تھی اور اس میں دعائے قنوت نہ پڑھی تو کسی نے اس
کی وجہ دریافت کی - بولے اس امام کے ادب سے میں نے
نہ پڑھا اور اُن کے سامنے اُن کی مخالفت کو روا نہ رکھا اور

الطاهرة المزكية التي قل أن تجتمع الا للعارفين
والائمة المجتهدين وتلمذ له كبار من المشائخ الائمة
المجتهدين والعلماء الراسخين كالامام الجليل المجمع
على جلالته وبراعته وتقدمه وزهده عبد الله
ابن المبارك وكالامام الليث بن سعد وكالامام مالك
بن أنس وناهيك بهؤلاء الائمة وكالامام مسعر بن
كدام وزفر وأبي يوسف ومحمد وغيرهم وتحمل لتقلد القضاء
أي لاجل أن يتولاه وكذا مفاتيح الخزائن بيت المال
ما تحمل من العقوبة والضرب الشديد لما ابى عن
ذالك ايثار العذاب الدنيا على عذاب الآخرة ومن
ثمة لما ذكر عند عبد الله بن المبارك قال أتذكرون
رجلا عرضت عليه الدنيا بحذافيرها ففر منها وما
خالط الظلمة مع سؤالهم له في ذالك والحاحهم عليه و
تهديده ان لم يفعل وما قبل منهم شيئا قط وان قل ومن
ثمة لما أرسل اليه ابو جعفر المنصور بعشرة آلاف درهم
على يد الحسن بن القحطبة ولم يمكنه ردها أوصى ابنه
حمادا انه اذا مات ودفن يردها الحسن ففعل فقال له
رحمة الله على أبيك لقد كان شحيحا على دينه وما
اشتغل بالدعوة أي بدعوة الناس الى مذهبه
الا بالاشارة النبوية في المنام اليه ليدعوهم الى مذهبه
بعدما قصد الانزواء والاستخفاء عنهم تواضعا
واحتقارا لنفسه عن ان يجعل لها خطا أو يري منها
أو لها فضلا حسنا يستحق أن يجعل دعاية الناس الى
الاقتداء والعمل به فلما جاء والاذن ممن فوضت
اليه قسمة خزائن الله تعالى على مستحقيها علم أن
ذالك أمر حتم لابد منه فدعى الناس اليه حتى ظهر
مذهبه وانتشر وكثرت أتباعه وخذلت حساده

فضیل بن عیاض نے کہا کہ مجھ کو ان کی جلالت شان کے
لئے یہ کافی ہے کہ امام ابوحنیفہؒ فقہ میں معروف اور پرہیزگاری
میں مشہور ہیں اور ان کی غایت ورع سے وہ حکایت
ہے جو امام عبد اللہ بن مبارک سے مروی ہے کہ
آپ نے ایک لونڈی لینے کا ارادہ کیا تو بیس برس
ٹھہرے اور خبر لیتے اور مشورہ کرتے رہے کہ کن
قیدیوں میں سے لیں ۔ نضر بن سہیل نے کہا کہ لوگ
فقہ سے سوے ہوئے تھے یہاں تک کہ ان کو امام
ابوحنیفہؒ نے جگایا ۔ اور آپ ایک مرتبہ امیر المومنین منصور
کے پاس تشریف لے گئے ۔ اور وہاں عابد وزاہد عیسیٰ
بن موسیٰ بھی تھے ۔ انہوں نے منصور سے کہا کہ یہ علامۂ دنیا
ہیں ۔ منصور نے آپ سے پوچھا کس سے آپ نے علم
حاصل کیا ۔ آپ نے فرمایا میں نے تلامذہ حضرت
عمرؓ سے جنہوں نے حضرت عمرؓ سے سیکھا اور شاگردان
حضرت علیؓ سے جنہوں نے حضرت علیؓ سے سیکھا اور مستفیدان
حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے اور انہوں نے حضرت ابن مسعودؓ
سے علم حاصل کیا رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین تو منصور نے آپ سے
کہا کہ بیشک آپ نے خوب وثوق کے ساتھ علم سیکھا اور باوجود اس
پھر بھی وہ آپ کے درپے ہوگیا اور قتل کروانا چاہا ۔ اُس واقعہ میں
جو منصور کو امام صاحب کے ساتھ پیش آیا وہ واقعہ یہ ہے کہ منصور
کی خواہش ہوئی کہ آپ منصب قضا قبول فرمائیں
مگر آپ نے قبول نہ کیا تو اس نے سو کوڑے
مارے اور ایک قول یہ ہے کہ تادم مرگ
قید میں رکھا یہاں تک کہ قید ہی میں وصال
فرمایا اور اس امر پر بھی بیس کوڑے مارے
کہ اس نے حاکم بیت المال ہونے کے لئے کہا تھا مگر آپ
نے انکار کیا ۔ امام صاحب فرماتے تھے ۔ جب کوئی حدیث

ونفع الله به شرفاء شرقا وغربا وعجما وعربا ورزق خلقا وافرا
في اتباعه فقاموا بتحرير أصول مذهبه وفروعه
وأمعنوا النظر في منقوله ومعقوله حتى صار بحمد الله
محكم القواعد ومعدن الفوائد ويؤيد ذلك ما حكاه
بعض اصحاب المناقب أن ثابتا والده أتى به وهو صغير
لعلي كرم الله وجهه فدعا له بالبركة ولذريته فكان
ما أوتيه ابو حنيفة من بركة تلك الدعوة وما استظل
بحائط المديون حين أتاه متقاضيا تورعا منه عن أن
يرتفق بشيء من آثار هدية واعلاما للمديون انه
لا يرغب في رفق منه فان قبوله منه وان قل بطريق
الشرع ينافي كمال المروءة والورع ومحاسن الاخلاق
وكان له رحمه الله من ذالك ومن تجنب الشبهة
ما أمكنه الحظ الوافر ومن ثمة تصدق بجميع مال
أتى به وكيله اليه لما خلط به ثمن ثوب معيب بيع
حال كونه مخفيا عيبه من بائعه فهو وان لم يكن عليه
اثم لجهله لكن فيه شبهة ما وانما لم يرد ثمنه
لمشتريه ليسترده كانه للجهل بالمشتري مع اليأس
من العلم به فتصدق به لما يأتي مبسوطا في باب التوبة
قيل وكان المال ثلاثين ألفا ووقع له نظائر لذلك
متعددة كما في كتب المناقب ومن عظيم ورعه وزهده
ما مر من قصة الجارية التي أراد أن يشتريها ومن
ذلك ايضا انه ترك لحم الغنم لما فقدت شاة في الكوفة
الى أن علم موتها لانه سأل عن أكثر ما تعيش شاة فقيل له
سبع سنين فترك أكل لحمها سبع سنين تورعا
منه لاحتمال ان تبقى تلك الشاة الحرام فيصادف
أكل شيء منها فيظلم قلبه اذ هذا هو شأن أكل
الحرام وان انتفى الاثم للجهل بعين الحرام ومحل

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پہنچی تو میرے سر آنکھوں
پر اور اگر اصحاب کی حدیث پہنچے تو اس میں بعض کو لیں گے
اور اس سے باہر نہیں ہیں اور تابعین کی خبر پہنچے۔ تو ہم
اُن میں مزاحمت کرسکتے ہیں۔ پہلے آپ آدھی رات تک
عبادت کرتے تھے پھر آپ تشریف لیے جارہے تھے تو ایک
شخص نے کہا کہ یہ شب بیداری کرتے ہیں۔ اُس دن سے
برابر تمام شب بیداری فرماتے اور کہتے کہ میں خدا سے
شرماتا ہوں کہ میں ایسی عبادت کے ساتھ مشہور ہوں جو مجھ
میں نہیں اور بعضوں نے کہا کہ میں نے مکہ معظمہ میں طواف
اور نماز اور فتویٰ دینے پر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے
زیادہ صابر کسی کو نہ پایا۔ تمام روز و شب ثواب آخرت کی
طلب میں رہتے تھے۔ آپ کعبہ میں تھے کہ خواب میں
ندائے غیبی سنی کہ کوئی شخص کہتا ہے کہ اے ابوحنیفہ تو نے
میری خدمت خالص کی اور مجھے خوب پہچانا میں نے تجھے بخش
دیا یعنی اس وجہ سے کہ تم شب بیداری میں خلوص کرتے
ہو اور اکثر زمانہ میں روزہ رکھتے ہو اور پوری کوشش علم کے
پھیلانے میں صرف کرتے ہو اور علوم ظاہری و باطنی
کی مضبوطی اور اس میں اخلاص میں اور دنیا کے چھوڑنے
اور اس سے مطلق بے پرواہی کرنے اور آخرت کی طرف
متوجہ ہونے اور اس کے اسباب کی تحصیل کی کوشش
میں پوری طاقت صرف کرتے ہو۔ اور جس شخص کے یہ صفات
ہوں اس کی مغفرت کی خاص طور پر امید ہے۔ اس طرح سے
کہ کوئی خطا و قصور باقی نہ چھوڑے۔ اور تیرے اخلاص و احسان
مذکورہ کی برکت سے قیامت تک تیرے متبعین کے لیے اور
اس میں اُن کی اور ان کے متبعین کو ایسی خوشخبری ہے
کہ توفیق ور کو اپنے امام کی اتباع میں پوری کوشش صرف
کرنے اور ایسے اخلاق نفیسہ اور صفات تزکیہ اپنے میں حاصل

ذلك فازاهل الورع بماسبقوابه غيرهم من
نورالقلوب وتاهلهم لشهود المحبوب وقيامهم
فی خدمته بحسب طاقتهم واعراضهم عن
القواطع عنه طوق مقدرتهم وليس ماذكرمن
مناقب هذاالامام يراد بحصرمناقبه فيه
بل هوقطرة من بحرلاساحل له ومن غررها
انه صلی الفجربوضوءالعشاء اربعين سنة فقيل
له ماالذی قوّاك علی هذاقال انی دعوت الله
باسمائه علی حروف المعجم وهی مجموعة فی كل
من آيتين الاولی محمد رسول الله الی آخرسورة الفتح
والثانية ثم انزل عليكم من بعدالغم امنة نعاسا
الاية فی سورة آل عمران وانه كان يختم فی
رمضان ستين ختمة ختمة بالليل وختمة
بالنهارالی غيرذلك من مناقب اخرله يعسرتعدادها
فرحمه الله ورضی الله عنه وأرضاه وجعل
جنات الفردوس منقلبه ومثواه انتهی كلام
مختصرالاحياء مع شرحی له وبه يعلم براءة الامام
الغزالی حجة الاسلام ممانسب اليه من التعصب
حاشاالله منه ٭

المقدمة الثانية

فی بيان أمور يعم نفعها ويقبح بالطالب جهلها
اذ به يقع فی ورطة عظيمة ومهوة قبيحة غير
مستقيمة فتعين ايرادها اولا وايضاح ماله
بها تعلق مجملا ومفصلا منها علمك ايها الموفق
ان أردت النجاة فی الاخرة والسلامة من خطرالوقيعة
فی أحدمن اولياءالله تعالی وورّاث نبيه محمد صلی الله
عليه وسلم وشرف وكرم ان تعتقد أن كل واحد

کرنے پر برانگیختہ کرے جو سوائے مجتہدین عارفین کے کسی
دوسرے میں نہیں ہوتے - اور بڑے بڑے مستند
فضلاء اور معزز علماء اُن کی شاگردی سے مشرف ہوئے
جیسے امام بزرگ عبداللہ بن مبارک جن کی جلالت شان وتقدم
وزہد مجمع ومتفق علیہ ہے اور جیسے امام لیث بن سعد
اور مالک بن انس اور امام مشعر بن کدام اور امام زفر وابی
یوسف ومحمد وغیرہ اور جبکہ خلیفہ وقت نے آپ
کو منصب قضا اور عہدہ خازن بیت المال کا دینا چاہا
آپ نے انکار کیا اور ضرب شدید اور حبس کو پسند کیا
یعنی عذاب دنیا واقعی کو عذاب آخرت احتمالی پر ترجیح
دی - اسی لئے جب حضرت عبداللہ بن مبارک کے پاس
آپ کا تذکرہ ہوا فرمایا کیا تم لوگ اس شخص کا ذکر کرتے ہو
جس کے سامنے ساری دنیا پیش کی گئی مگر اُس نے قبول
نہ کی اور اُس سے اعراض کیا اور باوجود خواہش بادشاہوں
کے ان ظالموں سے اختلاط نہ کیا اور اُن کے الحاج اور
انکار پر تہدید کی پرواہ نہ کی اور ان لوگوں کا کبھی کوئی تحفہ
قبول نہ فرمایا - اسی لئے جب ابوجعفر منصور نے حسن بن
قحطبہ کے ہاتھ دس ہزار روپے حاضر کئے - آپ اس کو پھیر نہ
سکے - رکھ لئے مگر اپنے صاحبزادہ حضرت حماد کو وصیت
کی کہ جب میں مرجاؤں اور تم مجھے دفن کر چکو تو ان روپیوں
کو حسن کو واپس دے دینا - پس حماد رحمہ اللہ تعالی انے
وصیت کی تعمیل کی - پس حسن نے کہا اللہ تمہارے باپ
پر رحم کرے اپنے دین پر حریص تھے اور امام صاحب
نے لوگوں کو اپنے مذہب کی طرف بلانے کی توجہ نہ فرمائی
مگر جبکہ خواب میں ارشاد نبوی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم
ہوا کہ لوگوں کو اپنے مذہب کی طرف بلائیں حالانکہ آپ
گوشہ نشینی اور براہ تواضع لوگوں سے علیحدہ پوشیدہ

من الائمة المجتهدين والعلماء العالمين على هدى
من الله ورضوان وانهم كلهم ماجورون فى
سائر الحالات باتفاق ائمة النقل والبرهان
وقد روى البيهقى انه صلى الله عليه وسلم قال مهما
أوتيتم من كتاب الله فالعمل به فلا عذر لاحد فى
تركه فان لم يكن فى كتاب الله فسنة ماضية منى
فان لم تكن سنة منى فما قال أصحابى ان
اصحابى بمنزلة النجوم فى السماء فايما اخذتم
به اهتديتم واختلاف اصحابى لكم رحمة ففيه
اخباره صلى الله عليه وسلم باختلاف المذاهب
بعده فى الفروع من منذ زمن اصحابه الذى
هو زمان الهدى والارشاد المشهود له من
مشرفهم بانه خير القرون على الاطلاق ويلزم
من اختلافهم اختلاف من بعدهم لان كل
صحابى مشهور بالفقه والرواية اخذ بقوله
ومذهبه جماعة ومع ذلك رضى به صلى الله
عليه وسلم وأقرهم عليه ومدحهم حتى جعل
نفس ذالك الاختلاف رحمة للامة وخيرهم
فى الاخذ بقول من شاؤا من اصحابه له بقول من
ارادوا من المجتهدين بعدهم الجارين على سنوالهم و
السالكين لمسالكهم فى اقوالهم وافعالهم وقد اقر
صلى الله عليه وسلم اختلاف اصحابه فى وقائع
حرت لهم فى زمنه ولم يعترض احدا
فيما قاله ورآه مخالفا لما قاله نظيره ورآه كما يشهد
بذلك وقائع كثيرة شهيرة من ذلك قصة اختلافهم
فى اسرى بدر فابوبكر ومن تبعه اشاروا باخذ
الفداء منهم وعمر ومن تبعه أشاروا بقتلهم

رہنے کا قصد کر چکے تھے اور اپنے سعید نفس کو اس
قابل نہیں سمجھتے تھے کہ اس کی قدر و منزلت کریں اور نہ
اپنا نہ کوئی فعل اچھا اس لائق سمجھتے تھے کہ لوگوں کو اس کی
پیروی کرنے اور اس پر چلنے کی طرف بلائیں۔ پس جب
آپ کو اس ذات پاک سید السادات صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وبارک وسلم کا ارشاد واجب الانقیاد پہنچا جن کو اللہ کے
خزائن سپرد کئے گئے تاکہ وہ مستحقین پر بخشش فرمائیں۔ تو
جان لیا کہ یہ امر یقینی ہے۔ اس کا ہونا ضروری ہے۔ تب
لوگوں کو اس کی طرف بلایا۔ یہاں تک کہ آپ کا مذہب
شائع و ذائع ہوا۔ اور اتباع آپ کے زیادہ اور حساد رسوا
ہوئے۔ اور اللہ نے ان سے شرق و غرب عجم و عرب کو
نفع یاب بنایا اور ان کے مقلدین کو علم سے حظ وافر دیا۔ تو وہ
لوگ مستفید ہوتے تاکہ ان کے مذہب کے اصول و فروع لکھیں اور
ان کے معقول و منقول میں نظر غائر کریں یہاں تک کہ خدا کے فضل سے اس کے
قواعد منضبط اور فوائد کا معدن ہوا اور اس کی تائید اس روایت سے ہوتی
ہے جو بعض اہل مناقب نے لکھا ہے کہ امام کے والد ماجد
بچپنے میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لائے
گئے۔ مولا علی کرم اللہ وجہہ نے ان کی اور ان کی ذریت میں
برکت کی دعا فرمائی تو جو کچھ امام صاحب کو حاصل ہوا۔
حضرت علیؓ کی دعا کی برکت سے حاصل ہوا۔ اور آپ جب
اپنے قرضدار کے یہاں اپنے روپے کے تقاضے کو آئے
تو غایت ورع سے اس کی دیوار کے سایہ میں بیٹھنا بھی پسند
نہ فرمایا تاکہ معلوم ہو کہ اپنے قرض کی وجہ سے کسی قسم کا انتفاع
درست نہیں جانتے کیونکہ اس کا قبول اگرچہ تھوڑا ہی کیوں
نہ ہو سترسا کمال مروت و ورع اور حسن اخلاق کے منافی ہے
اور آپ کو شبہات سے بچنے میں غایت درجہ کی احتیاط تھی۔
اسی لئے آپ کے وکیل بالبیع نے ایک عیبی کپڑا اچھے کپڑوں

فحکم صلی اللہ علیہ وسلم بالاول ونزل القرآن
بتفضیل الرأی الثانی مع تعزیر الرأی الاول فہٰذہ
أوضح دلیل علی تصویب الرأیین وان کلا من المجتہدین
مصیب ولو کان الرأی الاول خطأ لم یحکم بہ صلی
اللہ علیہ وسلم وقد اخبر تعالی بانہ عین حکمہ
بقولہ لولا کتاب من اللہ سبق وطیب الفداء بقولہ
تعالی فکلوا مما غنمتم حلالا طیبا وانما وقع العتب
علی اختیار غیر الافضل ومن ثمۃ کان اکثر ما یقع
الترجیح فی المذاہب بالنظر الی الافضل من حیث
قوۃ الادلۃ والقرب من الاحتیاط والورع وذلک
فی مسائل محدودۃ لا من حیث مجموع المذہب
وأما بالنظر الی التصویب فکلہ صواب وحق لا شبہۃ
فیہ ومن ہذا کانت طریقۃ الصوفیۃ أعدل
الطرق وأفضلہا وہی الاخذ بالاشد والاحوط
فی کل مسئلۃ بحیث یخرجون من جمیع الاقاویل
ویأتون بعبادۃ مجمع علی صحتہا ولو وافق ذلک قول
أئمتنا لیسن الخروج من کل خلاف لم یضعف مدرکہ
ولم یخالف سنۃ صحیحۃ أی مخالفۃ صریحۃ لا
یمکن تأویلہا وقد صرحوا بانہ یسن الوضوء من کل
ما قیل فیہ انہ ناقض وکان ابن شریح یغسل اذنیہ
مع وجہہ ویمسحہما مع رأسہ ویمسحہما
منفردتین احتیاطا فی الکل وخروجا من الخلاف
ومن ذلک ایضا قصۃ اختلافہم فی قولہ صلی اللہ
علیہ وسلم حین أراد غزو بنی قریظۃ لا یصلین احد
الظہر الا فی بنی قریظۃ فانہم لما خرجوا من المدینۃ
الیہم وقد ضاق وقت الظہر اختلفوا فصلی جماعۃ
منہم الظہر خشیۃ خروج وقتہا واحتجوا بانہ

کے ساتھ بیچ دیا اور اس کے عیب کو ظاہر نہ کیا تو آپ
نے ان تمام کپڑوں کی قیمت کو صدقہ فرما دیا۔ اگرچہ اس کی
وجہ سے آپ پر کوئی گناہ نہ تھا کہ یہ نادانستگی میں ہوا مگر
پھر بھی چونکہ ایک قسم کا شبہ تھا۔ اپنے پاس رکھنا پسند نہ
کیا۔ اور سب کو صدقہ کر دیا اور مال واپس لے کر مشتری
کو قیمت اس لئے نہیں پھیری کہ اس کا علم نہ تھا اور اس کے
علم سے ناامید ہو گئے تھے۔ اس لئے سب مال کو صدقہ کر
دیا۔ جیسا کہ باب نوید میں اس کا بیان تفصیل وار آئے گا۔
بعضوں نے کہا کہ وہ کل مال تیس ہزار کا تھا۔ اور یہ ایک ہی
واقعہ نہیں بلکہ اس کی متعدد نظیریں ہیں جیسا کہ کتب مناقب
میں ہے اور آپ کی غایت ورع اور زہد سے اس لونڈی
کا قصہ ہے جس کے خریدنے کا آپ نے ارادہ کیا[عـہ]
تھا۔ اور اسی قبیل سے ہے کہ کوفہ میں کسی کی بکری گم ہو گئی
آپ نے دریافت فرمایا کہ بکری کتنے دنوں تک زندہ
رہتی ہے۔ لوگوں نے کہا سات برس۔ آپ نے غایت
ورع سے سات سال تک بکری کا گوشت ہی کھانا چھوڑ
دیا۔ اس احتمال سے کہ شاید اسی حرام بکری کا گوشت ہو
جس کے کھانے سے قلب سیاہ ہو جاتا ہے۔ اگرچہ نادانستگی
میں کھانے سے گناہ نہیں۔ اور اسی لئے پرہیزگاروں کے
قلوب میں ایک خاص روشنی رہتی ہے۔ اور وہ محبوب
کے مشاہدہ کے لائق ہوتے ہیں۔ اور اپنی طاقت کے
موافق عبادت میں مصروف ہیں اور بقدر وسعت
جو چیزیں اس سے قطع کرنے والی ہیں سب سے متنفر
ہیں اور یہ کچھ مذکور ہوا۔ امام کے مناقب اس میں حصر نہیں
بلکہ یہ بحر ناپیداکنار سے ایک قطرہ ہے اور روشن تر

عـہ جس کا بیان پہلے ہوا۔ ۱۲ منہ

صلی اللہ علیہ وسلم انما قال ذلک تحریضا علی
الاستعجال ولم یرد اخراج الصلاۃ عن وقتہا
فاستنبطوا من النص معنی بینوا بہ ان الحصر فی قولہ
الا فی بنی قریظۃ اضافی لا حقیقی وامتنع آخرون
عن صلاۃ الظہر الی ان وصلوا بنی قریظۃ بعد
دخول وقت العصر واحتجوا بانہ صلی اللہ علیہ
وسلم أطلق الحصر ولم یبینہ فکان المراد بہ
حقیقتہ ثم بلغہ اختلافہم وفعلہم فلم ینکر علی
أحد من الفریقین وأقر کلا علی ما فہمہ اشارۃ
الی ان الکل مجتہدون ماجورون علی ہدی
من اللہ تعالی فلا لوم علی أحد منہم ولا ینسب
الیہ خلل ولا تقصیر لا سیما مع استحضارک
لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم فایما أخذتم بہ
اہتدیتم فجعل الکل مہتدین فکیف مع ذلک
ینسب لاحد منہم خطأ أو تقصیر وأخرج
ابن سعد والبیہقی عن أبی بکر رضی اللہ عنہ
انہ قال کان اختلاف اصحاب محمد صلی اللہ
علیہ وسلم رحمۃ للناس وأخرج ابن سعد
عن عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ انہ
قال ما یسرنی باختلاف أصحاب محمد صلی اللہ علیہ
وسلم حمر النعم رواہ البیہقی بلفظ ما یسرنی
ان اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم لم یختلفوا
لانہم لو لم یختلفوا لم یکن رخصۃ ولما أراد
ہرون الرشید ان یعلق موطا مالک فی الکعبۃ
ویحمل الناس علی ما فیہ قال لہ مالک لا تفعل
یا امیر المومنین فان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم اختلفوا فی الفروع وتفرقوا فی البلدان وان

مناقب سے آپ کے یہ ہے کہ آپ نے چالیس برس تک
عشا کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی۔ کسی نے عرض کیا یہ قدرت
آپ کو کیسے ملی۔ فرمایا کہ میں نے اللہ سے دعا کی ساتھ تمام
حروف تہجی کے جو ان دونوں آیتوں میں ہے۔ محمد رسول اللہ
سورہ فتح میں اور دوسری ثم انزل علیکم من بعد الغم
سورۃ آل عمران میں۔ اور آپ ہر رمضان میں ساٹھ ختم
قرآن فرماتے ایک ختم دن میں اور ایک شب میں۔ اس کے
سوا اور بہت سے مناقب ہیں جن کا شمار دشوار ہے اللہ
تعالے رحم فرمائے اور ان سے راضی ہو اور وہ اللہ
سے راضی ہوں اور جنت الفردوس آرام گاہ ہو۔ ختم ہوئی
عبارت مختصر احیاء العلوم اور میری شرح کی اور اسی سے
امام غزالی کی برأت اس تعصب سے جو ان کی طرف منسوب
ہوتی معلوم ہوتی ہے حاشا للہ وہ اس سے پاک ہیں۔

دوسرا مقدمہ

ان امور کے بیان میں جن کا نفع عام ہے۔ اور
طالب کو ان کا نہ جاننا برا ہے۔ اس لئے کہ اس سبب
سے آدمی بڑی گمراہی اور برے گڑھے میں پڑے گا۔ اس
لئے پہلے اس کا بیان کر دینا اور اس سے جس قدر تعلق ہے
اس کو مجمل و مفصل واضح کر دینا ضروری ہے۔ اے باتوفیق
اگر تو آخرت میں نجات اور دل دوارث نبی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم وشرف وکرم کی شان میں بے ادبی سے سلامت رہنا
چاہتا ہے تو تجھ پر لازم ہے کہ یہ اعتقاد رکھ کہ تمام ائمہ
مجتہدین اور علماء عالمین اللہ تعالی کی ہدایت اور اس کی

اختلاف العلماء رحمة من الله تعالیٰ علیٰ هذه الامة
کل یتبع ما صح عنده وکل مصیب وکل علی هدی
فقال له هرون وفقك الله یا أبا عبد الله ووقع
له ذلك مع المنصور أیضا لما أراد أن یرسل الی کل
مصر نسخة من کتب مالك ویامرهم ان یعملوا بما
فیها ولا یتعدوه الی غیره فقال له مالك لا تفعل
هذا فان الناس قد سبقت الیهم أقاویل وسمعوا
أحادیث ورووا روایات واخذ کل قوم بما سبق الیهم
ودانوا بها من اختلاف الناس فدع الناس وما اختار
أهل کل بلد منهم لانفسهم وبما تقرر یظهر انجاه
القول بان کل مجتهد مصیب وان حکم الله تعالی
فی کل واقعة تابع الظن المجتهد وهو احد القولین
للائمة الاربعة ونسب ترجیحه لاکثر الشافعیة
والحنفیة والباقلانی ولاینافیه الخبر الصحیح المصرح
بان للمصیب أجرین وللمخطی أجرا لانه محمول کما
قال الحافظ الجلال السیوطی علی ان المخطئ من المجتهدین
انما أخطأ فی عدم ادراکه الافضل والاولی کما عتب علی
الصحابة فی اختیار الفداء لانه غیر الافضل مع انه
حکم صواب وقد قال الفقهاء فیمن صلی رباعیة الی أربع
جهات کل رکعة الی جهة بالاجتهاد لاقضاء علیه
مع القطع بان ثلث رکعات منها الی غیر القبلة واختلف
الی اجتهاد عمر رضی الله عنه فی الجد یقضی فیه بقضا
یا مختلفة وکان یقول ذلك علی ما قضینا وهذا علی
ما نقضی وأخرج البیهقی مرسلا ان رسول الله صلی الله
علیه وسلم کان یقضی القضاء وینزل القرآن بغیر ما
قضی فیستقبل حکم القرآن ولا یرد الاول انتهی وفیما
قاله واستدل به نظر واضح لا سیما ما ذکره آخرا اذ اجتهاد

رضامندی پر ہیں اور ان کو ہر حال میں باتفاق ائمہ معقول و
منقول اجر و ثواب ہی ہے۔ بیہقی نے روایت کی کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ "جب کوئی کتاب اللہ سے کوئی حکم دیئے
جاؤ تو اس پر عمل کرنا ضروری ہے کسی شخص کا کوئی عذر اس
کے ترک میں مسموع نہیں۔ اور اگر کتاب اللہ میں نہ ہو تو میری
حدیث مروی پر عمل ہو۔ اور اگر یہ بھی نہ ہو تو جو میرے اصحاب
نے کہا۔ اس لیے کہ میرے کل صحابی بمنزلہ آسمانی ستاروں
کے ہیں جس کو پیشوا مان لوگے سیدھا راستہ پاؤ گے
اور میرے اصحاب کا اختلاف تمہارے لیے رحمت ہے"۔
تو اس حدیث سے ثابت ہے کہ فرعیات میں اختلاف
مذاہب صحابہ ہی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے وقت سے ہے
جو زمانہ ہدایت و ارشاد کا ہے جس کے لیے خود آنحضرت
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بشارت ہے کہ وہ تمام زمانوں
سے بہتر زمانہ ہے اور ان کے اختلاف سے حضور رہے
اور ان کے بعد بھی اختلاف رہا کیونکہ صحابہ فقہ و روایت کے
ساتھ مشہور رہیں۔ اُن کے قول کو ایک ایک جماعت نے
لیا ہے۔ اور پھر بھی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان سے راضی
ہیں اور ان کو اس اختلاف پر مقرر رکھا اور ان کی تعریف
فرمائی یہاں تک کہ نفس اس اختلاف کو اپنی امت کے لئے
رحمت فرمایا اور امت کو اختیار دیا کہ اُن میں سے جس کا قول
چاہے اختیار کرے اور اس کو یہ بھی لازم ہے کہ لوگ مجتہدین
میں بھی جس کے قول کو چاہیں اختیار کریں۔ کیونکہ یہ لوگ قول و
فعل میں اس کے طریقہ پر ہیں اور اس راستہ پر چلتے ہیں اور
بہت سے واقعات ہیں جو خود حضور ہی کے زمانہ میں
ہوئے۔ اُن میں آپ نے اصحاب کے اختلاف کو مقرر رکھا
اور کسی صحابی پر اس کے قول میں جو مخالف دوسرے صحابی
کے قول کے تھا اعتراض نہ فرمایا۔ جیسا کہ اس کی شہادت

صلی اللہ علیہ وسلم معصوم من الخطأ علی الصواب
بخلاف اجتہاد غیرہ ونقل الکوردی عن الشافعی
رحمہ اللہ ان المجتہدین القائلین بحکمین متباینین
بمنزلۃ رسولین جاآ بشریعتین مختلفتین وکلاھما
حق وصدق وقال الامام المازری القول بان الحق فی
طرفین ھو ما علیہ اکثر اھل التحقیق من العلماء
والمتکلمین وھو مروی عن الائمۃ الاربعۃ واحتجوا
بانہ صلی اللہ علیہ وسلم جعل لہ اجرا ولو لم یصب
لم یوجر واجابوا عن الاطلاق الخطأ فی الخبر بانہ محمول
علی من ذھل عن النص واجتہد فیما لا یسوغ الاجتہاد
فیہ من القطعیات مما خالف الاجماع فان مثل
ھذا اذا اتفق الخطأ فیہ ھو الذی یصح اطلاق الخطأ
فیہ واما من اجتہد فی مسئلۃ لیس فیہا نص أی
قاطع ولا اجماع فلا یطلق علیہ الخطأ وأطال الامام
المازری فی تقریر ذلک وفی الشفا الیسامی القول
بتصویب المجتہدین ھو الحق والصواب عندنا
وقد قال صاحب جمع الجوامع والمتکلمون علیہ و
نعتقد ان ابا حنیفۃ ومالکا والشافعی وأحمد
والسفیانین والاوزاعی وابن جریر وسائر ائمۃ
المسلمین علی ھدی من اللہ تعالی ولا التفات
الی من تکلم فیہم بما ھم بریئون منہ فقد اوتوا
من العلوم اللدنیۃ والمواھب الالہیۃ،
والاستنباطات الدقیقۃ والمعارف الغزیرۃ
والدین والورع والعبادۃ والزھادۃ والجلالۃ بالحل
الذی لا یسامی انتہی ورأی بعض الائمۃ النبی
صلی اللہ علیہ وسلم وسألہ عن اختلاف المجتہدین
فقال کل فی اجتہادہ مصیب فذکر لہ

بہت سے مشہور واقعات سے ہوتی ہے۔ ازانجملہ صحابہ
کرام کا اختلاف دوبارۂ اسیران بدر ہے حضرت ابوبکر صدیق
رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اُن کے پیروؤں نے اُن سے فدیہ لے کر
چھوڑ دینے کا مشورہ دیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ان کے
متبعین رضؓ نے اُن کے قتل کر دینے کی رائے دی تو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے پہلی رائے پر حکم فرمایا اور قرآن شریف میں باوجود برقرار
رکھنے تقریر رائے اول کے مشورہ ثانی کو ترجیح دی بربین دلیل اس امر
پر ہے کہ دونوں رائیں صحیح و درست ہیں اور ہر ایک مجتہد مصیب
ہے۔ اور اگر پہلی رائے خطا ہوتی تو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
کبھی اس کے ساتھ حکم نہ فرماتے اور اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ وہ عین حکمت
ہے کہ ارشاد ہوا لَوْلَا كِتَابٌ مِّنَ اللَّهِ سَبَقَ اور فدیہ کو حلال وطیب
فرمایا کہ فَكُلُوا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلَالًا طَيِّبًا اور عتاب غیر افضل کے اختیار
پر فرمایا اور اسی لئے مذاہب اربعہ کے اختلاف میں اکثر با ترجیح افضل
کو باعتبار قوت دلیل اور احتیاط و ورع سے قریب ہونے کی بنا پر
ہوتی ہے اور یہ بھی چند گنتی کے مسائل ہیں۔ نہ تمامی مسئلوں میں لیکن
باعتبار ثواب اور درست ہونے کے تو ہر ایک ٹھیک اور حق ہے
جس میں کسی قسم کا شبہ نہیں اور اسی لئے طریقہ صوفیہ کرام کا سب
میں اعدل و افضل ہے۔ یعنی اشد علی النفس اور احوط
فی العمل کو اختیار کرنا تاکہ اختلاف سے نکل جائیں اور ان کی
عبادت متفق علیہا ہو جس کی صحت پر سب کا اجماع ہو اور

ع ۔ مثلاً دو بارۂ وضو امام شافعیؒ کے نزدیک ایک بال یا بن بال کا مسح فرض ہے
امام ابوحنیفہ صاحب کے نزدیک، چوتھائی سر کا مسح فرض ہے امام مالک صاحب کے
نزدیک کل کا فرض ہے تو عمل کل سر کے مسح پر ہو تاکہ ہر ایک کے نزدیک وہ فرض
صحیح ہو جائے یا امام شافعیؒ صاحب کے نزدیک نکاح عورتوں کے لفظ سے
صحیح نہیں ولی کے قبل کا ہونا ضرور ہے۔ امام صاحب کے نزدیک بغیر دو گواہ
نہیں ہوتا۔ امام مالک کے نزدیک، اعلان ضروری ہے۔ امام احمدؒ کے نزدیک کفو
ہونا ضروری تو نکاح بعبارت ولی بحضور شاہدین کفو کے ساتھ اعلان کے
ساتھ ہوتا تاکہ سب کے نزدیک صحیح و درست ہو جائے۔ ۱۲ منہ

الموائی قول ابی حنیفة المجتهد ان مصیبان والحق
فی واحد وقول الشافعی المجتهد ان مصیب ومخطئ
معفو عنه فقال صلی الله علیه وسلم هما قریبان
فی المعنی وان کانا مختلفین فی اللفظ فقلت أیهما
أولی بالاخذ من الفریقین فقال صلی الله علیه وسلم
کلاهما علی الحق و منها علیك أیضا ان تعتقد ان
اختلاف ائمة المسلمین من اهل السنة والجماعة
فی الفروع نعمة کبیرة ورحمة واسعة و فضیلة
واضحة وله سر لطیف أدرکه العلماء العاملون
وعمی عنه الجاهلون حتی قال بعضهم ان النبی صلی الله
علیه وسلم جاء بشرع واحد فمن أین مذاهب
أربعة ووجه ذلك ان الله تعالیٰ خص هذه الشریعة
برفعه عن أهلها الاصار والأثقال التی کانت علی
الامم قبلها کتحتم القصاص فی شریعة موسیٰ علیه
السلام کانه ارسل بالجلال الصرف وتحتم الدیة فی شریعة
عیسیٰ علیه السلام والتخییر بهما فی شریعتنا وکقرض محل
النجاسة من البدن فی شرعهم وغسلها بالماء فی شرعنا و
ولامتناع النسخ فی شریعة الیهود وجوازه فی شرعنا ومن
ثمة استعظموا نسخ القبلة وکلیکتبهم فانها لاتقرأ الاعلی
حرف واحد وکتابنا یقرأ علی حروف سبعة بل عشرة کل
ذلك لقوله تعالیٰ یرید الله بکم الیسر ولا یرید بکم العسر
وقوله عز قائلا وما جعل علیکم فی الدین من حرج وقال
صلی الله علیه وسلم بعثت بالحنفیة السمحة
فمن سماحتها ویسرها ورفع الاصار عنها وقوع
اختلاف أئمتنا فی الفروع لکون المذاهب علی
اختلافها کشرائع متعددة حتی لا یضیق الامر
علیهم بالتزام شیٔ واحد وحتی یثاب کل عامل

یہ ان کا طریقہ ہمارے علماء کے اس قول کے موافق ہے کہ ہر
خلاف سے بچنا مسنون ہے۔ جب تک کہ سنت صحیح کی صریح
مخالفت نہ ہو جس کی تاویل ناممکن ہو اور ہمارے ائمہ نے
تصریح کی ہے کہ جو چیزیں کسی امام کے نزدیک ناقض وضو
ہیں ان سب سے وضو کرنا مسنون ہے اور اس شرعی اختلاف
سے بچنے کے خیال سے ابن شریح وضو میں منہ دھونے کے وقت
دونوں کانوں کو دھوتے اور سر کے ساتھ مسح کرتے اور پھر
علیحدہ بھی مسح کرتے تاکہ تمام مذاہب پر عمل ہو جائے۔ اور
اختلاف سے نکل جائیں اور از انجملہ صحابہ کا اختلاف غزوہ
بنی قریظہ کے وقت اس قول میں ہے کہ آپ نے فرمایا لَا یُصَلِّیَنَّ اَحَدُ
کُمُ الظُّھْرَ اِلَّا فِیْ بَنِیْ قُرَیْظَۃَ۔ تو جب یہ لوگ مدینہ طیبہ سے وہاں
جانے کی غرض سے نکلے اور ظہر کا وقت تنگ ہو گیا صحابہ میں
آپس میں اختلاف ہوا تو ایک جماعت نے وقت نکل جانے
کے خیال سے ظہر کی نماز پڑھ لی۔ اور انہوں نے کہا حضور اقدس
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد صرف جلدی پر برانگیختہ کرنے
کے لئے تھا۔ اور یہ مقصود نہیں کہ وقت گذار کر نماز پڑھیں تو انہوں
نے نص سے یہ استنباط کیا اور بیان کیا کہ اِلَّا فِی بنی قریظۃ میں
حصر اضافی ہے۔ حصر حقیقی نہیں کہ چاہے نماز قضا ہو جائے مگر
وہیں جاکر پڑھنا اور بعضوں نے نماز نہیں پڑھی۔ یہاں تک کہ
جب بنی قریظہ میں پہنچے اور عصر کا وقت آگیا تھا
اس وقت نماز ظہر پڑھی اور ان کا استدلال یہ تھا کہ حضور
نے ارشاد فرمایا ہے اِلَّا فی بنی قریظۃ۔ غرض مطلق حصر
فرمایا جس سے حقیقی لیا جائے گا۔ جب حضور پر نور
صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا اختلاف معلوم ہوا۔ ان کے فعل
کی خبر پہنچی۔ دونوں فریق میں سے کسی پر انکار نہ فرمایا اور دونوں
کو اپنی اپنی سمجھ پر مقرر رکھا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ
دونوں فریق مجتہد تھے۔ اور اپنے فعل پر ماجور اللہ کی

بمذهب صحيح ويملح عليه وحتى ان من رأى
له فسحة فى غير مذهبه جاز له بشرطه الانتقال
اليه والعمل به وكل هذه نعم عظيمة الموقع
واسعة الرفق لاسيما وهى مؤذنة بغاية رفعته
صلى الله عليه وسلم وتميزه على بقية الانبياء
بالتوسعة لاجله على أمته بتخييرهم فى الامر الواحد
بالعمل بكل ما فيه سهولة لهم لتصويب
كل مجتهد منهم ومدحه وان فرض خطؤه
وقد قرر السبكى ان جميع الشرائع السابقة شرائع
له صلى الله عليه وسلم والانبياء صلوات الله
عليهم كالنواب عنه لانه نبى وآدم بين الروح
والجسد فهو اذ ذالك نبى الانبياء وهذا هو معنى
قوله صلى الله عليه وسلم بعثت الى الناس كافة
فهو مبعوث الى الخلق كلهم من لدن آدم الى
قيام الساعة انتهى واذا تقررت شرائع الانبياء
شرائع له زيادة فى تعظيمه فالشرائع التى استنبطها
اصحابه وتابعوهم باحسان من اقواله وافعاله
على تنوعها شرائع متعددة له من باب أولى
خصوصا وقد اخبر بوقوعها ووعد بالهداية على
الاخذ بها ورضى بها ومدحنا عليها وجعل ذالك
رحمة أى رحمة ومنة أى منة كما مر بيان ذالك
ومن ثمة لما جعل اختلاف هذه الامة رحمة أخبر
بان اختلاف الامم السابقة هلاك وعذاب أى لانهم
لم يوسع لهم كما وسع لهذه الامة فكان اختلافهم
محض كذب وتقول على انبياءهم بما هم بريئون منه
ومنها يتأكد عليك غاية التأكد الذى لا رخصة
فيه ان لا تفضل بعض المذاهب على بعض تفضيلا

کی طرف سے ہدایت پر تھے۔ ان میں سے کوئی ملامت کے قابل
نہیں۔ ان میں کسی کی طرف خلل یا تقصیر کی نسبت کو درست
نہیں۔ خصوصاً حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ ارشاد
یاد رکھ کر فَاَیُّمَا اَخَذْتُمْ بِہٖ اِہْتَدَیْتُمْ جب آپ نے ہر ایک
کو راہ یافتہ فرمایا تو کیونکر ان میں کسی کی طرف خطا یا تقصیر کی
نسبت ہو سکتی ہے۔ ابن سعد و بیہقی نے حضرت ابو بکر صدیق
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا کہ اصحاب
محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا اختلاف
لوگوں کے لئے رحمت ہے۔ ابن سعد نے حضرت عمر بن عبد العزیز
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ و
رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے مقابلہ میں مجھے سرخ اونٹ بھی
پسند نہیں اور بیہقی کی روایت یہ ہے کہ مجھے اچھا نہیں معلوم
نہیں ہوتا کہ اصحاب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپس
میں مختلف الاقوال نہ ہوں۔ اس لئے کہ ان کے اقوال
مختلف نہ ہوں گے تو رخصت نہ ہوگی۔ اور ہارون رشید نے
جب چاہا کہ موطا امام مالک کو خانہ کعبہ میں لٹکا دے اور تمام
لوگوں کو اس کے موافق عمل کرنے پر مجبور کرے تو امام مالک
نے فرمایا اے امیر المومنین ایسا مت کیجئے اس لئے کہ اصحاب
محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرعیات میں مختلف
ہوئے اور وہ شہروں میں متفرق ہو گئے اور علماء کا اختلاف
اس امت کے واسطے رحمت الٰہی ہے۔ ہر ایک اپنے نزدیک
صحیح قول پر عمل کرے گا۔ اور ہر ایک ٹھیک راہ پر ہے اور ہر ایک
ہدایت پر ہے۔ تو ہارون رشید نے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ
کو توفیق خیر دے۔ اے ابو عبد اللہ اور ایسا ہی قصہ منصور
کے ساتھ بھی واقع ہوا جبکہ اس نے چاہا کہ ہر ایک
شہر میں موطا کا ایک ایک نسخہ بھیج دے اور حکم دے کہ اس
پر سب لوگ عمل کریں اور اس سے تجاوز کر کے دوسرے پر

یؤدی الی تنقیص المفضل علیه فان ذلك یؤدی الی
المقت والخزی فی الدنیا والآخرة وسیأتی عن الله
تعالیٰ انه قال من آذی لی ولیا فقد آذنته بالحرب
وعلماء المسلمین العاملون کلهم اولیاء الله تعالیٰ
من غیر شك ولاریب وکثیرا مایؤدی التفضیل
الی الخصام القبیح بین السفهاء ومن لااخلاق لهم
ولادین ولاتقوی الی ان یظهر من بعضهم قبیح
العصبیة وحمیة الجاهلیه ویفضی ذلك بهم الی
ترجیح مذهب امامه واطلاق لسانه فی غیره
لعدم ادب وغفلة تامة عما یترتب بسبب ذلك
من المقت والخزی والی ان یتصر لبعض مقلدی
مخالفه لامامه فیرد علی الاول ویطلق لسانه
فیه ویتعدی الی امامه ویطلق لسانه فیه زاعما
ان ذلك من باب مقابلة الفاسد بالفاسد ولو عرض
کلام کل منهما علی امامه لزجره عنه وتبرأ منه
وهجره لاجله ولوقوعه بقبیح ما ارتکبه فی شرك
المقت والردی اذ ربما آیس من موته علی الهدی
وقد اخبر ابن عباس رضی الله عنهما بان سبب
هلاك الامم السابقة مراؤهم وخصوماتهم فی
دین الله حفظنا الله من وعیر هذه المسالك وحشرنا
فی زمرة اولئك الائمة فانا نحبهم ونعظمهم
بما نرجو به ان نحشر معهم علی الارائك اذ من
أحب قوما حشر معهم کما اخبر به مورثهم ومشرفهم
وکفی من انتقص احدا منهم ان یحرم هذه
الموافقة فی ذلك المجمع الاکبر وان ینادی علیه
فیه هذا احد واولیاء الله فلیس له الا الخزی
والعذاب فی المحشر ٭

عمل نہ کریں۔ امام مالک نے فرمایا کہ "ایسا مت کیجئے اس لئے
کہ لوگوں کو اس سے پہلے کچھ باتیں معلوم ہوتی ہیں اور انہوں
نے حدیثیں سنی ہیں انہوں نے روایتیں کیں اور ہر قوم نے
اس پر عمل کیا۔ جو بات ان کو پہلے سے پہنچ چکی ہے تو جس
شہر والے نے جس بات کو اختیار کیا ہے انہی پر چھوڑ دیجئے"
اس تقریر سے یہ بات ظاہر ہوئی کہ ہر مجتہد برسر صواب ہے
اور اللہ تعالیٰ کا حکم ہر واقعہ میں مجتہد کی رائے کے تابع ہے
اور یہی ائمہ اربعہ کے دو قولوں میں سے ایک قول ہے اور اکثر
حنفیہ شافعیہ اور باقلانی اسی کو ترجیح دیتے ہیں اور اس کے
منافی وہ خبر صحیح نہیں جس میں تصریح ہے کہ مصیبت
کے لئے دو اجر ہے اور مخطی کے لئے ایک اجر ہے۔ اس لئے
کہ جیسا کہ امام جلال الدین سیوطی نے فرمایا کہ یہ خبر صحیح اسباب
پر محمول ہے کہ مجتہدین سے مخطی نے افضل نہ مانتے میں خطا
کی باوجودیکہ وہ بھی ٹھیک ہے۔ فقہائے کرام نے فرمایا ہے
کہ جو شخص چار رکعت نماز چار طرف پڑھے۔ ہر رکعت تحری
کر کے ایک جہت میں تو اس پر قضا نہیں باوجودیکہ یقینی
ہے کہ تین رکعتیں اس کی ضرور غیر قبلہ کی طرف ہیں اور حد کے
بارے میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اجتہاد مختلف ہوا۔
کہ اس میں مختلف حکم دیئے اور یہ فرماتے یہ اس بنا پر
ہے کہ ہم نے حکم دیا اور یہ اس طریقہ پر کہ حکم دیتے ہیں اور
بیہقی نے مرسلاً روایت کی کہ کبھی ایسا ہوتا کہ رسول اللہ صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک حکم دیتے اور قرآن شریف اس کے
خلاف نازل ہوتا تو آپ حکم قرآن لے لیتے اور پہلے حکم کو رد نہ
فرماتے اور یہ جو کچھ کہا اور دلیل لائے اس میں کھلا ہوا نظر ہے
خصوصاً جو آخر میں ذکر کیا اس لئے کہ حضور پر نور صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کا اجتہاد خطا سے محفوظ یقینی درست ہے
بخلاف اجتہاد اور لوگوں کے اور کروری نے امام شافعی رضی اللہ

المقدمة الثالثة

فیما ورد من تبشیر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالامام أبی حنیفة رحمة اللہ علیہ

اعلم ان اعظم ذلك وأجله وأوضحه وأكمله ما أخرجه البخاری ومسلم عن ابی ھریرة وابو نعیم عنه والشیرازی والطبرانی عن قیس بن سعد بن عبادة والطبرانی عن ابن مسعود رضی اللہ عنه ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لو كان العلم عند الثریا لتنا وله رجال من ابناء فارس ولفظ الشیرازی وأبی نعیم لو كان العلم معلقا عند ثریا ولفظ الطبرانی عن قیس لا تناله العرب لناله رجال من ابناء فارس ولفظ مسلم لو كان الایمان عند الثریا لتنا وله رجال من ابناء فارس قال الحافظ المحقق الجلال السیوطی ھذا أصل صحیح یعتمد علیه فی البشارة بابی حنیفة رحمة اللہ وفی الفضیلة التامه له نظیر الحدیث الذی فی مالك رحمه اللہ وھو قوله صلی اللہ علیہ وسلم یوشك ان یضرب الناس اكباد الابل یطلبون العلم فلا یجدون اعلم من عالم المدینة والحدیث الذی فی الشافعی رحمه اللہ وھو قوله صلی اللہ علیہ وسلم لا تسبوا قریشا فان عالمها یملأ الارض علما وھو حدیث حسن له طرق كثیرة وزعم بعضھم وضعه وزیفوه وشنعوا علی زاعمه ومخترعه قال العلماء عالم المدینة فی الحدیث الاول مالك وعالم قریش فی الحدیث الثانی الشافعی قال بعض تلامذة الجلال وما جزم به شیخنا من أن الامام ابا حنیفة ھو المراد من ھذا الحدیث ظاھر لا شك فیه لانه لم یبلغ أحد أی فی زمنه

تعالیٰ عنہ سے نقل کیا کہ وہ مجتہد جو دو قول متباین کے قائل ہیں بمنزلہ دو رسول کے ہیں کہ دو شریعت مختلف لائے اور دونوں ٹھیک اور درست ہیں اور امام مازری نے فرمایا کہ طرفین میں حق کا ہونا اکثر اہلِ تحقیق علماء متکلمین کی رائے ہے اور یہی ائمہ اربعہ سے مروی ہے اور اس پر حجت یہ ہے کہ حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کے لئے ایک اجر مقرر فرمایا اور اگر وہ بات ٹھیک نہ ہوتی تو مستحق اجر نہ ہوتا اور دیگر حضرات نے حدیث میں اطلاق خطا کا یہ جواب دیا ہے کہ یہ اس حالت پر محمول ہے کہ جب نص سے ذہول ہوا۔ اور اُس امر میں اجتہاد کیا کہ جس میں گنجائش اجتہاد کی نہ تھی۔ مثل قطعیات کے کہ یہ اجماع کی مخالفت ہے کیونکہ اس قسم کی مثل بیشک ایسی صورت ہے کہ اگر اس میں غلطی ہو تو خطا کا اطلاق اس پر ہو سکتا ہے۔ ہاں جو ایسے مسئلہ میں اجتہاد کرے جس میں کوئی نص قطعی نہیں نہ اجماع امت ہے وہاں خطا کا اطلاق درست نہیں اور امام مازری نے اس مقام پر بہت طول طویل تقریر کی ہے۔ اور قاضی عیاض کی شفاء میں ہے کہ دونوں مجتہدوں کی رائے ٹھیک ہونے کا قائل ہونا بھی میرے نزدیک حق و صواب ہے۔ صاحب جمع الجوامع نے کہا "اسی پر متکلمین اور میرا یہ عقیدہ ہے کہ امام ابو حنیفہ و مالک و شافعی و احمد اور دونوں سفیان اوزاعی اور ابن جریر اور جملہ ائمہ مسلمین یہ سب حق و ہدایت پر ہیں اور جن لوگوں نے ان کے حق میں کلام کیا اور ایسی باتیں کہیں جن سے وہ بری ہیں اُس کی طرف التفات نہیں اس لئے کہ یہ علم الدنیہ و مواہب الہیہ اور استنباطات دقیقہ اور معارف غزیرہ اور دین و ورع و زہد و علوم تبت اس درجہ کا دیئے گئے جس کی بلندی خیال میں بھی نہیں آتی"

من ابناء فارس فی العلم مبلغه ولا مبلغ اصحابه
وفیه معجزة ظاهرة للنبی صلی الله علیه وسلم حیث
أخبر بما سیقع ولیس المراد بفارس البلد المعروف
بل جنس من العجم وهم الفرس وسیأتی ان
جد الامام ابی حنیفة منهم علی ما علیه
الاکثرون وفی خبر عن الدیلمی خبر العجم فارس
قال الجلال بهذا الخبر ای المتفق علی صحته
یستغنی من الخبر الموضوع المروی فی حق ابی
حنیفة رحمة الله قال تلمیذه المذکور أشار شیخنا
بهذا الی رد ما ذکره بعض أصحاب المناقب ممن
لیس له درایة بعلم الحدیث فان فی سنده کذابین
وضاعین ولفظ خبرهما یکون فی أمتی رجل یقال
له أبو حنیفة النعمان هو سراج امتی الی یوم القیامة
وفی لفظ یکون فی امتی رجل اسمه النعمان وکنیته
أبو حنیفة هو سراج امتی وفی لفظ سیأتی من بعدی
رجل یقال له النعمان بن ثابت ویکنی ابا حنیفة یحیی
دین الله تعالی وسنتی علی یدیه وفی لفظ فی کل قرن
من امتی سابقون وأبو حنیفة سابق هذه الامة
وفی لفظ عن ابن عباس رضی الله عنهما ما یطلع
بعد رسول الله صلی الله علیه وسلم بدر علی جمیع
خراسان یکنی بأبی حنیفة وفی لفظ آخر عنه ان
الرای محسن وانه یکون بعد نا رای حنیف یحیی
به الاحکام ما بقی الاسلام وانه کرأینا واحکامنا
یقوم به رجل یقال له النعمان بن ثابت الکوفی ویکنی
بأبی حنیفة وهو من اهل الکوفة جهید فی العلم
والفقه یصرف الاحکام علی وجهها حنیفی الدین
والرأی الحسن وفی لفظ عن ابن سیرین ان الله اقص علیه

ختم ہوئی عبارت جمع الجوامع کی۔ اور بعض ائمہ زیارت
سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے
اور اختلاف مجتہدین کے بارہ میں سوال کیا۔ ارشاد ہوا
کہ ہر ایک اپنے اجتہاد میں برسر صواب ہے تو اس وقت
انھوں نے امام ابو حنیفہؒ کا یہ قول ذکر کیا کہ جو آپ نے فرمایا
کہ دونوں برسر صواب ہیں اور حق پر ایک ہے اور
امام شافعیؒ کا قول کہ دو مجتہد میں سے ایک مصیب ہے
اور ایک مخطی معفو عنہ۔ ارشاد ہوا کہ یہ دونوں اگرچہ لفظاً
مختلف ہیں مگر معنی قریب ہیں آپ نے کہا کہ ان دونوں
فریق میں تقلید کے لئے کون بہتر ہے۔ ارشاد ہوا کہ دونوں
برسر حق و صواب ہیں۔ الغرض جملہ جو یہ اعتقاد واجب ہے
کہ ائمہ اہلسنت و جماعت کا اختلاف فرعیات میں بڑی
نعمت اور وسیع رحمت اور کھلی فضیلت ہے۔ اور اس
میں ایک باریک بھید ہے جس کو عاقل علماء نے سمجھا ہے
اور جاہل اس سے نابلد ہیں۔ حتیٰ کہ بعض کہنے لگے کہ نبی صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم تو ایک ہی شریعت لائے تھے۔ یہ چار
مذہب کہاں سے آگئے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ
تعالیٰ نے اس شریعت کو اس امر کے ساتھ مخصوص فرمایا
ہے کہ وہ بوجھ گرانی جو اگلی امتوں پر تھا اس شریعت
والوں سے اٹھا دیا گیا۔ مثلاً موسیٰ علیہ السلام کی شریعت
میں قصاص کا واجب ہونا کیونکہ وہ خالص جلال ہی کے ساتھ
بھیجے گئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں
دیت کا واجب ہونا اور ہماری شریف میں ان دونوں
میں اختیار دیا جانا اور ان لوگوں کی شریعتوں میں بدن
میں جس جگہ نجاست لگ جائے اس کا کاٹ دینا اور ہماری
شریعت میں صرف اس کا پانی سے دھو دینا اور ان شریعت
یہود میں خمس کا ممنوع ہونا اور ہماری شریعت میں اس کا جائز

منامه الآتی قال له اکشف عن ظهرك ویسارك
فکشف فرأی بین کتفیه أو عضد یساره خالاً فقال
صدقت أنت ابو حنیفة الذی قال رسول الله صلی الله
علیه وسلم فی حقه یخرج من أمتی رجل یقال له
أبو حنیفة بین کتفیه وفی روایة علی یساره خال
یحیی دین الله تعالیٰ وسلتی علی یدیه وهذه کلها
موضوعات لا یروج علی من له أدنی المام بنقد
الحدیث وقد اوردها ابن الجوزی فی الموضوعات
وأقره الذهبی وشیخنا الحافظ الجلال السیوطی فی
مختصر بها والحافظ ابو الفضل شیخ الاسلام ابن
حجر فی لسان المیزان وتبعهم الامام الحافظ الذی
انتهت الیه ریاسة مذهب أبی حنیفة فی
زمنه الشیخ قاسم الحنفی ومن ثمة لم یورد شیئا
منها ائمة الحدیث الذین صنفوا فی مناقبه
کالطحاوی وصاحب طبقات حنیفة محی الدین
القرشی وآخرین کلهم حنفیون ثقات اثبات نقاد
لهم اطلاع کثیر انتهی حاصل کلام تلمیذ الجلال
رحمهما الله تعالیٰ ومن اطلع علی ما یأتی فی
هذا الکتاب من احوال الامام أبی حنیفة و
کراماته واخلاقه وسیرته علم انه غنی عن
ان یستشهد علی فضله بخبر موضوع أو لفظ
موضوع لاسیما مع ما تقرر من حدیث البخاری
ومسلم وغیرهما المحمول علی أبی حنیفة کنظرائه
من العجم وکمن هو أعلی منه واجل کسلمان الفارسی
رحمه الله وما یصلح للاستدلال به علی عظم شان
ابی حنیفة رحمه الله ما روی عنه صلی الله علیه
وسلم انه قال ترفع زینة الدنیا سنة خمسین ومائة

ہوتا۔ اسی لئے انہوں نے نسخ قبلہ کو نہایت ہی عظیم واقعہ جانا
اور یہ کہ ان کی کتابیں صرف ایک ہی قرائت سے پڑھنا جائز اور
ہماری کتاب کو سات بلکہ دس قرارت سے پڑھنا روا ہے
یہ سب اسی ارشاد باری تعالیٰ کی وجہ سے کہ فرمایا ہے "اللہ
تمہارے ساتھ آسانی کرنا چاہتا ہے اور سختی کرنا نہیں چاہتا"
اور اللہ تعالیٰ کا قول ہے "اللہ تعالیٰ نے دین میں کسی
قسم کا حرج نہیں کیا ہے" اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ دین حنیفی نرم لے کر آیا ہوں اور اس کی بعض نرمی
اور آسانی اور بوجھ اٹھا دئے جانے سے فروع میں
ہمارے ائمہ کا اختلاف ہے۔ کیونکہ یہ مذہب بوجہ اختلافات
کے مثل متعدد شریعتوں کے ہے۔ تاکہ ایک چیز کو لازم کر دئے
جانے کی وجہ سے ان پر تنگی نہ ہو۔ اور جو لوگ مذہب صحیح کے
عامل ہوں ان کے لئے ثواب اور مدح ہے۔ یہاں تک کہ
اگر کسی کے علم میں یہ بات ہو کہ فلاں مذہب میں زیادہ وسعت
و گنجائش ہے تو اس کو بشرائط معلومہ اسی مذہب کی طرف
بدل جانا اور اس کے موافق عمل کرنا جائز ہے۔ اور یہ سب
اللہ کی بڑی نعمت اور اس کی وسیع رحمت ہے اور اس
سے حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی غایت درجہ
عزت شان اور دیگر انبیائے کرام علیہم السلام پر
علو مکان ثابت ہوتا ہے کہ ان کی وجہ سے اُن کی امت پر
وسعت کر دی گئی کہ ایک امر میں ان کو اختیار ہے اُس چیز
پر عمل کریں جس میں سہولت ہے۔ اسی لئے ہر مجتہد کو بہر صواب
مان کر اس کی مدح کی اگرچہ بالفرض اُن سے خطا ہو گئی ہو
اور علامہ سبکی نے ثابت فرمایا ہے کہ حقیقی گذشتہ
شریعتیں ہیں وہ حقیقت میں حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم ہی کی شریعت ہے۔ اور دیگر انبیائے کرام مثل
نواب (قائم مقاموں) آپ کے ہیں کیونکہ یہ اس وقت سے

ومن ثمة قال شمس الائمة الكردرى بفتح الكاف ان
هذا الحديث محمول على أبي حنيفة لانه مات
تلك السنة رحمه الله عليه ٭

(الفصل الاول في بيان الاسباب
الحاملة على تأليف هذا الكتاب)

الاول ما جاء عن عائشة رضي الله عنها
عن النبي صلى الله عليه وسلم بسند حسن بل ذكر
مسلم في مقدمة صحيحه وابن خزيمة في صحيحه
قالت أمرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم أن ننزل
الناس منازلهم وفي رواية للخرائطي انزل الناس
منازلهم في الخير والشر وفي أخرى انزلوا الناس
منازلهم وردوا الناس لعقولكم وجاء عن علي كرم الله
وجهه من أنزل الناس منازلهم رفع المؤنة عن
نفسه ٭ الثاني انه وقع في تاريخ الخطيب ومنتظم
ابي الفرج بن الجوزي ذكر اشياء تنافي كمال ابي حنيفة
رحمه الله على ان الخطيب ذكر من فضائله بعد ذلك
باسانيده المشهورة ما يبهر العقل ذكره بل كل من جاء
بعده انما يستمد في ترجمة الامام منه وكذلك وقع
في المنحول المنسوب للامام الغزالي حجة الاسلام
ذكر اشياء من ذلك وانما قلنا المنسوب لانه لم
يصح نسبة جميع ما في هذا الكتاب اليه فيحتمل
ان تكون تلك الالفاظ الشنيعة اختلقت عليه بدليل
انه مدحه في كتاب احياء علوم الدين المتواترة
بما يليق بكمال ابي حنيفة رحمه الله واجاب بعض
المحققين من الحنفية كما مر بأنه بتقدير صدور
هذا من الغزالي فهو في حال ابتدائه مرة
حين كان على شأن الفقهاء المتعصبين فلا توفي

نبی ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام روح اور بدن کے درمیان
ہیں تھے تو وہ نبی الانبیاء ہیں اور یہی معنیٰ آنحضرت صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا ہے کہ میں تمام لوگوں کی طرف
بھیجا گیا ہوں تو آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک جتنے
آدمی ہوں گے اُن سب کے آپ نبی ہیں۔ ختم ہوئی عبارت
امام سبکی کی۔ پس جب یہ بات ثابت ہوئی کہ آپ کی غایت
تعظیم کے لئے اور انبیا کی شریعتیں آپ کی شریعت ہیں تو جو
احکام شرعیہ کہ صحابہ کرام یا تابعین عظام نے آپ کے
قول وفعل سے استنباط کئے وہ اپنے نوع کی مختلف
شریعتیں بدرجہ اولیٰ ہیں۔ خاص کر اس وجہ سے کہ آنحضرت نے
اس کے وقوع کی خبر دی ہے اور اس پر آپ نے عمل کرنے
کی ہدایت فرمائی ہے اور اس سے خوش ہوئے اور اس
بات پر ہماری مدح فرمائی اور اس کو بڑی رحمت اور عظیم منت
فرمایا۔ اس لئے جب اس امت کے اختلاف کو رحمت فرمایا
یہ خبر دی کہ گذشتہ امتوں کا اختلاف عذاب وہلاک
ہے۔ اس لئے کہ اُن کے لئے وہ وسعت نہیں دی گئی جو
اس اُمت کے لئے وسعت ہے تو اُن کا اختلاف محض جھوٹ
اور انبیا علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام پر صرف بُہتان ہے
جس سے وہ لوگ بری ہیں اور انہا مجملہ تجھ پر نہایت درجہ
موکد بات یہ ہے جس کی اندا اصلا رخصت نہیں کہ بعض
مذاہب پر بعض کو ایسی فضیلت نہ دے جس سے دوسرے
مذہب کی منقصت ہو اس لئے کہ اس میں غضب الٰہی اور
دنیا و آخرت کی رسوائی ہے۔ اور قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ
کا یہ ارشاد آئے گا کہ جس نے میرے کسی ولی کو ایذا دی اُس
سے میں نے حرب کا اعلان کر دیا اور باعمل علمائے اسلام
بلا شبہ سب کے سب اولیاء اللہ ہیں۔ اور بارہا یہ تفضیل
بیوقوفوں بے دینوں میں سخت جھگڑے کی طرف مفضی ہوئی

عن ذلك وطهر أخلاقه ووصل الى ما وصل اليه
من الكمالات رجع عن ذلك وذكر الحق في كتاب
الاحياء كما يدل لذلك قوله فيما حدث من الخلافيات
والمجادلات فيها والتحريرات والتصنيفات فاياك
وان تحوم حولها فاجتنبها اجتناب السم القاتل فانه
الداء العضال وهو الذي رد الفقهاء كلهم
لطلب المنافسة والمباهاة على ما سيأتيك تفصيل
غوائلها وآفاتها وهذا الكلام ربما يسمع من
قائله فيقال الناس اعداء ما جهلوا ولا تظنن
ذلك فعلى الخبير سقطت واقبل هذه النصيحة
ممن ضيع عمره فيه زمانا وزاد فيه على الاولين
تصنيفا وتحقيقا وجدلا وبيانا ثم ألهمه الله تعالى
رشده واطلعه على عيبه فهجره واشتغل
بنفسه انتهى وكذلك وقع كما مر بسط الكلام فيه من
بعض المتعصبين ممن يسمى بالغزالي حتى ظن انه الامام
حجة الاسلام وليس كذلك وانما هو شخص آخر
مجهول له تاليف مستقل في الحط الشنيع
على أبي حنيفة رحمه الله مع نزاهته و
براءته عما نسب اليه فيه على انه غير بعيد ان
بعض الزنادقة والمحرومين من الخير اختلق ذلك
ونسبه الى ذلك الامام الكبير والعلم الشهير
الذي هو حجة الاسلام ليروج على الناس ما افتراه
فكان بسبب ذلك ممن أضله الله واعماه فحينئذ
تعين على كل من قدر على تزييف ما في الكتب
وتسقيمه ان يبطل جميع ما فيها وان يكذب
واضعيها ومختلقيها بما اطبق عليه العلماء
المعتبرون والائمة المجتهدون من تعظيم ذلك الامام

ہے حتیٰ کہ بعض جاہلوں نے غایت درجہ کا تعصب اور
جاہلیت کی ہٹ ظاہر کی جس کا نتیجہ اپنے امام کے مذہب کی ترجیح
اور دوسرے کی شان میں زبان درازی وتنقیص بے ضرورت ہے
اور اس کے سبب جو کچھ عذاب ورسوائی مترتب ہوگی اس
سے غفلت کی۔ اور یہاں تک کہ ایک کے مقلد دوسرے کو برا
کہتے تو ان کے مقلد اس امام کی توہین کرتے اور اس کے حق میں
زبان درازی سے کام لیتے اور یہ خیال کرتے کہ یہ مقابلہ فاسد بالفاسد
ہے اور اگر ہر ایک کا کلام ان کے امام ہی کے روبرو پیش کیا
جائے تو اس پر خوش کبھی نہ ہوتے بلکہ اس پر ڈانٹ دیتے
اور اس سے اس وجہ سے بیزار ہوتے۔ اس کے برے
کلام کی وجہ سے اسے چھوڑ دیتے اور اس سبب سے کہ وہ
شخص اس برے کام کے اختیار کرنے سے غضب الٰہی اور
ہلاکت کے جال میں پھنسا ہے۔ اس لئے کہ اس کے سیدھے
راستے پر مرنے سے اکثر نومید ہو جاتے اور سیدنا حضرت عبداللہ
بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیشک خبر دی ہے کہ پہلی امتوں
کی ہلاکت کا سبب ان کا دین الٰہی میں شک کرنا اور جھگڑنا تھا۔
ان راستوں کی کٹھن سے اللہ تعالیٰ ہم کو محفوظ رکھے اور ان اماموں
کے گروہ میں ہم کو اٹھائے اس لئے کہ ہم ان سے محبت رکھتے
ہیں اور ان کی تعظیم اس طریقہ سے کرتے ہیں کہ جس سے ہم کو امید
ہے کہ قیامت کے دن انہیں کے ساتھ اٹھائے جائیں گے۔ اس
وجہ سے کہ جو شخص کسی قوم سے محبت رکھتا ہے تو قیامت میں
انہیں کے ساتھ اٹھایا جائے گا جیسے کہ ان کے مورث اور ان کے
شرف بخشنے والے (حضرت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و
علیٰ آلہ وبارک وسلم) نے اس کی خبر دی ہے اور جو (مردک)
کہ ان میں سے کسی کی شان کو گھٹائے تو اس کے واسطے اتنی سزا
کافی ہے کہ اس بہت بڑے مجمع قیامت میں اس رفاقت سے محروم
رکھا جائے گا اور میدان قیامت میں اس کے حق میں منادی

الاعظم والحبر المقدم وامتثالا للاحادیث السابقة واللاحقة ؛ الثالث تبیین خطا المتعصبین فی قولهم ما تکلمنا فی ابی حنیفة وغیرہ الا لان ذالک متعین علمه علینا لتباین احوال الرجال و تمایز اوصافهم التی علیها مدار الروایة والنقد والکمال و کلامهم هذا من منوال کلام الخوارج الذی قال فیه علی کرم الله وجهه لما احتجوا علیه به کلمة حق أرید بها باطل فکذلک کلام اولئک کلام حق فی نفسه لکن أرید به باطل وأی باطل اذ لم یحمدوا فی ذلک الاعلی کلمات صدرت من بعض معاصریه فی حقه حسد الله علی ما آتاہ الله تعالیٰ من فضله أم یحسدون الناس علی ما آتاهم الله من فضله وکذا صدر من بعض ما جاء بعدہ کلمات نسبوها الیه لا تصدر ممن له أدنی کمال بل دین ولیس قصدهم الا شینه واخمال ذکرہ ویأبی الله الا أن یتم نورہ ولو کرہ المشرکون وکفاهم فی زجرهم ونکالهم ما جاء عن النبی صلی الله علیه وسلم بسند جید أیما رجل أشاع علی رجل بکلمة وهو منها بریء یشینه بها فی الدنیا کان حقا علی الله تعالیٰ أن یحبسه فی جهنم حتی یأتی بنفاذ ما قال وفی روایة صحیحة من قال فی مؤمن ما لیس فیه أسکنه الله تعالیٰ ردغة الخبال حتی یخرج مما قال ولیس بخارج وردغة الخبال بفتح فسکون الدال المهملة فمعجمة فخاء معجمة مفتوحة فموحدة عصارة اهل النار کما فی حدیث مرفوع ؛ الرابع تبیین انه رحمه الله کسائر

کرائی جائے گی کہ اولیا اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ کا یہ دشمن ہے پس اس کے واسطے سوائے ذلت اور عذاب آخرت کے اور کچھ نہیں ہوگا۔

تیسرا مقدمہ

دربارۂ امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بشارتیں

جان کہ ان سب میں بڑی اور بزرگ اور واضح تر کامل تر وہ حدیث ہے جسے شیخین یعنی بخاری ومسلم اور ابو نعیم رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور شیرازی اور طبرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما نے حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور طبرانی علیہ الرحمۃ نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر علم ثریا کے پاس بھی ہوتا تو اہل فارس کے کچھ مرد اس کو ضرور لیتے۔ اور شیرازی اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ کے لفظ یہ ہیں کہ اگر علم ثریا کے پاس لٹکا ہوا ہوتا اور طبرانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے لفظ قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے یہ ہیں اس کو عرب نہیں لیں گے تو کچھ مرد فارس سے ضرور اس کو لیں گے اور مسلم علیہ الرحمۃ کی عبارت یہ ہے۔ اگر علم ثریا کے پاس ہوتا جب بھی کچھ مرد اہل فارس سے اس کو ضرور لیتے۔ حافظ محقق امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ اصل صحیح ہے جس پر امام اعظمؒ کے متعلق بشارت اور اُن کے فضیلت نامہ میں اعتماد کیا جاتا ہے۔ اس حدیث کی نظیر وہ حدیث ہے جو امام مالک رحمہ اللہ کے بارے میں فرمایا۔ قریب ہے کہ

ائمة الاسلام ممن صدق عليهم قوله تعالى الا ان اولياء
الله لا خوف عليهم ولا هم يحزنون الذين آمنوا
وكانوا يتقون لهم البشرى في الحياة الدنيا وفي الآخرة
ووجه ذلك الصدق أن كلا من أولئك الائمة
المجتهدين والعلماء العاملين صحت عنه
كمالات باهرة للعقول وأحوال وكرامات لا ينكرها
الا المعاند الجهول فهم الاولياء على الحقيقة
والجامعون بين الحقيقة والشريعة واذ قد تمهد
ذلك فمنتقص أحد منهم ممن حقت عليه
كلمة الطرد والمقت كيف لا وهو قد دخل لنفسه فيما
لا طاقة له به من محاربة الله تعالى ورسوله ومن
حارب الله هلك هلاكا أبديا نعوذ بالله من ذلك
والدليل على هذا ما رواه الائمة البخاري وغيره
من طرق كثيرة تزيد على خمسة عشر طريقا عن جماعة
من الصحابة رضوان الله عليهم اجمعين عن النبي
صلى الله عليه وسلم أنه قال ان الله تعالى قال من
عادى أو أذل أو آذى أو أهان روايات لي وليا وفي
رواية ولي المؤمنين فقد آذنته أي أعلمته بالحرب
وفي رواية فقد استحل محاربتي وفي أخرى فقد
بارزني بالمحاربة وقوله لي ظرف لغو يجوز أن يكون
مستقرا لانه حال قدمت على صاحبها لتنكيره
والمحاربة فيه من باب يخادعون الله وعاقبت اللص
وحكمة ايثاره المخاطبة بما يفهم اذ الحرب ينشاء
عن العداوة الناشئة عن المخالفة وغايتها اللازمة
لها الهلاك أي من كره من أحببته عاداني وعاند في
ومن عاند في فقد تعرض لاهلاكي اياه أشد الهلاك
وأفظعه فاطلق الحرب وأريد لازمها واذ قد علمت

لوگ علم کی طلب میں اونٹ کو تھکا ماریں گے مگر کوئی شخص عالم مدینہ
سے جاننے والا نہ پائیں گے اور وہ حدیث جو امام شافعی رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کے بارے میں ہے۔ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے ارشاد فرمایا کہ قریش کو برا نہ کہو اس لئے کہ اس میں ایک
عالم ہوگا کہ تمام روئے زمین کو علم سے بھر دے گا اور یہ حدیث
حسن ہے جس کے متعدد طریقے ہیں اور بعضوں نے اس کو موضوع
خیال کیا مگر علماء رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس قول کی تزئیف فرمائی اور
ایسے خیال والے ایسی گھڑت کرنے والے کی تشنیع کی۔ علماء
علیہم الرحمۃ نے فرمایا کہ پہلی حدیث میں عالم مدینہ سے امام
مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسری حدیث میں امام شافعی رضی
اللہ تعالیٰ عنہ مراد ہیں۔ امام جلال الدین سیوطی کے بعض تلامذہ
نے فرمایا کہ اس حدیث سے امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ مراد
ہونا جیسا ہمارے استاد نے خیال فرمایا یہ ظاہر ہے اس میں
اصلا شک نہیں کیونکہ ان کے زمانہ میں اہل فارس سے کوئی شخص
علم میں ان کے رتبہ کو نہ پہنچا بلکہ اُن کے شاگردوں کے مرتبہ
تک بھی رسائی نہ ہوئی اور اس میں سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کا کھلا ہوا معجزہ ہے کہ آپ نے غیب کی خبر دی۔ جو
ہونے والا ہے بتا دیا اور فارس سے وہ خاص شہر مراد نہیں بلکہ
جنس عجم یعنی ملک فارس مراد ہے۔ اور عنقریب یہ مضمون
آتا ہے کہ امام صاحب کے دادا بر بنا قول اکثر حضرات
اہل فارس سے تھے۔ اور دیلمی کی روایت ہے کہ تمام عجم میں
بہتر فارس ہے۔ امام جلال الدین سیوطی نے فرمایا اس حدیث
کی وجہ سے جس کی صحت پر اتفاق ہے خبر موضوع سے جو لوگوں
نے امام اعظم رح کے مناقب میں گھڑا ہے استغنا حاصل ہے۔
ان کے شاگرد مذکور نے کہا کہ ہمارے استاد نے اس تقریر میں
اس بات کی سند کی طرف اشارہ فرمایا جو بعض علم حدیث سے
ناواقف اصحاب مناقب نے بیان کیا اسلئے کہ اس کی سند میں

هذا علمت ان فيه من الوعيد الشديد والزجر الاكيد والمنع البليغ مايحمل من له أدنى مسكة من عقل فضلاً عن دين على أن يتجنب الخوض في شئ مماينتقص به أحد من ائمة الاسلام ومصابيح الظلام وأن يبالغ في البعد عن ايذائهم بوجه من الوجوه فانه يؤذى الاموات مايؤذى الاحياء وكيف يسع أحدا أن يقدم على شئ من ذلك والله تعالى يقول انى لاغضب لاوليائى كما يغضب الليث للحرد وفى رواية عند الامام أحمد رحمه الله عن وهب بن منبه قال قال الله عزوجل لموسىٰ عليه السلام حين كلمه ربه جل وعلا اعلم ان من اهان لى وليا فقد بارزنى بالمحاربة ونادانى وعرض نفسه ودعانى اليها وأنا أسرع شئ الى نصرة اوليائى أفيظن الذى يحاربنى أن يقاومنى أو يظن الذى يبارزنى أن يعجزنى أو يسبقنى أو يفوتنى كيف وأنا ثائر لهم فى الدنيا والاخرة فلا أكل نصرتهم الى غيرى فتامل ثم تامل واحذر ان تخوض غمرة هذه اللجة المهلكة فان الله تعالى لايبالى بك فى أى واد هلكت ومن ثمة قال الحافظ ابوالقاسم بن عساكر فى كتابه تبيين كذب المفترى فيما نسب للامام أبى الحسن الاشعرى لحوم العلماء مسمومة وهتك أستار منتقصيهم معلومة وقال ايضا لحوم العلماء سم من شمها مرض ومن ذاقها مات قال وقد اجمع العلماء فضائلهم واعتنوا بسيرهم واخبارهم فمن قرأ فضائل أبى حنيفة ومالك والشافعى رحمهم الله بعد فضائل الصحابة والتابعين رضوان الله

جھوٹے اور خلاف کے گڑھنے والے لوگ ہیں اور ان کی روایت یہ ہے کہ میری امت میں ایک شخص ہوگا جس کا نام ابو حنیفہ النعمان ہے۔ وہ قیامت تک کے میری امّت کا چراغ ہے اور دوسرے لفظوں سے یہ ہے کہ میری امّت میں ایک شخص ہوگا جس کا نام نعمان اور کنیت ابو حنیفہ ہوگی وہ میری امّت کا چراغ ہے اور ایک روایت میں ہے کہ میرے بعد ایک شخص آئیگا جس کا نام نعمان بن ثابت اور کنیت ابو حنیفہ ہوگی خدا کا دین اور میری سنّت اس کے ہاتھوں پر زندہ ہوگی اور ایک روایت میں یہ ہے۔ میری امت کے ہر قرن میں سابقین ہونگے ابو حنیفہ اس امّت کے سابق ہیں۔ اور ایک روایت میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تمام خراسان والوں پر ایک چاند نکلے گا جس کی کنیت ابو حنیفہ ہوگی۔ اور اُس سے دوسری روایت میں ہے کہ رائے حسن کی ہے اور بعد ہمارے رائے حنیف ہوگا۔ اس کی وجہ سے لقبار اسلام تک احکام جاری رہیں گے اور اسکی رائے مثل میری رائے اور میرے حکم کے ہے۔ اس کے ساتھ ایک مرد قائم ہوگا جس کا نام نعمان بن ثابت کوفی اور کنیت ابو حنیفہ ہے اور کوفہ کا رہنے والا ہوگا۔ علم و فقہ میں کو شاں احکام کو حق بجانب پھیرے گا دین حنیفی اور اچھی رائے والا ہوگا۔ اور ایک روایت میں ابن سیرین سے ہے کہ جب امام اعظمؒ نے اپنا خواب جس کا تذکرہ آتا ہے اُن سے بیان کیا ابن سیرین نے فرمایا کہ تم اپنی پیٹھ اور بائیں جانب کھولو تو امام نے کھولا تو اُنہوں نے دونوں مونڈھے یا بائیں بازو میں ایک تِل دیکھا اور فرمایا کہ ہم نے سچ کہا کہ تم ابو حنیفہ ہو جس کے بارے میں سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں ایک شخص ہوگا جس کا نام ابو حنیفہ ہے اس کے دونوں مونڈھوں کے درمیان اور ایک روایت میں

علیھم اجمعین واعتنی بھا ووقف علی کریم
سیرھم وھدیھم کان ذلک لہ عملا زاکیا
نفعنا اللّٰہ تعالی بحب جمیعھم ومن لم یحفظ
من أخبارھم الا ما یذکر من قول بعضھم
فی بعض علی الحسد والھفوات والغضب
حرم التوفیق ودخل فی الغیبۃ وحاد عن الطریق
جعلنا اللّٰہ وایاک ممن یستمع القول فیتبع
احسنہ آمین ⁂ الخامس ان ائمۃ حفاظا ترجموا
ھذا الامام وأطالوا فی ترجمتہ قدیما وحدیثا
فقصدت ان أنتظم فی سلکھم لتعود علی برکۃ
ھذا الامام کما عادت علیھم وقد روی
ابن الجوزی عن سفیان بن عیینۃ انہ قال
عند ذکر الصالحین تتنزل الرحمۃ وان ألخص
جمیع ما ذکروہ باوجز عبارۃ وابلغ اشارۃ معرضا
عن ذکر الاسانید معوّلا علی ما بسطوہ منھا
فی کتبھم مما یزیل الشک والتردید لاعراض
الناس عن المطولات واکبابھم علی المختصرات
لما ان الھمم قد تقاصرت والاعراض الفاسدۃ
المنافیۃ للدأب فی العلوم قد تکاثرت فلا تری
الا ولھانا أمسک أشعۃ القمر بحسبھا قضبان
الذھب أو غریقا فی بحر شھواتہ التی اشغلتہ
عن التطلع الی أدنی کمال أو أدب ⁂

(الفصل الثانی فی ذکر نسبہ)

اختلفوا فیہ فقال أکثرھم وصححہ المحققون
انہ من العجم وعلیہ ما اخرج الخطیب عن عمر
بن حماد ولدہ انہ ابن ثابت بن زوطی ای بضم
الزای کموسی وبفتحھا کسلمی ابن ماہ من أھل کابل

اس کی بائیں جانب تل ہوگی۔ خدا کا دین اور میری سنت اُس
کے ہاتھ پر زندہ ہوگی۔ یہ سب حدیثیں موضوع ہیں۔ جس
کو ادنیٰ علم بھی حدیث کے پرکھنے کا ہے اس کے نزدیک
ان سب کی کچھ وقعت نہیں۔ اس لئے امام ابن جوزی نے
ان سب کو موضوعات میں بیان کیا اور علامہ ذہبی اور ہمارے
استاد امام جلال الدین نے اپنے مختصر اور حافظ ابوالفضل
شیخ الاسلام ابن حجر نے لسان المیزان میں اس کو مقرر رکھا۔
اور علامہ قاسم حنفی نے (جن پر اس زمانہ میں مذہب حنفی کی
ریاست ختم تھی) اس کا اتباع کیا اس وجہ سے امام کی
مناقب میں جن محدثین نے کتابیں لکھیں مثلاً امام اجل ابوجعفر
طحاوی اور صاحب طبقات حنفیہ محی الدین قرشی اور اُن
کے علاوہ اور حنفی ثقہ ثبت نقاد صاحب علم وافر۔ کسی نے
ان احادیث کو نہیں بیان کیا۔ ختم ہوا خلاصہ کلام امام
جلال الدین سیوطی کے شاگرد کا اور جو شخص کہ امام صاحب
کے آئندہ حالات اُن کے کرامات، اُن کے اخلاق، اُن
کے طریقے پر جو اس کتاب میں مذکور ہونگے مطلع ہوگا۔ جان لیگا
کہ امام اعظمؒ کی شان اس سے وراء ہے کہ اُن کے فضل و
بزرگی کے لئے کسی موضوع حدیث یا لفظ موضوع سے سند
لائی جائے خصوصاً اس حدیث کے رہتے ہوئے جسے
بخاری و مسلم وغیرہ نے روایت کی جس سے امام اعظمؒ
مراد ہیں۔ مثل اپنے نظیر علماء عجم کے یا مثل اُن سے اعلیٰ و
افضل حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے۔ اور امام
اعظم کی علو شان پر اس حدیث سے بھی استدلال
ہوسکتا ہے جو ارشاد ہوا کہ ۱۵۰ھ میں دنیا کی زینت
اٹھ جائے گی۔ اسی وجہ سے امام شمس الائمہ کردری نے
فرمایا کہ اس حدیث سے مراد امام اعظمؒ ہیں کہ ان کا وصال
اسی سن میں ہے ⁂

أی بضم المواحدة بلدة من اقلیم بناحیة الھند ملکه بنو تیم اللہ بن ثعلبة فاسلم فاعتقوہ و ولد ثابت علی الاسلام وقیل من اھل الانبار بفتح الھمزة ثم انتقل لنسا بفتح أولیه وبالقصر فولد له بها ابوحنیفة فلما ترعرع انتقل به وقیل من أھل ترمذ ولامانع انه نزل ھذہ البلاد الاربعة فنقل کل ماحفظه وترمذ بتثلیث اوله وضم المیم وکسرھا وبالذال المعجمة مدینة علی طرف جیحون واخرج ایضا عن اسمعیل حماد أخی عمر المذکور انه قال ان ثابت بن النعمان ابن المرزبان أی بفتح فسکون فضم الزای وقد یفتح معرب الرئیس من أبناء فارس الاحرار والله ما وقع لنا رق قط ذھب ثابت الی الامام علی بن أبی طالب کرم اللہ وجھه صغیرا فدعا له بالبرکة فیه وفی ذریته ونحن نرجو من اللہ أن یکون استجاب ذلک فینا واھدی النعمان الی علی کرم اللہ وجھه فالوذجا یوم النیروز أی بفتح أوله معرب یوم جدید من أعیادھم فقال نوروزنا کل یوم وقیل کان فی المھرجان أی معرب محبة الروح ھکذا مرکب من مھر بکسر اوله وجان فقال علی کرم اللہ وجھه مھرجانا کل یوم وتخالف الاخرین فی أن والد ثابت النعمان أو زوطی وجدہ المرزبان أو ماہ اجیب عنه بانه یحتمل أن یکون لکل اسمان أو اسم ولقب أو معنی زوطی النعمان والمرزبان ماہ وتخالفھما فی مس الرق یجاب عنه بان من اثبته اراد فی الجد ومن نفاہ أراد فی الاب الذی ھو ثابت لکن قال ولد لاسمعیل المذکور انھم موالی

پہلی فصل بیان میں اُن امور کے جو اس کتاب کی تالیف کے باعث ہوئے

اوّل وہ حدیث ہے جو بسند حسن حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے - بلکہ امام مسلم نے مقدمہ صحیح اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کی حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہم کو حکم فرمایا ہے کہ ہم لوگوں کو اُن کے رتبہ کے موافق مقام دیں - اور غرالبطی کی روایت میں یہ ہے کہ لوگوں کو خیر و شر میں ان کے رتبہ کے موافق اُتارو اور دوسری روایت میں ہے لوگوں کو ان کی جگہ میں اُتارو اور لوگوں کو اپنی عقل سے پہچانو اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے جس نے لوگوں کو ان کے رتبہ کے موافق اُتارا اُس نے اپنے سے مشقت دُور کردی -

امر دوم - تاریخ خطیب اور منتظم ابن جوزی میں چند باتیں ایسی ہیں جو بالکل منافی کمال شان امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں - اس کے علاوہ خطیب نے امام صاحب کے فضائل میں اس کے بعد باسانید مشہورہ وہ باتیں ذکر کیں جن کے ذکر سے عقل حیران ہے - بلکہ ان کے بعد آنے والے سب امام اس ترجمہ میں اُسی سے استمداد کرتے ہیں - یوہیں منخول میں جو امام حجۃ الاسلام غزالی کی طرف منسوب ہے - اسی قسم کی چند باتیں مذکور ہیں اور میں نے امام غزالی کی طرف منسوب اسلئے کیا کہ اس کتاب میں جو کچھ مذکور ہے اُن سب کی نسبت امام کی طرف صحیح نہیں ہو سکتا ہے - کہ یہ بیہودہ الفاظ بھی کسی نے گڑھا ہے اور اس پر دلیل یہ ہتی کہ خود امام حجۃ الاسلام نے احیاء العلوم میں جو اُن سے متواتر ہے اس قسم کے مناقب لکھے ہیں جو اُن کے کمال شان کے لائق ہیں - اور اس کا جواب بعض حنفیہ نے یہ دیا ہے کہ اولاً نہیں مانتے کہ یہ امام حجۃ الاسلام نے لکھا ہے - اور اگر بالفرض والتقدیر

وان المسبی من کابل ھو ثابت فاشترتہ امرأتہ من
بنی تیم اللہ فاعتقتہ وقیل ثابت بن طاؤس بن
ھرمز ملک بنی ساسان وقیل انہ عربی فزوطی
من بنی یحیی بن زید بن اسد وفی نسخۃ ابن راشد
الانصاری ورد وقد رجح جماعۃ من أصحاب المناقب
ما مر عن حفیدیہ فانھما اعرف بنسب جدھما۔

(الفصل الثالث فی مولدہ)

الاکثرون علی انہ ولد سنۃ ثمانین بالکوفۃ فی
خلافۃ عبد الملک بن مروان وردوا ماشذ بہ لبعضھم
أنہ ولد سنۃ احدی وستین۔

(الفصل الرابع فی اسمہ)

اتفقوا علی أنہ النعمان وفیہ سر لطیف اذ أصل
النعمان الدم الذی بہ قوام البدن ومن ثمۃ ذھب
بعضھم الی أنہ الروح فابو حنیفۃ رحمہ اللہ بہ قوام
الفقہ ومنہ منشأ مدارکہ وعویصاتہ اونبت أحمر
طیب الریح الشقیق أو الارجوان بضم الھمزۃ ،
فابو حنیفۃ رحمہ اللہ طابت خلالہ وبلغ الغایۃ کمالہ
او فعلان من النعمۃ فابو حنیفۃ نعمۃ اللہ علی خلقہ
وتحذف أل عند التنکیر والنداء والاضافۃ وحذفھا
لغیر ذلک نادر وقال ابن طلک حذفھا واثباتھا
سیان واعترض وعلی أن کنیتہ أبو حنیفۃ
مؤنث حنیف وھو الناسک أو المسلم لان الحنف
المیل والمسلم مائل الی الدین الحق قیل سبب تکنیتہ
بذلک ملازمتہ للدواۃ المسماۃ حنیفۃ بلغۃ العراق
وقیل کانت لہ بنت تسمی بذلک ورد بأنہ لا یعلم
لہ ولد ذکر ولا أنثی غیر حماد وأخرج الخطیب وغیرہ
عنہ بسند فیہ انقطاع لا یکنی بکنیتی بعدی الا مجنون

مان بھی لیں تو وہ اپنے ابتدائی زمانہ میں لکھا ہے۔ جب
متعصبین، فقہاء کے طرز پر تھے مگر جب اس سے ترقی
کی اور ان کے اخلاق پاک ہوئے اور اپنے رتبۂ کمال کو
پہنچے تو اس قول شنیع سے رجوع کیا اور حق بات کتاب
احیاء العلوم میں لکھا تو اے مخاطب تو اس سے پرہیز کر
کہ اس کے گرد بھی گھومے اور اس سے بچ جس طرح سم
قاتل سے بچتے ہیں۔ کیونکہ سخت بیماری ہے اور یہی وہ
بات ہے جس نے فقہاء کو منافست اور ایک دوسرے
پر فخر و مباہات کی طرف پلٹایا جیسا کہ اس کی گمراہی کی تفصیل
اور اس کی برائی عنقریب آتی ہے اور یہ کلام لمبا اوقات
سُنا جاتا ہے۔ اس کے لکھنے والے سنے کہا جاتا ہے
کہ لوگ اس چیز کے دشمن ہیں جس کو نہ جانیں اور نہ گمان
کرا سکا اس لئے کہ واقف کار پر پہنچا ہے تو اور نصیحت
قبول کر اُس شخص سے جس نے اپنی عمر کو ایک زمانہ تک
اس میں ضائع کیا اور اگلوں پر تصنیف و تحقیق و جدل
و بیان میں زیادتی کی پھر اللہ تعالیٰ نے اُسے حق راہ
ہدایت کی اور اس کے عیب پر مطلع کیا تو اس کو چھوڑ کر اپنے
نفس کی اصلاح میں مشغول ہوا۔ ختم ہوئی عبارت بعض
محققین کی۔ اور یونہی وہ امر ہے جس کا بیان اُوپر ہوا۔
کلام بعض متعصبین کا جس کا نام غزالی ہے۔ جس سے
گمان ہوتا ہے کہ وہ حجۃ الاسلام غزالی ہیں۔ حالانکہ ایسا
نہیں بلکہ وہ ایک دوسرا شخص مجہول الحال ہے جس کی
مستقل تالیف امام اعظمؒ کی توہین و تنقیص نشان میں ہے
حالانکہ جو جو باتیں اس میں امام کی طرف منسوب ہیں وہ
اس سے بالکل بری و منزہ ہیں۔ علاوہ بریں یہ بھی بعید نہیں
کہ بعض زندیق بد نصیب نے اس کو گڑھ کر امام حجۃ الاسلام
غزالی کی طرف منسوب کر دیا ہو تا کہ اس امام کبیر و مرد شہیر

قالوا فرأينا عدة تكنوا بها وكانت عقولهم ضعيفة
وعورضوا بانه كنى بها نحو ثلاثين وكانوا أئمة علماء
كالايقاني والديوري ولم يسبق بهذه الكنية
لم وجدت لتابعين مجهولين ؛

(الفصل الخامس في صورته)

قال أبو يوسف رحمه الله كان ربعة من أحسن
الناس صورة وأبلغهم نطقا وأكملهم ايرادا وأحلاهم
نغمة وأبينهم حجة على ما يريد وقال حماد ولده
كان طويلا يعلوه سمرة جميلا حسن الوجه هيوبا
لا يتكلم الا جوابا ولا يخوض فيما لا يعنيه ولا تنافي
بين كونه ربعة وبين كونه طويلا لانه قد يكون
مع كونه ربعة أقرب الى الطوال كما حررته في شرح
شمائل الترمذي وقال ابن المبارك كان حسن الوجه
حسن الثياب ؛

(الفصل السادس فيمن أدركه من الصحابة
رضي الله عنهم)

صح كما قال الذهبي انه رأى أنس بن مالك وهو
صغير وفي رواية رأيته مرارا وكان يخضب بالحمرة
وأكثر المحدثين على أن التابعين من لقي الصحابي وان
لم يصحبه وصححه النووي كابن الصلاح وجاء
من طرق انه روى عن أنس أحاديث ثلاثة لكن
قال أئمة الحديث مدارها على من اتهمه الائمة
بوضع الاحاديث وفي فتاوى شيخ الاسلام ابن حجر
انه أدرك جماعة من الصحابة كانوا بالكوفة
بعد مولده بها سنة ثمانين فهو من طبقة التابعين
ولم يثبت ذلك لاحد من أئمة الامصار المعاصرين
له كالاوزاعي بالشام والحمادين بالبصرة والثوري

کی وجہ سے اس کے افتراءات لوگوں میں رواج پاجائیں تو و
اس سبب سے ان لوگوں میں ہوگیا جنہیں اللہ تعالےٰ نے
گمراہ کیا اور اندھا بنایا تو ایسی صورت میں جن لوگوں کو اُن
کتابوں کے مضامین کھوٹے کر دکھانے اور ان کے مصنّفوں
کو بیوقوف بنانے پر قدرت ہو۔ اُن سب لوگوں پر واجب
ہے کہ جو کچھ ان کتابوں میں ہے ان سب کو سُست اور
بے وقعت بنائے اور ان سب کو باطل کرے اور اس کے
بنانے والے اور گڑھنے والے کی تکذیب کرے۔ ساتھ
اس چیز کے کہ اتفاق کیا علماء معتبرین اور ائمہ مجتہدین نے
امام اعظم رح کی تعظیم وتکریم پر بموجب اُن حدیثوں کے جو
گذریں اور آیندہ آئیں گی ۔

امر سوم ۔ متعصبین کی غلطی ظاہر کرنے اُن کے اس قول میں
کہ ہم نے امام اعظم وغیرہ کے مناقب ہیں ۔ صرف اسی وجہ سے
کلام کیا کہ اس کا جاننا ہم پر متعین ہے ۔ اس لئے کہ لوگوں کی
حالتیں متباین ہیں اور اُن کے اوصاف جن پر روایت اور
تنقید کا مدار ہے مختلف اور ان لوگوں کا کلام اس بارے میں
مثل اقوال خوارج کے ہے جس سے اُنہوں نے حضرت علی
کرم اللہ وجہہ الکریم پر حجت پکڑا تھا۔ کہ وہ بات حق تھی ۔ مگر
مقصود اُن کا باطل تھا۔ کیونکہ انہوں نے اس بارے میں
صرف اُن باتوں پر اعتماد کیا جو امام کے معاصرین نے حسداً کہی
تھیں ۔ کیا لوگ حسد کرتے ہیں اس چیز پر جو اُن کو اللہ تعالےٰ
نے اپنے فضل سے عطا فرمایا ہے ۔ اور اسی طرح بعض بعدو آ
حضرت نے امام کی طرف ایسے کلامات منسوب کئے جو کسی صاحب
کمال بلکہ کسی دیندار سے نہیں صادر ہوسکتے ہیں ۔ جس سے
مقصود اُن کا صرف امام صاحب کی توہین اور اُن کے ذکر کی
پستی تھی اور انکار کرتا ہے اللہ مگر یہ کہ اپنی روشنی پوری کرے
اگرچہ مشرک اسے ناپسند جانیں ۔ اور اُن کے زجر اور عذاب کے

بالكوفة ومالك بالمدينة الشريفة والليث بن سعد بمصر انتهى وحينئذ فهو من أعيان التابعين الذين شملهم قوله تعالى والذين اتبعوهم بإحسان رضي الله عنهم ورضوا عنه وأعدّ لهم جنّٰت تجري من تحتها الانهار خالدين فيها أبدا ذلك الفوز العظيم وذكر جماعة ممن صنف في المناقب وغيرهم انه سمع أيضا من جماعة من الصحابة غير أنس منهم عمرو بن حريث واعترض بان الصحيح انه مات سنة خمس وثمانين والقول بانه عاش الى سنة ثمان وتسعين لم يثبت وأجيب بان الصواب الذى عليه جمهور المحدثين واستقر عليه العمل ان الصغير اذا ميز صح سماعه وان كان ابن خمس سنين ومنهم عبد الله بن أنيس الجهني واعترض بانه مات سنة أربع وخمسين، وأجيب بان هذا اسم لخمسة من الصحابة فلعل من روى عنه أبو حنيفة واحد غير الجهني المشهور ورد بان غير هذا لم يدخل الكوفة وأخرج بعضهم بسنده الى أبي حنيفة قال ولدت سنة ثمانين وقدم عبد الله بن أنيس صاحب رسول الله صلى الله عليه وسلم الكوفة سنة أربع وتسعين ورأيته وسمعت منه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم حبك الشئ يعمي ويصم واعترض بان هذا السند مجهول وبان الذى دخل الكوفة ابن أنيس الجهني وقد تقرر انه مات قبل ولادة أبي حنيفة بدهر ومنهم عبد الله بن الحارث بن جزء الزبيدي بفتح الجيم وسكون الزاى وبالهمزة والزبيدي بضم الزاى مصغرا واعترض بانه

لئے وہ حدیث کافی ہے جو حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بسند جید مروی جو شخص کسی کے بارے میں ایسی بات شائع کرے جس سے دنیا میں اس کی برائی ہو۔ حالانکہ وہ شخص اس کلمہ سے بری ہو تو اللہ تعالیٰ کو ضرور ہے کہ اس کو جہنم میں اتنے دنوں تک روکے جتنے دنوں اس کے قول کا نفاذ ہوا اور دوسری روایت صحیح میں ہے جو کسی مومن کے بارے میں وہ بات کہے جو اس میں نہیں اللہ تعالیٰ جہنمیوں کے پرنالے میں اس کو جگہ دیگا۔ یہانتک کہ اس سے نکل جائے جو کہا تھا اور وہ کبھی نکلنے والا نہیں۔

امر چہارم۔ ظاہر کرنا اس بات کا کہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مثل ان تمام ائمہ کرام کے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد الا انّ اولیاء اللہ لاخوف علیہم ولاہم یحزنون الذین آمنوا وکانوا یتقون لہم البشرٰی فی الحیوٰۃ الدنیا وفی الآخرۃ صادق آتا ہے اور صدق کی وجہ یہ ہے کہ ہر ایک ان ائمہ مجتہدین اور علماء عاملین سے ایسے کمالات باہرہ اور کرامات ظاہرہ بروایت صحیح ثابت ہوئے ہیں جس کا انکار نہیں کر سکتا مگر سخت جاہل معاند تو حقیقتاً وہی اولیاء اللہ جامع شریعت وحقیقت ہیں۔ جب یہ بات معلوم ہو چکی تو جو شخص ان میں سے کسی ایک کی تنقیص کرتا ہے وہ ان لوگوں سے ہے جن پر کلمہ طرد وغضب ثابت ہو چکا ہے اور کیوں نہ ہو اس نے اپنے آپ کو ایسے امر میں ڈالا ہے جس کی اُسے طاقت نہیں یعنی خدا ورسول جلشانہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے لڑائی کرنا اور جو خدا سے لڑائی کریگا وہ ضرور ہمیشہ کے لئے ہلاک ہوگا۔ نعوذ باللہ منہ۔ اور اس پر دلیل وہ حدیث ہے جسے ائمہ محدثین امام بخاری وغیرہ نے متعدد طریقوں سے جنکی تعداد پندرہ سے بھی زائد ہے۔ ایک جماعت کثیرہ صحابہ سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم

مات سنة ست وثمانين بمصر أى بسقط أبى تراب
قرية من الغربية قريب سمنود والمحلة وكان مقيما
بها وأما ما جاء عن أبى حنيفة من أنه حج مع ابيه
سنة ست وتسعين وانه رأى عبد الله هذا يدرس
بالمسجد الحرام وسمع منه حديثا فرده جماعة منهم
الشيخ قاسم الحنفى من مشايخنا بان سند ذلك
فيه قلب وتحريف وفيه كذاب اتفاقا وبان ابن جزء
مات بمصر ولابى حنيفة ست سنين وبأن عبد الله
بن جزء لم يدخل الكوفة فى تلك المدة ومنهم جابر
بن عبد الله واعترض بانه مات سنة تسع وسبعين قبل
ولادة أبى حنيفة بسنة ومن ثمه قالوا فى الحديث
المروى عن ابى حنيفة عن جابر انه صلى الله عليه وسلم
امر من لم يرزق ولدا بكثرة الاستغفار والصدقة
ففعل فولد له تسعة ذكور انه حديث موضوع ومنهم
عبد الله بن أبى أوفى وتعقب بانه مات سنة خمس
أو سبع وثمانين واجيب بما مر فى عمرو بن حريث
ومن ثمه جاء عن ابى حنيفة انه روى عن عبد الله
هذا الحديث المتواتر من بنى لله مسجدا ولو كمفحص
قطاة اى بفتح الميم بنى الله له بيتا فى الجنة قال بعضهم
لعل ابا حنيفة سمعه منه وعمره خمس أو سبع
ومنهم واثلة بكسر المثلثة ابن الاسقع بالقاف روى
عنه حديثين لا تظهر الشماتة باخيك فيعافيه
الله ويبتليك دع ما يريبك الى ما لا يريبك الاول
رواه الترمذى من وجه آخر وحسنه والثانى جاء
من رواية جمع من الصحابة وصححه الائمة واعترض
بانه مات سنة ثلاث أو خمس وثمانين وجوابه ما مر
آنفا ومنهم معقل بن يسار واعترض بانه مات

فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ جس نے دشمنی رکھی یا ذلیل
کیا یا اذیت پہنچائی یا توہین کی میرے کسی ولی کی اور دوسری
روایت میں ہے مسلمانوں کے ولی کی ہم نے اس کو لڑائی کا اعلان
دے دیا اور دوسری روایت میں ہے اس نے مجھ سے لڑائی
حلال کر لی اور ایک روایت میں ہے وہ مجھ سے جنگ کرنے
کو نکلا۔ اور جب یہ تجھے معلوم ہوا تو تو نے یہ بھی جان لیا کہ
اس میں کس قدر وعید شدید اور زجر مؤکد اور سخت منع ہے
جو ادنیٰ عقل والے کو بھی اس امر سے روکے گا کہ وہ کبھی
خوض کرے ان امور میں جس میں ائمہ اعلام مصابیح الظلام
کی توہین شان کی ہو اور بہت ہی دُور رہے اس سے کہ کسی
طرح سے اُن کو ایذا پہنچے۔ کیونکہ جن امور سے زندہ ایذا
پاتے ہیں اموات بھی گزند رسیدہ ہوتے ہیں اور کس طرح کسی
شخص کو اس پر اقدام کی جرأت ہوگی۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا
ہے کہ مجھے اپنے اولیاء کے لئے ایسا غضب ہوتا ہے جس
طرح تمہیں اپنے بچے کے لئے غصہ ہوتا ہے۔ دوسری حدیث
میں ہے جیسے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے وہب بن منبہ
سے روایت کی رب العزۃ جل وعلا نے موسیٰ علیہ السلام
سے بوقت کلام فرمایا جان تو کہ جس نے میرے کسی ولی کی
توہین کی اُس نے مجھ سے جنگ کا اعلان کر دیا اور میرا مقابلہ
کیا اور اپنے نفس کو ہلاکت کے لئے پیش کیا اور مجھ کو اُس
کی طرف بلایا۔ اور میں سب سے زیادہ جلدی کرتا ہوں اپنے
اولیاء کی مدد میں۔ کیا مجھ سے لڑنے والا یہ خیال کرتا ہے کہ
مجھ سے بدلہ لیگا یا مجھ سے اعلان جنگ کرنے والا یہ
گمان کرتا ہے کہ مجھے عاجز کرے گا یا مجھ سے آگے بڑھیگا
اور مجھ سے نکل بھاگے گا۔ میں دنیا و آخرت میں بدلہ
لینے والا ہوں اس کی مدد کو اپنے غیر کے حوالے نہ کرونگا تو
سوچ پھر سوچ اور پرہیز کر اس بات سے کہ گہرے گڑھے

فی امارة معاویة رضی اللہ عنہ ومعاویة مات سنة ستین ومنہم أبو الطفیل عامر بن واثلة ووفاتہ سنة ثلثین ومائة مکة وھو آخر الصحابة موتا. ومنہم عائشة بنت عجرد واعترض بان حاصل کلام الذھبی وشیخ الاسلام ابن حجران ھذہ لاصحبة لہا وانہا لاتکاد تعرف وبذلک ردما روی ان ابا حنیفة روی عنہا ھذا الحدیث الصحیح أکثر جند اللہ تعالیٰ فی الارض الجراد لا آکلہ ولا أحرمہ ومنہم سہل بن سعد ووفاتہ سنة ثمان وثمانین وقیل بعدھا ومنہم السائب بن خلاد بن سوید ووفاتہ سنة احدی وتسعین ومنہم السائب بن یزید بن سعید ووفاتہ سنة احدی أو اثنتین أو أربع وتسعین ومنہم عبد اللہ بن بسرة ووفاتہ سنة ست وتسعین ومنہم محمود بن الربیع ووفاتہ سنة تسع وتسعین ومنہم عبد اللہ بن جعفر واعترض بانہ مات سنة ثمانین بارض حمص ومنہم أبو أمامة واعترض بانہ مات سنة احدی وثمانین بارض حمص (تنبیہ) قال بعض متأخری المحدثین ممن صنف فی مناقب الامام ابی حنیفة کتابا حافلا ما حاصلہ جزم خلائق من ائمة الحدیث بانہ لم یسمع من احد من الصحابة شیأ واحتجوا باشیاء منہا ان عامة أصحابہ الاکابر کابی یوسف ومحمد وابن المبارک وعبد الرزاق وغیرھم لم ینقلوا عنہ شیئا من ذلک ولو کان لنقلوہ فانہ مما یتنافس فیہ المحدثون ویعظم افتخارھم بہ فان کل سند فیہ انہ سمع من صحابی لایخلو من کذاب وباشیاء آخر قالوا واما رؤیتہ لانس وادراکہ لجماعة من الصحابة بالسن فصحیحان لاشک فیہما وما وقع للعینی

ہلاکت میں تو گھسے، کیونکہ خدا کو اس کی پرواہ نہیں کہ تو کس میدان میں ہلاک ہوگا۔ اسی لیئے حافظ ابو القاسم بن عساکر نے اپنی کتاب تبیین کذب المفتری فیما نسب الامام ابی الحسن الاشعری میں فرمایا کہ علماء کے گوشت زہر آلود ہیں اور جو انکی توہین وتنقیص کریگا اُس کی رسوائی معلوم ہے۔ نیز فرمایا کہ علماء کے گوشت زہر ہیں جو اُن کو سونگھے گا بیمار پڑیگا جو کھائیگا مریگا۔ نیز کہا اور علماء نے اُنکے فضائل کو جمع فرمایا اور اُنکے طریقے اور اُنکے اخبار کی نگہداشت کی جو شخص صحابہ کرام اور تابعین فخام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے فضائل کے بعد امام ابو حنیفہ ومالک وشافعی کو پڑھے اور اسکا اہتمام رکھے اور اُنکے اچھے طریقے ستھری خصلتوں پر واقف ہو تو اس کے لیئے یہ ستھرا کام ہے۔ اللہ تعالےٰ ہم کو اُن سب لوگوں کی محبت سے نفع بخشے اور جو شخص اُن کے متعلق یاد نہ رکھے سوائے ان امور کے جن کو اُن کے حاسدوں نے حسد اور بیہودہ بکواس اور غصہ کے طور پر کہا وہ شخص محروم التوفیق ہے۔ اور عیب کرنے والا اور کج راہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اُن لوگوں سے بنائے جو بات سُنتے ہیں۔ پھر اچھی بات کی پیروی کرتے ہیں۔ آمین ٭

امر پنجم۔ ائمہ حفاظ نے ان کی سوانح لکھی اور ہر زمانے ہیں اُن کے محامد میں طول طویل تقریر کی تو میں نے چاہا کہ میں بھی اُسی سلک میں منسلک ہو جاؤں تاکہ اس پاک نفس امام کی برکت مجھ پر بھی ہو جس طرح اُن حضرات پر ہوئی۔ ابن جوزی نے سفیان بن عینیہ سے روایت کی کہ اُنہوں نے کہا کہ نیک لوگوں کے تذکرے کے وقت رحمت الٰہی نازل ہوتی ہے۔ اور میں نے چاہا کہ جو کچھ اُن حضرات نے ذکر کیا ہے اسے موخر عبارت میں بحذف اسانید مختصر کروں اور چونکہ ان لوگوں نے اپنی کتابوں میں بسط وتفصیل سے بیان کیا ہے۔ اسی پر اعتماد کروں۔ اس وجہ سے کہ لوگ مختصر کو پسند کرتے ہیں اور مطول سے گھبراتے ہیں چونکہ اُن کی ہمتیں قاصر ہو گئیں اور اغراض فاسدہ منافی مشقت تحصیل علم کثرت سے ہو گئے ٭

انه أثبت سماعه من الصحابة رده عليه صاحبه
الشيخ الحافظ قاسم الحنفي والظاهران سبب عدم
سماعه ممن ادركه من الصحابة انه أول امره اشتغل
بالاكتساب حتى أرشده الشعبي لما رأى من باهر
نجابته الى الاشتغال بالعلم ولا يسع من له أدنى المام
بعلم الحديث ان يذكر خلاف ما ذكرته انتهى حاصل
كلام ذلك المحدث وقاعدة المحدثين ان راوي
الاتصال مقدم على راوي الارسال والانقطاع
لان معه زيادة علم تؤيد ما قاله العيني فاحفظ ذلك
فانه مهم ٭

(الفصل السابع في ذكر شيوخه)

هم كثيرون لا يسع هذا المختصر ذكرهم وقد ذكر
منهم الامام ابوحفص الكبير أربعة آلاف شيخ
وقال غيره له أربعة آلاف شيخ من التابعين فما بالك
بغيرهم منهم الليث بن سعد وكذا مالك ابن
أنس امام دار الهجرة على ما ذكره الدارقطني وجماعة
آخرهم أبو محمد العيني بل قال بعضهم انه رأى في
مسند الامام ابي حنيفة التحديث عن مالك وهذان
الامامان من جملة الآخذين عنه وعد لبعض المترجمين
مشايخه بما يطول ذكره فلذا احذفته ٭

(الفصل الثامن في ذكر الآخذين عنه الحديث والفقه)

قيل استيعابهم متعذر لا يمكن ضبطه ومن ثمة
قال بعض الائمة لم يظهر لاحد من ائمة الاسلام المشهورين
مثل ما ظهر لابي حنيفة من الاصحاب والتلاميذ
ولم ينتفع العلماء وجميع الناس بمثل ما انتفعوا به
وباصحابه في تفسير الاحاديث المشتبهة والمسائل
المستنبطة والنوازل والقضاء والاحكام جزاهم الله

دوسری فصل آپکے نسب کے بیان میں

لوگوں نے اس میں اختلاف کیا ہے۔ اکثر نے کہا اور محقّقین
نے اس کی تصحیح کی ہے کہ آپ عجمی ہیں۔ اس پر دلیل وہ حدیث ہے
جسے خطیب نے عمرو بن حماد آپ کے صاحبزادہ سے روایت
کی کہ امام صاحب ثابت بن زوطی[1] بن ماہ کے صاحبزادے ہیں جو
اہل کابل[2] سے تھے۔ بنی تیم اللہ بن ثعلبہ کے مملوک تھے۔ پس
اسلام قبول کیا۔ تب انہوں نے ان کو آزاد کردیا تو ثابت دین
اسلام پر پیدا ہوئے اور بعضوں نے کہا کہ وہ اہل ابنار سے ہیں
وہاں سے نسا آئے وہیں امام ابوحنیفہ پیدا ہوئے۔ جب
جوان ہوئے پھر وہیں واپس گئے اور بعضوں نے کہا کہ اہل ترمذ[3]
سے ہیں اور ہوسکتا ہے کہ آپ چاروں شہروں میں آئے ہوں
تو ہر ایک جو یاد رہا اس نے وہی بیان کیا۔ دوسری روایت میں
اسمٰعیل بن حماد عمر مذکور کے بھائی سے روایت ہے کہ انہوں
نے کہا ثابت بن نعمان بن مرزبان[4] ابناء فارس سے ہیں۔ ہمیشہ
سے آزاد تھے۔ کبھی کسی کے غلام نہ ہوئے۔ ثابت اپنے بچپن
کے زمانے میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر
ہوئے مولائے کائنات نے ان کے اور اُن کی ذرّیت کے لئے
برکت کی دعا کی اور مجھے خدا سے امید ہے کہ ہم لوگوں کے بارے
میں ان کی دعا قبول ہوئی اور نعمان نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ
الکریم کو نوروز کے دن فالودہ ہدیہ بھیجا تو آپ نے فرمایا کہ ہر روز
ہمارے لئے نوروز ہے اور بعضوں نے کہا کہ یہ واقعہ مہرجان کا
ہے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہر روز ہمارا

---

[1] زوطی بضم زا بروزن موسیٰ و فتح زا بروزن سلمی ۱۲ [2] بضم با ہندوستان
کے کنارہ تعلیم میں ایک شہر ہے ۱۲ [3] ترمذ تثلیث تا و ضم میم و بالکسر
و ذال معجمہ جیحوں کے کنارے ایک شہر ہے۔ [4] مرزبان بفتح میم و
سکون را و ضمہ زا معرب رئیس ۱۲ ٭

خيرا وقد ذكر منهم بعض متأخري المحدثين في ترجمته
نحو الثمانمائة مع ضبط اسمائهم ونسبهم بما يطول ذكره

الفصل التاسع في مبدأ أمره ونشأته
وسبب اشتغاله بالعلم

سبق ان الصحيح انه ولد بالكوفة ونشأ بها وانه
لم يجد في حال ترعرعه من يرشده الى الاخذ عمن
ادركه من الصحابة فاشتغل بالبيع والشراء الى
ان قيض الله له الامام الشعبي فأيقظه الى النظر
في العلم والمجالسة العلماء لما رأى فيه من اليقظة
والنجابة فوقع في قلبه قوله فترك السوق وأخذ
في العلم فنظر في علم الكلام و بلغ فيه مبلغا يشار اليه
فيه بالاصابع وأعطى فيه جدلا فمضى عليه زمن به
يخاصم وعنه يناضل حتى دخل البصرة لان اكثر الفرق
كان بها نيفا وعشرين فرقه يقيم في بعض المرات سنة
أو اكثر ينازع اولئك الفرق لانه كان يعد الكلام ارفع
العلوم وافضلها لكونه في اصول الدين ثم ألهم ان
الصحابة والتابعين لم يكونوا كذلك مع انهم عليه
اقدر وبه اعرف بل نهوا عنه أشد النهي ولم
يخوضوا الا في الشرائع وأبواب الفقه وتعليم الناس
فكره طرائق الجدل واكد ذلك عنده وانه كان
يجلس بالقرب من حلقة حماد فجاءته امرأة فسألته
عن رجل يريد ان يطلق امرأته للسنة كيف يقول
فلم يجد جوابا فأمرها ان تسأل حمادا ثم تعلمه بجوابه
ففعلت فترك الكلام وجلس في حلقة حماد
فكان يحفظ جميع ما يقوله ويخطي فيه اصحابه
فاجلسه بحذائه في صدر الحلقة عشر سنين فنازعته
نفسه ان ينفرد عنه ويستقل بحلقة لنفسه

مہرجان یہی ہے۔ عمرو اسمٰعیل دونوں بھائیوں کا ثابت کے
والد میں اختلاف ہے۔ کہ نعمان ہیں یا زوطی اور دادا اُن کے
مرزبان ہیں یا ماہ ہوسکتا ہے کہ دو دو نام تھے یا ایک ایک
نام اور دوسرا لقب تھا یا زوطی کے معنے نعمان اور مرزبان
کے معنے ماہ کے تھے اور رقیق وحر ہونے میں اختلاف کا جواب
یہ ہے کہ جس نے ثابت کیا اس نے دادا کے متعلق کہا اور جس
نے نفی کی اس نے ثابت سے نفی کی لیکن اسمٰعیل کے لڑکے نے
کہا کہ ثابت غلام تھے اور کابل سے قید ہوکر آئے تھے تو بنی
تیم اللہ کی ایک عورت نے ان کو خرید کر آزاد کردیا اور بعضوں نے
کہا کہ ثابت بن طاؤس بن ہرمز بھی ساسان کے بادشاہ تھے
اور بعضوں نے کہا کہ وہ عربی تھے۔ زوطی یحیٰی بن زید بن اسد کے
قبیلہ سے تھے۔ اور ایک نسخہ میں ابن راشد الانصاری ہے مگر
یہ صحیح نہیں۔ اور ایک جماعت اصحاب مناقب نے اسی کی
ترجیح دی جو آپ کے پوتوں نے بیان کیا۔ اسلیئے کہ ان کو اپنے
دادا کا نسب زیادہ معلوم ہوگا۔

تیسری فصل آپکی سنہ ولادت میں

اکثروں کا خیال یہ ہے کہ آپ سنہ ۸۰ھ میں کوفہ میں بزمانہ
خلافت عبدالملک بن مروان پیدا ہوئے۔ اور بعضوں کا یہ خیال کہ
آپ سنہ ۶۱ھ میں پیدا ہوئے بالکل غلط و مردود ہے۔

چوتھی فصل آپکے نام نامی کے بیان میں

اس پر سبھوں کا اتفاق ہے کہ آپکا نام نامی و اسم گرامی نعمان
ہے اور اس میں ایک نفیس راز ہے۔ اسلیئے کہ نعمان اصل میں وہ
خون ہے جس کی وجہ سے بدن کا قوام ہے اور اسی وجہ سے بعضوں
نے کہا کہ وہ روح ہے تو امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی وجہ
سے فقہ کا قوام ہے اور آپ ہی بیان دلائل اور مشکلات فقہ کا منشا

فجلس اليه ليلة عزمه على فعل ذلك فى صبيحتها فجاءه
حينئذ نعى قريب له لاوارث له غيره فاحتاج للسفر
لاخذ ماله فاستخلفه فى حلقته وغاب شهرين ثم
قدم وقد سئل عن ستين مسئلة لم يكن سمعها
منه فاجاب فيها ثم عرضها عليه فوافقه فى أربعين
وخالفه فى عشرين فآلى على نفسه ان لا يفارقه
حتى يموت وأخرج الخطيب وغيره عنه انه لما أراد
الاشتغال بالعلم تصور غايات العلوم وان غاية الكلام
قليلة وصاحبه اذا كمل واحتيج اليه لا يقدر يتكلم جهارا
ويرمى بكل سوء وغاية علم الادب والنحو الفراءة
الجلوس الى الاحداث لتعليمهم اياها وغاية الشعر
المدح والهجو والكذب والحديث يحتاج الى العمر
الطويل ولعل صاحبه يرمى بالكذب وسوء الحفظ
فيصير ذلك وصمة فيه الى يوم القيامة قال ثم فكرت
فى الفقه فكلما قلته وأدرته لم يزد الاحلاوة ولم أجد
فيه عيبا ورأيت امر الا يستقيم طلب الدنيا والاخرة
الا بمعرفته فاشتغلت به (تنبيه) احذر ان
تتوهم من ذلك ان اباحنيفة لم يكن له خبرة تامة
بغير الفقه حاشالله كان فى علوم الشرعية من
التفسير والحديث والآلة من العلوم الادبية والمقاييس
الحكمية بحرا لايجارى واماما لايمارى وقول بعض
أعدائه فيه خلاف ذلك منشؤه الحسد وجحته الترفع
على الاقران ورميهم بالزور والبهتان ويابى الله الا
أن يتم نوره ومما يكذب ذلك ان له مسائل فقهية
تبنى اقواله فيها على علم العربية بما ان وقف عليه
من تأمله تقضى بتمكنه من هذا العلم بما يبهر العقل
وان له من النظم البليغ ما يعجز عنه كثير من نظرائه

ہیں یا نعمان ایک سُرخ گھاس خوشبودار ہے گل لالہ یا رنگ ارغوان
ہے تو امام ابوحنیفہ کی خصلتیں اچھی ہوئیں آپ غایت کمال کو
پہنچے یا نعمان بروزن فعلان نعمت سے مشتق ہے۔ تو امام
ابوحنیفہ اللہ کے نعمت مخلوق الہٰی پر ہیں اور نکرہ کرنے یا ندا یا
مضاف کرنے کے وقت اَلْ کو حذف کر دیتے ہیں اور اس کے
سوا بھی حذف کرتے ہیں مگر وہ شاذ ہے۔ ابن مالک نے کہا
کہ اس کا حذف و ابقاء دونوں برابر ہیں۔ مگر اور لوگوں نے
اس پر اعتراض کیا ہے۔ نیز اس پر بھی لوگوں کا اتفاق ہے
کہ آپ کی کنیت ابوحنیفہ ہے مونث حنیف کا ہے جس کے
معنے ناسک عابد مسلم ہیں۔ کیونکہ حنیف کے معنی مائل ہونا اور
مسلم دین حق کی طرف مائل ہے اور بعضوں نے کہا کہ آپ کی
کنیت ابوحنیفہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ آپ کے پاس دوات
رہتی تھی جس کو عراق کی زبان میں حنیفہ کہتے ہیں۔ بعضوں نے
کہا کہ آپ کی صاحبزادی کا نام حنیفہ تھا اور یہ صحیح نہیں ہے
اسلئے کہ آپ کی اولاد ذکور یا اناث سوائے حماد کے کوئی ثابت
نہیں۔ خطیب وغیرہ نے امام صاحب سے منطقاً روایت
کی ہے کہ میرے بعد میری کنیت کوئی نہ رکھے گا مگر مجنوں۔
لوگوں نے کہا۔ ہم نے چند آدمیوں کو دیکھا کہ جنہوں نے
آپ کی کنیت رکھی۔ ان کی عقلیں کمزور تھیں مگر اس کا رد
کہا گیا ہے کہ قریب تیس آدمیوں نے اپنی کنیت ابوحنیفہ
رکھی اور وہ سب کے سب امام و علماء تھے۔ جیسے الفانی
دینوری۔ ہاں آپ کے پہلے یہ کنیت کسی کی نہ تھی سوائے
دو مجہول تابعی کے ؛

پانچویں فصل آپکی صورت کی بیان میں

امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ آپ متوسط
قامت بہت خوبصورت فصیح زبان اکمل الایراد شیریں بیان
اپنے مطلب پر اہین بالحجۃ تھے۔ اُن کے صاحبزادے حماد

وقد انفرد بها بالتألیف الزمخشری وغیره علی ما یأتی
وسیأتی انه صح عنه انه کان یختم فی شهر رمضان
ستین ختمة وانه کان یقرأ القرآن کله فی رکعة
فزعم لبعض حاسدیه انه کان لا یحفظ القرآن
بهت منه وکذب شنیع وقال أبو یوسف ما
رأیت أعلم بتفسیر الحدیث من أبی حنیفة
وکان أبصر بالحدیث الصحیح منی وفی جامع
الترمذی عنه ما رأیت أکذب من جابر الجعفی
ولا أفضل من عطاء بن أبی رباح وروی البیهقی
عنه انه سئل عن الاخذ عن سفیان الثوری
فقال اکتب عنه فانه ثقة ما عدا أحادیث أبی
اسحق عن جابر الجعفی وروی الخطیب عن سفیان
بن عیینة انه قال أول من أقعدنی للحدیث
بالکوفة أبو حنیفة قال لهم هذا أعلم الناس
بحدیث عمرو بن دینار وبهذا یعلم جلالة مرتبة
فی الحدیث ایضا کیف وهو یستأمر فی الثوری
ویجلس ابن عیینة

الفصل العاشر فی ابتداء جلوسه للافتاء والتدریس

لما مات شیخه حماد ابن سلیمان وکانت
انتهت الیه ریاست الکوفة والناس به اغنیاء
احتاج الناس لمن یجلس لهم فجلس ابنه واختلف
الیه اصحاب ابیه فلم یجدوا عنده ما یغنیهم
لان الغالب علیه النحو والکلام فجلس موسی بن کثیر
فاحتمله الناس للقیه الاکابر وان لم یکن فارقا
فی الفقه فخرج حاجا فأجمع رأیهم علی أبی حنیفة
فاطاعهم وقال ما احب ان یموت العلم فاختلفوا

نے فرمایا کہ طویل القامت گندمی رنگ حسین خوبرو باہیبت
تھے۔ بے وجہ نہ کلام فرماتے۔ جب کوئی پوچھتا اسکا جواب
دیتے۔ بیکار باتوں میں نہ پڑتے اور متوسط القامۃ و طویل
القامۃ کہتے ہیں۔ کوئی تعارض نہیں ہو سکتا ہے کہ معتدل
القامۃ اقرب لطویل القامۃ ہوں جیسا کہ بنی شمائل ترمذی میں
اس کو لکھا ہے۔ ابن مبارک نے کہا خوبصورت جامہ
زیب تھے۔ کپڑے نفیس پہنتے تھے ؎

چھٹی فصل اُن صحابۂ کرام کے بیان میں جن کو امام صاحب نے پایا

یہ بات صحیح ہے جیسا کہ علامہ ذہبی نے فرمایا کہ آپ نے انس
بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو بچپنے میں دیکھا اور ایک
روایت میں ہے کہ میں نے ان کو چند مرتبہ دیکھا۔ سُرخ رنگ
کا خضاب کرتے تھے اور اکثر حضرات محدثین کے نزدیک
جو شخص صحابی سے ملاقات کرے اگرچہ ساتھ نہ رہا ہو
تابعی ہے اس کو علامہ نووی نے صحیح کہا مثل ابن صلاح
کے اور متعدد طریقوں سے یہ ثابت ہے کہ آپ نے انس
بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تین حدیثیں روایت کیں۔
مگر ائمہ حدیث نے فرمایا کہ ان کا مدار ایسے لوگوں پر ہے
جو موضوع حدیث بنانے کے ساتھ متہم ہیں۔ شیخ الاسلام
ابن حجر کے فتاوے میں ہے کہ امام ابو حنیفہ نے صحابہ کی
ایک جماعت رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کو پایا۔ جو کوفہ میں
آپ کی سنہ ولادت سنہ ھ کے بعد تھے تو وہ تابعین میں
سے ہیں اور یہ فضل کسی دوسرے شہر کے امام کے لئے
ثابت نہیں جو آپ کے ہمعصر تھے جیسے امام اوزاعی شام
میں اور حماد بصرہ میں، امام ثوری کوفہ میں۔ امام مالک
مدینہ شریف میں۔ لیث بن سعد مصر میں۔ ختم ہوئی عبارت فتاوی

اليه فوجد واعنده من العلم العزيز فى كل باب
وحسن المواساة والصبر عليهم مالم يجده عند
غيره فلزموه وتركوا غيره ثم تخرج وابه طبقة بعد
طبقة حتى صاروا أئمة فى العلم والدين ومن الطبقة
الثانية أبو يوسف وزفر وآخرون ثم لم يزل أمره
يزداد علوا ويكثر اصحابه حتى صارت حلقته
اعظم حلقة فى المسجد وانصرفت وجوه الناس
اليه وأكرمه الامراء وذكره الخلفاء وحمده الكل وعمل
اشياء أعجزت غيره ومع ذلك كثرت حساده
ومعادوه لان ذلك سنة الله فى خلقه ولن
تجد لسنة الله تبديلا ومما زاد فى اقباله على الافتاء
والتدريس بعد انقباضه عنهما انه رأى كانه
ينبش قبر النبى صلى الله عليه وسلم وجمع عظامه
فوضعها على صدره بعد ان استخرجها وفى
رواية انه لما استخرجها صار تؤلف بعضها على
بعض فافزعه ذلك فزعا شديدا اوأقلقه الى ان
عاده اخوانه فارسل الى ابن سيرين فاولها بان
صاحبها يفتح للناس من سنن النبى صلى الله عليه
وسلم وتاويلها مالم يسبقه أحد اليه فمنذ ذلك
انبسط فى المسائل وأتى فيها بما يبهر العقل وفى
رواية ان بعض أصحابه لما يراه متوجعا ولم يره
مرضا ساله عن حاله فأخبره برؤياه فقال
هذا صاحب لابن سيرين يدعوه لك فقال لأنا
آتيه فأتاه فقصها عليه فقال ان كان ماتقوله
حقا لتعلمن فى اقامة السنة علما لم يسبقك اليه
احد ولتدخلن فى العلم مدخلا بعيدا وهذا لاينافى
ما قبله لانه لامانع انها قصت على ابن سيرين

ابن حجر کی - تو یہ بات ثابت ہوئی کہ امام صاحب اُن معزز
تابعین میں سے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد وَالَّذِیْنَ
اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ
وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ
فِیْهَا اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ شامل ہے - اور جن
لوگوں نے مناقب میں کتابیں لکھیں ان میں سے ایک جماعت
نے بیان کیا کہ امام صاحب نے سوائے حضرت انس رض صحابہ
کرام کی ایک جماعت رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے حدیث سنی
از آنجملہ عمرو بن حریث ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ مگر اس پر یہ
اعتراض ہوا ہے کہ ان کا انتقال بموافق قول صحیح سنہ ۸۵ھ ہے اور
سنہ ۹۸ھ میں انتقال کی روایت صحیح وثابت نہیں لیکن اُس
کا جواب یہ ہے کہ موافق مذہب صحیح لڑکا جب سن تمیز کو
پہنچ جائے - اس کا سماع صحیح ہے - اگرچہ پانچ ہی برس کا
ہو - اور از آنجملہ حضرت عبد اللہ بن انیس جہنی ہیں رضی اللہ
تعالیٰ عنہ مگر اس پر یہ اعتراض ہوا ہے کہ ان کا انتقال
سنہ ۵۴ھ میں ہوا ہے لیکن اُس کا جواب یہ ہے کہ عبد اللہ
بن انیس رض پانچ صحابیوں کا نام ہے تو امام صاحب نے جس
سے روایت کی عبد اللہ بن انیس جہنی مشہور کے سوا دوسرے
شخص ہیں رضی اللہ عنہما مگر اس کا رد اس طرح پر کیا گیا ہے
کہ سوا مشہور عبد اللہ بن انیس جہنی کے کوئی دوسرے
صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کوفہ نہیں تشریف لے گئے اور
بعضوں نے بسند امام صاحب سے روایت کیا ہے - کہ
آپ نے فرمایا کہ میں سنہ ۸۰ھ میں پیدا ہوا اور عبد اللہ بن انیس
صحابی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ورضی اللہ تعالیٰ عنہ
سنہ ۹۴ھ میں کوفہ آئے - میں نے اُن کی زیارت کی اور اُن سے
یہ حدیث سنی کہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا
محبت آدمی کو اندھا اور بہرا کر دیتی ہے مگر اس پر ایک یہ

وعلی تلمیذہ فتوافقا علی ما ذکرہ واللہ اعلم ٭

(الفصل الحادی عشر فیما بنی علیہ مذہبہ)

اعلم انہ یتعین علیک ان لا تفہم من اقوال العلماء عن أبی حنیفۃ واصحابہ انہم اصحاب الرأی ان مرادہم بذلک تنقیصہم ولا نسبتہم الی انہم یقدمون رأیہم علی سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا علی قول اصحابہ لانہم براء من ذلک فقد جاء عن أبی حنیفۃ من طرق کثیرۃ ما ملخصہ انہ اولا یأخذ بما فی القرآن فان لم یجد فبالسنۃ فان لم یجد فبقول الصحابۃ فان اختلفوا أخذ بما کان أقرب الی القرآن أو السنۃ من اقوالہم ولم یخرج عنہم فان لم یجد لاحد منہم قولا لم یأخذ بقول احد من التابعین بل یجتہد کما اجتہدوا وقال الفضیل بن عیاض ان کان فی المسئلۃ حدیث صحیح تبعہ وان کان عن الصحابۃ والتابعین فکذلک والا قاس فأحسن القیاس وقال ابن المبارک روایۃ عنہ اذا جاء الحدیث عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فعلی الرأس والعین واذا جاء عن الصحابۃ اخترنا ولم نخرج عن اقوالہم واذا جاء عن التابعین زاحمناہم وعنہ ایضا عجبا للناس یقولون افتی بالرأی ما افتی الا بالاثر وعنہ ایضا لیس لاحد ان یقول برایہ مع کتاب اللہ تعالیٰ ولا مع سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا مع ما اجمع علیہ أصحابہ واما ما اختلفوا فیہ فنتخیر من أقاویلہم اقربہ الی کتاب اللہ تعالیٰ أو الی السنۃ ونجتہد وما جاوز ذلک فالاجتہاد بالرأی لمن عرف الاختلاف وقاس وعلی ہذا کانوا وعن المزنی سمعت الشافعی یقول الناس

اعتراض ہے کہ یہ سند مجہول ہے اور دوسرا یہ ہے کہ جو صحابی کوفہ گئے تھے وہ عبداللہ بن انیس جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور یہ بات بیان ہو چکی کہ وہ ولادت امام اعظمؒ کے بہت زمانہ پہلے وصال فرمایا اور ازانجملہ عبداللہ بن حارث بن جزء الزبیدی[1] رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں مگر اس پر اعتراض یہ ہے کہ انہوں نے ۸۶ھ میں مصر میں موضع سقط ابی تراب جو ایک بستی ہے پچھم جانب سمنود اور محلہ کے قریب انتقال کیا اور وہ وہیں مقیم تھے اور وہ حدیث جو امام صاحب سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنے والد کے ساتھ ۹۶ھ میں حج کیا اور عبداللہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسجد حرام میں درس دیتے دیکھا اور اُن سے حدیث سُنی۔ اُس کو ایک جماعت نے غلط کر دیا ہے۔ کہ بعض اُن سے شیخ قاسم حنفی راوی ہمارے اُستاذ الاساتذہ ہیں اس سبب سے کہ اس کی سند میں قلب و تحریف واقع ہوئی اور اُس کے راوی اتفاقاً کذاب ہیں۔ اور ابن جزء نے مصر میں انتقال کیا اس وقت امام صاحب کی عمر چھ سال کی تھی اور عبداللہ بن جزء اس مدت کے اندر کوفہ نہیں گئے اور ازانجملہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں مگر اس پر یہ اعتراض ہے کہ ان کا انتقال ۷۹ھ میں امام صاحب کی ولادت سے ایک سال قبل ہوا۔ اسی لئے ائمہ نے اس حدیث کی نسبت جو امام صاحب نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ایک شخص کے لڑکا نہیں ہوتا تھا۔ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کو کثرت سے استغفار اور صدقہ کا حکم فرمایا جس سے اللہ تعالیٰ نے نو لڑکے دئیے۔ فرمایا کہ حدیث موضوع ہے

[1] جزء: بفتح میم وسکون و زبیدی تصغیر بالضم ۱۲۔

عيال على أبي حنيفة في القياس انتهى ولدقة قياسات
مذهبهم كان المزني يكثر من النظر في كلامهم
حتى حمل ذلك ابن أخته الامام الطحاوي على انه
انتقل من مذهب الشافعي الى مذهب أبي حنيفة
كما صرح بذلك الطحاوي لنفسه وعن الحسن بن
صالح ان اباحنيفة كان شديد الفحص عن الناسخ
والمنسوخ عارفا بحديث أهل الكوفة شديد الاتباع
لما كان الناس عليه حافظا لما وصل الى أهل بلده ،
وسمعه رجل يقايس آخر في مسئلة فصاح دعوا هذه
المقايسة فان اول من قاس ابليس فأقبل اليه ابوحنيفة
فقال ياهذا وضعت الكلام في غير موضعه ابليس
رد بقياسه على الله تعالى أمره كما أخبر تعالى عنه في
كتابه فكفر بذلك وقياسنا اتباع لامر الله تعالى لانا
نرده الى كتابه وسنة رسوله أو اقوال الائمة من
الصحابة والتابعين فنحن ندور حول الاتباع فكيف
نساوي ابليس لعنه الله فقال له الرجل غلطت وتبت
فنور الله قلبك كما نورت قلبي وعنه انه كان يقول هذا
الذي نحن عليه رأى لانجبر عليه أحدا ولانقول يجب
على احد قبوله فمن كان عنده احسن منه فليأت به
نقبله وقال ابن حزم جميع أصحاب أبي حنيفة مجمعون
على ان مذهبه ان ضعيف الحديث أولى عنده
من القياس ۰

الفصل الثاني عشر في الصفات التي تميز بها على من بعده

وهي كثيرة منها انه رأى جماعة من الصحابة
كما مر وقد صح من طرق انه صلى الله عليه وسلم قال
طوبى لمن رآني ولمن رأى من رآني ولمن رأى من رأى

اور ازانجملہ حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ
مگر اس پر یہ اعتراض ہے کہ وہ ۸۵ھ یا ۸۶ھ میں
انتقال فرما گئے لیکن اس کا وہی جواب دیا گیا جو عمرو بن
حریث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں گذرا اور اس لئے
امام صاحب کی وہ حدیث متواتر جو آپ نے عبداللہ بن
ابی اوفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی مَنْ بَنٰی لِلّٰہِ
مَسْجِدًا وَّلَوْ کَمَفْحَصِ قَطَاۃٍ بنى الله له بيتا في الجنة
بعضوں نے کہا شاید امام صاحب نے اس حدیث کو
پانچ یا سات سال کی عمر میں سنا ہو اور ازانجملہ واثلہ بن اسقع
رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ امام صاحب نے اُن سے دو
حدیثیں روایت کی ہیں لاتظهر الشماتة باخيك فيعا
فيه الله ويبتليك اور دع مايريبك الى مالا يريبك
پہلی حدیث کو ترمذی نے دوسرے طریقہ سے روایت کی
اور حسن کہا اور دوسری حدیث بروایت جماعت صحابہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہم بیان کیا اور اس کو ائمہ نے صحیح کہا مگر
اس پر اعتراض یہ ہے کہ انکا انتقال بزمانۂ امارت امیر
معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ نے سنہ ۶۰ھ میں وصال فرمایا اور ازانجملہ حضرت
ابوالطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں ان کی وفات
سنہ ۱۰۲ھ میں مکہ میں ہوئی اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم
میں سے سب سے پیچھے انہوں نے وصال کیا اور ازانجملہ
عائشہ بنت عجرد رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں مگر اس پر اعتراض
یہ ہے کہ علامہ ذہبی و شیخ الاسلام ابن حجر کے کلام کا خلاصہ
یہ ہے کہ یہ صحابیہ نہیں اور یہ مجہول ہیں اور اسی وجہ سے
امام صاحب نے جو حدیث صحیح ان سے روایت کی مردود
خیال کی گئی۔ اکثر جند اللہ تعالیٰ فی الارض الجراد
لا آکلہ ولا احرمہ اور ازانجملہ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ

من رآني ومنها انه ولد في قرنه صلى الله عليه وسلم الذي
صح عنه من طرق كثيرة انه قال خير الناس قرني ثم الذين
يلونهم ثم الذين يلونهم وفي رواية لمسلم خير الناس القرن
الذي أنا فيه ثم الثاني ثم الثالث ومنها انه اجتهد وأفتى
في زمن التابعين بل لما حج الاعمش أرسل اليه ليكتب
له المناسك وكان يقول اكتبوا المناسك عنه فاني لا أعلم
أحدا أعلم بفرضها ونفلها منه فانظر هذه الشهادة
له من مثل الاعمش ومنها رواية أكابر شيوخه وغيرهم
عنه كعمرو بن دينار ودخل على الخليفة المنصور فقال له
عيسى بن موسى يا أمير المؤمنين هذا عالم الدنيا اليوم
فقال له الخليفة عمن أخذت العلم قال عن أصحاب
عمر عنه وعن أصحاب علي عنه وعن أصحاب ابن مسعود
عنه فقال بخ بخ لقد استوثقت لنفسك ما شئت
ومنها ما اتفق له من الاصحاب مما لم يتفق لاحد بعده
كما علم مما مر وقال رجل عند وكيع أخطأ أبو حنيفة
فزجره وكيع وقال من يقول هذا كالانعام بل هم
اضل سبيلا كيف يخطئ وعنده أئمة الفقه كابي يوسف
ومحمد وأئمة الحديث وعدهم وأئمة اللغة والعربية
وعدهم وأئمة الزهد والورع كالفضيل وداود الطائي
ومن كان أصحابه هؤلاء لم يكن ليخطئ لانه ان أخطأ ردوه
للحق ومنها أنه أول من دون علم الفقه ورتبه
أبوابا وكتبا على ما نحو ما هو عليه اليوم وتبعه مالك
في موطئه ومن قبله انما كانوا يعتمدون على حفظهم
وهو أول من وضع كتاب الفرائض وكتاب الشروط
ومنها انتشار مذهبه في أقاليم لبس فيها غيره كالهند
والسند والروم وماوراء النهر ومنها انفاقه على
نفسه وغيره من العلماء وغيرهم من كسب يده

تعالیٰ عنہ ہیں۔ ان کی وفات سنہ ۸۸ھ میں ہوئی اور بعضوں نے
کہا اس کے بعد اور از انجملہ حضرت سائب بن خلاد بن سوید ہیں
ان کی وفات سنہ ۹۱ھ میں ہوئی اور از انجملہ حضرت سائب
بن یزید بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ ان کی وفات سنہ ۹۱ھ
یا سنہ ۹۲ھ یا سنہ ۹۴ھ میں ہوئی۔ از انجملہ عبد اللہ بن بسرہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ ہیں ان کی وفات سنہ ۹۶ھ میں ہوئی۔ از انجملہ محمود بن
ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ ان کی وفات سنہ ۹۹ھ میں ہوئی۔
از انجملہ حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں مگر اس پر
اعتراض یہ ہے کہ وہ سنہ ۸۰ھ میں حمص میں انتقال فرمائے۔
اور از انجملہ ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں مگر اس پر اعتراض
یہ ہے کہ وہ حمص میں سنہ ۸۱ھ میں انتقال فرمائے ✽

(تنبیہ) بعض متاخرین محدثین جنہوں نے امام
صاحب کے مناقب میں مبسوط کتاب لکھی۔ یہ بیان کیا ہے
کہ ایک مخلوق ائمہ حدیث نے یہ تعیین کر لیا ہے کہ امام صاحب
نے کسی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے کوئی حدیث روایت
نہ کی اور ان کی دلیل چند امور ہیں۔ اول آپ کے اکابر اصحاب
مثل امام ابو یوسف و امام محمد و ابن مبارک و عبد الرزاق
رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہم نے کوئی حدیث آپ سے روایت نہ
کی تو اگر ایسا ہوتا ضرور روایت کرتے۔ کیونکہ یہ ایسا وصف
ہے جس پر محدثین جتنا فخر کریں زیبا ہے۔ اور جتنی سندوں
میں یہ ہے کہ آپ نے کسی صحابی سے سنا ضرور اس میں کوئی
کذاب ہے۔ ہاں البتہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو
دیکھنا اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک جماعت کو
باعتبار سن کے پانا یہ دونوں باتیں بیشک صحیح ہیں۔ اور
علامہ عینی علیہ الرحمۃ کا یہ کہنا کہ آپ کا سماع صحابۂ کرام
رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ثابت ہے۔ اس کو شیخ حافظ قاسم
حنفی علیہ الرحمۃ نے رد کر دیا ہے۔ اور جن صحابہ کو آپ نے

ولم یقبل جائزۃ مع ماتواتر من کثرۃ عبادتہ و زھدہ
وکثرۃ حجہ واعتمارہ وغیر ذلک مما یأتی ومنہا أنہ
مات مظلوما محبوسا مسموما کما یأتی ٭

(الفصل الثالث عشر فی ثناء الائمۃ علیہ)

روی الخطیب عن الشافعی رحمہ اللہ قال قیل لمالک
رحمہ اللہ ہل رأیت أبا حنیفۃ رحمہ اللہ قال نعم رأیت
رجلا لو کلمک فی ھذہ الساریۃ ان یجعلھا ذھبا لقام
بحجتہ وفی روایۃ أنہ سألہ عن جماعۃ فاجابہ عنہم
قال فابو حنیفۃ قال سبحان اللہ لم أر مثلہ تاللہ لو
قال ان الاسطوانۃ من ذھب لاقام الدلیل القیاسی
علی صحۃ قولہ وقال ابن المبارک دخل أبو حنیفۃ علی
مالک فرفعہ ثم قال بعد خروجہ أتدرون من ھذا
قالوا لا قال ھذا أبو حنیفۃ النعمان لو قال ھذہ
الاسطوانۃ من ذھب لخرجت کما قال لقد وفق لہ
الفقہ حتی ما علیہ فیہ کثیر مؤنۃ ثم دخل الثوری
فاجلسہ دون مجلس أبی حنیفۃ فلما خرج ذکر من
فقہہ وورعہ وقال الشافعی من أراد أن یتبحر فی
فی الفقہ فھو عیال علی ابی حنیفۃ انہ ممن وفق
لہ الفقہ ھذہ روایۃ حرملۃ عنہ وفی روایۃ
الربیع عنہ الناس عیال فی الفقہ علی أبی حنیفۃ
ما رأیت أی علمت أحدا أفقہ منہ لانہ لم یدرک أحداً
أفقہ منہ وجاء عنہ أیضا من لم ینظر فی کتبہ لم
یتبحر فی العلم ولا یتفقہ وقال ابن عیینۃ ما رأت
عینی مثلہ وعنہ من أراد المغازی فالمدینۃ أو
المناسک فمکۃ أو الفقہ فالکوفۃ و یلزم أصحاب
ابی حنیفۃ وقال ابن المبارک کان افقہ الناس
ما رأیت افقہ منہ وقال کان آیۃ فقیل فی الخیر

فرمایا ان سے نہ سننے کا سبب ظاہر یہ ہے کہ پہلے آپ
کسب میں مشغول تھے۔ وہ تو علامہ شعبی نے جب اُنکی ذکاوت
دیکھی تحصیل علم کی طرف متوجہ کیا اور جس شخص کو ادنیٰ تعلق بھی
علم سے ہے جو کچھ میں نے ذکر کیا ہے اس کا خلاف نہ کریگا
ختم ہوا کلام اس محدث کا اور محدثین کا یہ قاعدہ ہے۔ کہ
اتصال کا راوی مقدم ہے ارسال و انقطاع کے راوی پر
کیونکہ اس کو زیادہ علم ہے۔ علامہ عینی کے قول کی تائید
کرتا ہے۔ اس کو محفوظ رکھو یہ ایک ضروری امر ہے ٭

ساتویں فصل آپکے اساتذہ کے بیان میں

امام صاحب کے اساتذہ بہت ہیں جن کے لئے
یہ مختصر کسی طرح گنجائش نہیں رکھتا۔ امام ابو حفص کبر نے
چار ہزار اساتذہ ذکر کئے اور دوسروں نے کہا صرف تابعین
رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔ آپ کے اُستاد چار ہزار ہیں تو غیر
تابعین کو کون خیال کرسکتا ہے کہ کتنے ہونگے۔ از انجملہ
موافق بیان لیث بن سعد و امام دارقطنی و جماعت دیگر کہ
اُن میں سے ابو محمد عینی بھی ہیں رحمہم اللہ تعالیٰ مالک بن انس
امام دار الہجرۃ ہیں۔ بلکہ بعضوں نے کہا کہ اس نے مسند امام الحنیفہ
میں امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث کی روایت دیکھی
اور یہ دونوں امام منجملہ ان کے شاگردوں کے ہیں اور بعضوں
نے آپ کے اساتذہ کو ذکر کیا ہے جو ایک طویل فہرست ہے۔
اسی لئے میں نے اس کو حذف کر دیا ٭

آٹھویں فصل علم حدیث وفقہ میں آپکے شاگردوں کے بیان میں

! بعضوں نے کہا کہ وہ اس قدر ہیں کہ انکا استیعاب دشوار
ہے ضبط ناممکن ہے۔ اسی وجہ سے بعض ائمہ نے کہا مشہور
ائمہ اسلام میں کسی کے شاگرد اس قدر ظاہر نہ ہوئے۔ جس قدر

أو الشر فقال اسكت يا هذا يقال غاية في الشر وآية في الخير وعنه ان احتيج للرأى فرأى مالك وسفيان وأبي حنيفة وهو أفقههم وأحسنهم وأدقهم فطنة وأغوصهم على الفقه وعنه قوله عندنا اذا لم نجد أثرا كالاثر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم وعنه أنه كان يحدث الناس فقال حدثني النعمان بن ثابت فقيل له من تعني قال أبا حنيفة مخ العلم فامسك بعضهم عن أن يكتب ذلك الا ملأ فسكت ابن المبارك هنيهة ثم قال أيها الناس ما أسوأ بكم وأجهلكم بالائمة وما أقل معرفتكم بالعلم وأهله ليس أحد أحق أن يقتدى به من ابي حنيفة لانه كان اماما تقيا نقيا ورعا عالما فقيها كشف العلم كشفا لم يكشفه احد ببصر وفهم وفطنة وتقى ثم حلف أن لا يحدثهم شهرا وقال الثوري لمن قال له جئت من عند أبي حنيفة لقد جئت من أفقه أهل الارض وقال أيضا ان الذي يخالف أبا حنيفة يحتاج الى أن يكون أعلى منه قدرا وأوفر علما وبعيد ما يوجد ذلك ولما حجا كان يقدمه ويمشي خلفه ولا يجيب اذا سئلا حتى يكون أبو حنيفة هو الذي يجيب وقيل له وقد رؤي تحت رأسه كتاب الرهن لابي حنيفة تنظر في كتبه فقال وددت أنها كلها عندي مجتمعة أنظر فيها ما بقي في شرح العلم غاية ولكنا لا ننصفه وقال أبو يوسف رحمه الله الثوري أكثر متابعة لابي حنيفة مني ووصفه يوما لابن المبارك فقال انه ليركب من العلم أحد من سنان الرمح كان والله شديد الاخذ للعلم ذابا عن المحارم متبعا لاهل بلده لا يستحل أن يأخذ الا ما صح عن رسول الله صلى الله

امام ابو حنیفہ کے اور علماء و عام لوگوں کو کسی سے اسقدر فائدہ نہ پہنچا جتنا امام اور اُن کے شاگردوں سے۔ احادیث مشتبہ کی تفسیر اور مسائل مستنبطہ اور نوازل اور قضایا و احکام کے بیان میں فائدہ پہنچا۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو بہتر جزا دے بعض متاخرین نے امام صاحب کے تذکرہ میں آٹھ سو شاگردوں کا ذکر کیا ہے اور ان کا نام و نسب بیان کیا ہے۔

نویں فصل آپکی پیدائش و نشو و نما اور علم کی طرف توجہ کے بیان میں

یہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ صحیح قول یہی ہے کہ امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کوفہ میں پیدا ہوئے اور وہیں نشو و نما پائی اور اپنی جوانی کے وقت میں کسی ایسے شخص کو نہیں پایا جو موجودہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے علم حاصل کرنے کی طرف متوجہ کرے تو آپ بیع و شرا میں مشغول ہوئے۔ یہانتک کہ اللہ تعالیٰ نے امام شعبی کو اس کے لیئے آمادہ کیا تو اُنہوں نے امام صاحب کو تحصیل علم اور علماء کی ہم نشینی کی طرف جگایا تو آپ کے دل میں اُن کی بات بیٹھ گئی۔ اسوجہ سے کہ آپ نے اس میں ہوشیاری اور شرافت سمجھی تو بازار چھوڑ تجارت سے مُنہ موڑ علم کی طرف متوجہ ہوئے۔ پہلے علم کلام حاصل فرمایا اور اس میں ایسا کمال حاصل کیا کہ آپ کی طرف لوگ انگلیوں سے اشارہ کرتے تھے اور آپ ایک زمانہ تک اس میں مناظرہ کرتے اور اس فن پر سے اعتراضات دفع کرتے۔ یہانتک کہ بصرہ آئے اسلیئے کہ اکثر فرقے قریب انتیس فرقے کے وہاں تھے۔ بعض مرتبہ آپ وہاں سال سال بھر بلکہ زیادہ اقامت فرماتے تھے۔ اور ان فرقوں سے مناظرہ فرمایا کرتے تھے کیونکہ اس زمانہ میں امام صاحب علم کلام کو بہ سبب اصل دین ہونے کے جملہ علوم سے ارفع و اعلیٰ خیال فرماتے تھے۔ پھر آپ کو الہام

عليه وسلم شديد المعرفة بناسخ الحديث و منسوخه
وكان يطلب أحاديث الثقات والاخذ من فعل
رسول الله صلى الله عليه وسلم وما أدرك عليه
علماء أهل الكوفة فى اتباع الحق أخذ به وجعله
دينه وقد شنع عليه قوم فسكتنا عنهم بما
نستغفر الله تعالى منه وقال الاوزاعى لابن المبارك
من هذا المبتدع الذى خرج بالكوفة يكنى أبا
حنيفة فأراه مسائل عويصة من مسائله فلما رآها
منسوبة للنعمان بن ثابت قال من هذا قلت
شيخ لقيته بالعراق قال هذا نبيل من المشايخ
اذهب فاستكثر منه قلت هذا ابو حنيفة
الذى نهيت عنه ثم لما اجتمع بأبى حنيفة بمكة
جاراه فى تلك المسائل فكشفها أبو حنيفة له باكثر
ما كتبها ابن المبارك عنه فلما افترقا قال الاوزاعى
لابن المبارك غبطت الرجل بكثرة علمه و وفور
عقله واستغفر الله تعالى لقد كنت فى غلط
ظاهر الزم الرجل فانه بخلاف ما بلغنى عنه وقال
ابن جريج لما بلغه من علمه وشدة ورعه
وصيانته لدينه وعلمه أحسبه سيكون له
فى العلم شأن عجيب وذكر عنده يوما فقال
اسكتوا انه لفقيه انه لفقيه انه لفقيه وقال
أحمد بن حنبل فى حقه انه من أهل الورع
والزهد وايثار الآخرة بمحل لا يدركه أحد ولقد
ضرب بالسياط ليلى القضاء للمنصور فلم يفعل فرحمة
الله عليه ورضوانه وقال يزيد بن هرون لما سئل
عن النظر فى كتبه انظروا فيها فانى ما رأيت أحدا
من الفقهاء يكره النظر فى قوله ولقد احتال الثورى

ہوا کہ صحابہ کرام و تابعین عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا
یہ طریقہ نہ تھا۔ باوجودیکہ وہ اس پر زیادہ قادر تھے اور اسکو
زیادہ جانتے تھے بلکہ اُنہوں نے اس سے سخت منع کیا اور
انہوں نے سوائے شرعیات و مسائل فقہیہ کے تعلیم کے
کسی کام پر وقت صرف نہ کیا۔ اس وجہ سے امام صاحب نے
طریقۂ جدل کو ناپسند کیا۔ اور اس واقعہ نے اس کو اور موکد کر دیا
کہ آپ حلقۂ تلامذہ امام حماد رحمہم اللہ تعالیٰ کے قریب تشریف
رکھا کرتے تھے کہ ایک عورت حاضر ہوئی اور اُن سے ایک شخص
کے متعلق یہ مسئلہ پوچھا کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق سنی دینا چاہتا ہے
کیا کرے۔ آپ نے تو کوئی اس کا جواب نہ دیا اور فرمایا کہ
حضرت حماد سے پوچھ اور جو کچھ وہ فرمائیں پھر مجھ سے کہنا۔
اس نے ایسا ہی کیا۔ اُس دن سے آپ نے علم کلام کو قطعاً
چھوڑ دیا اور امام حماد کے حلقۂ درس میں بیٹھے تو کچھ حماد
فرماتے اُن سب کو یاد کر لیتے تھے اور آپ کے ساتھی اُس میں
خطا کرتے تھے تو حضرت حماد نے ان کو اپنے مقابل صدر جلسہ
میں دس برس تک بٹھایا۔ اس کے بعد آپ کے دل میں آیا کہ اُن
سے جدا ہوں اور اپنا ایک حلقۂ درس الگ مقرر کریں۔ چنانچہ
جس شب اس کا ارادہ کیا اس کے صبح ایسا ہوا کہ آپ کے
ایک قریبی رشتہ دار کی جس کا کوئی دوسرا وارث نہ تھا موت کی
خبر آئی تو آپ کو وہاں اس کے مال کے لینے کے لئے جانا ضرور
ہوا تو حضرت حماد سے اجازت لے کر دو مہینے تک غائب رہے
اس کے بعد واپس آئے اور آپ سے کسی نے ساٹھ مسئلے
دریافت کئے جو آپ نے استاد سے نہیں سُنے تھے۔ آپ نے
اُن کے جوابات دیئے۔ اُس کے بعد اُن مسئلوں کو حضرت حماد
کے سامنے پیش کیا۔ چالیس مسئلوں میں اُنہوں نے موافقت
فرمائی اور بیس مسئلوں میں مخالفت کی تو آپ نے قسم کھالی کہ تا
دم مرگ اُن سے جدا نہ ہونگے۔ خطیب وغیرہ نے امام صاحب

فی کتاب الرهن له حتی نسخه وقال أیضا لما قیل له
رأی مالك احب الیك من رأی ابی حنیفة اکتب
حدیث مالك فانه کان ینتقی الرجال والفقه
صناعة أبی حنیفة وصناعة أصحابه کانهم خلقوا
له وروی الخطیب عن بعض أئمة الزهد أنه قال
یجب علی أهل الاسلام أن یدعوا لابی حنیفة فی
صلاتهم لحفظه علیهم السنة والفقه وقال
الناس فیه حاسد وجاهل وهو أحسنهما عندی
وقال من أراد أن یخرج من ذل العمی والجهل ویجد
حلاوة الفقه فلینظر فی کتبه وقال مکی بن ابراهیم
کان أبو حنیفة أعلم أهل زمانه وقال یحیی بن سعد
القطان ما سمعنا أحسن من رأی أبی حنیفة ومن
ثمة کان یذهب فی الفتوی الی قوله وقال النضر
ابن شمیل کان الناس نیاما عن الفقه حتی أیقظهم
أبو حنیفة بما فتقه و بینه ولخصه وقال مسعر
بکسر فسکون ففتح ابن کدام بکسر فتخفیف مهملة
من جعل أبا حنیفة بینه و بین الله رجوت أن لا یخاف
ولا یکون فرط فی الاحتیاط لنفسه وقیل له لم ترکت رأی
أصحابه وأخذت برأیه قال لصحته فأتوا بأصح
منه لارغب عنه الیه وقال ابن المبارك رأیت مسعرا
فی حلقة أبی حنیفة یسأله ویستفید منه وقال
ما رأیت أفقه منه وقال عیسی بن یونس لا تصدقن
احدا بسیء القول فیه فانی والله ما رأیت أفضل منه
ولا أفقه منه وقال معمر ما رأیت رجلا یحسن
ان یتکلم فی الفقه ویسعه ان یقیس ویشرح الحدیث
أحسن معرفة من ابی حنیفة ولا أشفق علی نفسه
من ان یدخل فی دین الله شیئا من الشك من ابی حنیفة

سے روایت کی کہ آپ نے جب علم کی طرف توجہ کا ارادہ فرمایا
تمام علوم کے غایات پر غور فرمایا کہ علم کلام کی غایت تھوڑی
ہے اور کلامی جب اپنے فن میں کامل ہوتا ہے اور جب اس
کی ضرورت پڑتی ہے تو تمام مسئلوں کو علانیہ ظاہر نہیں کر سکتا
ہے اور ہر برائی کے ساتھ مطعون ہوتا ہے اور علم ادب و نحو
و قرأت کی غایت لڑکوں کے پاس بیٹھنا اور ان کو پڑھانا ہے
اور شعر کی غایت مدح یا مذمت اور کذب و دروغ ہے۔ اور
علم حدیث کے لئے ایک عمر طویل درکار ہے اور اگر کہیں کوئی
محدث کذب یا سوء حفظ کے ساتھ متہم ہو گیا تو یہ اُس میں
قیامت تک کے لئے دھبہ ہو گیا۔ فرمایا پھر میں نے فقہ
میں فکر کیا تو جیسے جیسے میں نے اس کو لوٹ پوٹ کیا اس کا
حلاوت زیادہ ہوتی گئی اور اس میں میں نے کوئی عیب نہ پایا
اور میرے نزدیک دین و دنیا کا کوئی کام بغیر اس کے ٹھیک
نہیں ہو سکتا ہے اسی لئے میں نے فقہ ہی کی طرف توجہ کی ۔
(**تنبیہ**) خبردار! کبھی ایسا وہم نہ کرنا کہ امام صاحب
کو سوائے فقہ کے دوسرے کسی فن میں مہارت تامہ نہ تھی
حاشا و کلا وہ تمام علوم شرعیہ تفسیر، حدیث اور علوم آلیہ،
فنون ادبیہ، مقالس حکمیہ میں بحر ناپید اکنار اور امام عدیم المثیل
تھے۔ اور آپ کے بعض دشمنوں کا آپ کے بارے میں ایسا کہنا
اس کا منشار حسد ہے۔ اور اس کی حجت اپنے اقران پر ترفع
اور زور و بہتان کے ساتھ متہم کرنا ہے اور اللہ انکار کرتا ہی
سوائے اس کے کہ اپنے نور کو پورا کردے اور اپنے معاندین
کے خرافات کا بطلان اس امر سے بخوبی ظاہر ہے کہ بہت سے
مسائل فقہیہ ایسے ہیں جن کا مبنی علم عربیت ہے۔ جس پر
اگر کوئی متامل واقف ہوگا تو ضرور حکم کرے گا کہ آپ کو علم
عربیت میں ایسا کمال تھا جس سے عقل حیران ہے اور آپ کے
اشعار ایسے فصیح و بلیغ ہیں جس سے آپ کے ہمعصر ششدر ہیں

وقال الفضیل کان فقیها معروفا بالفقه مشهورا
بالورع واسع المال معروفا بالافضال علی کل من یطوف
به صبورا علی تعلیم العلم باللیل والنهار قلیل الکلام
حتی لایرد مسئلة فی الحلال والحرام الا علی الحق
هاربا من السلطان وقال أبو یوسف انی لادعوله
قبل أبویّ وسمعته یقول انی لادعو لحماد مع أبویّ وقال
أبو حنیفة زینه الله اخالی بالفقه والعمل والسخاء
والبذل واخلاق القرآن التی کانت فیه وقال کان
خلف من مضی وما خلف والله علی وجه الارض مثله
وسئل الاعمش عن مسئلة فقال انما یحسن جواب
هذا النعمان بن ثابت وأظنه بورك له فی علمه وقال
یحیی ابن آدم ما تقولون فی هؤلاء الذین یقسعون فی
أبی حنیفة قال انه جاءهم بما یعقلونه ومالا یعقلونه
من العلم فحسدوه وقال وکیع ما رأیت احدا أفقه منه
ولا أحسن صلاة منه وقال الامام الحافظ الناقد یحیی
بن معین الفقهاء أربعة أبو حنیفة وسفیان ومالك
والاوزاعی وعنه القراءة عندی قراءة حمزة والفقه
فقه أبی حنیفة علی هذا أدرکت الناس وسئل هل
حدث سفیان عنه قال نعم کان ثقة صدوقا
فی الفقه والحدیث مأمونا علی دین الله وقال ابن
المبارك رأیت الحسن بن عمارة آخذا برکابه قائلا
والله ما رأیت احدا یتکلم فی الفقه أبلغ ولا أصبر
ولا أحضر جوابا منك وانك لسید من تکلم فی الفقه
فی وقتك غیر مدافع وما یتکلمون فیك الاحسدا
وقال شعبة کان والله حسن الفهم جید الحفظ
حتی شنعوا علیه بما هو أعلم به منهم والله
سیلقون عند الله وکان کثیر الترحم علیه وسئل

اور اس بارے میں علامہ زمخشری وغیرہ نے مستقل کتابیں لکھی
ہیں جن کا عنقریب بیان ہوگا۔ اور یہ بھی معلوم ہوگا کہ بروایت
صحیحہ ثابت ہے کہ آپ رمضان شریف میں ساٹھ ختم قرآن
فرماتے اور پورا قرآن ایک رکعت میں پڑھتے تھے۔ تو آپ کے
بعض حاسدوں کا یہ کہنا کہ آپ کو قرآن یاد نہ تھا بالکل سفید
جھوٹ ہے۔ امام ابی یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں
کہ حدیث کی شرح کرنے میں کسی شخص کو امام ابو حنیفہ سے
زیادہ جاننے والا میں نے نہیں دیکھا۔ اور وہ مجھ سے زیادہ
واقف حدیث صحیح کے تھے۔ جامع ترمذی میں اُن سے مروی
ہے کہ میں نے کسی کو جابر جعفی سے زیادہ جھوٹا اور عطار بن ابی
رباح سے افضل نہیں دیکھا۔ بیہقی نے امام صاحب سے
روایت کی کہ آپ سے سفیان ثوری سے علم لینے کے بارے
میں سوال ہوا فرمایا اُن سے لکھو اسلئے کہ وہ ثقہ ہیں سوائے اُن
احادیث کے جن کو بسند ابی اسحٰق عن جابر الجعفی روایت کرتے
ہیں۔ خطیب نے سفیان ابن عیینہ سے روایت کی کہ انہوں
نے کہا سب سے پہلا وہ شخص جس نے مجھ کو کوفہ میں علم حدیث
پڑھنے کو بٹھایا امام ابو حنیفہ ہیں۔ لوگوں سے کہا کہ عمرو بن دینار
کی حدیث کے جاننے والے سب سے یہ زیادہ ہیں اور اسی
فن حدیث میں بھی آپ کی جلالت شان معلوم ہوتی ہے کہ یہ وہ
شخص ہیں جن سے سفیان ثوری سے پڑھنے کے متعلق مشورہ
لیا جاتا ہے۔ اور ابن عیینہ کو تدریس کے لئے بٹھاتے ہیں رضی اللہ
تعالیٰ عنہم اجمعین ۔

دسویں فصل فتویٰ دینے اور پڑھانے کیلئے پہلے پہل بیٹھنے کے بیان میں

جب آپ کے استاد حضرت حماد کا انتقال ہوا اور وہ اُس
وقت کوفہ میں رئیس العلماء تھے سو لوگ اُن کی وجہ سے بے پرواہ تھے۔

يحيى بن معين عنه فقال ثقة ما سمعت أحداً
ضعفه هذا شعبة يكتب له او يحدث ويأمره
وسبقه ووصفه أبو أيوب السختياني بالصلاح
والفقه وروي عند ابن عون بانه يقول القول
ثم يرجع عنه في غد فقال هذا دليل ورعه فانه
يرجع من خطأ الى الصواب ولولا ذلك لنصر خطأه
ودافع عنه وقال حماد بن يزيد كنا نأتي عمرو بن دينار
فاذا جاء أبو حنيفة أقبل عليه وتركنا فنسأل أبا
حنيفة فنسأله فيحدثنا وقال الحافظ عبد العزيز
بن أبي رواد من أحب أبا حنيفة فهو سني ومن
أبغضه فهو مبتدع وفي رواية بيننا وبين الناس
أبو حنيفة فمن أحبه وتولاه علمنا أنه من أهل
السنة ومن أبغضه علمنا انه من اهل البدعة
وقال خارجة بن مصعب أبو حنيفة في الفقهاء
كقطب الرحى وكالجهبذ الذي ينقد الذهب
وقال الحافظ محمد بن ميمون لم يكن في زمن أبي
حنيفة أعلم ولا أورع ولا أزهد ولا اعرف ولا
أفقه منه تالله ما سرني بسماعي منه مائة ألف
دينار وقال ابراهيم بن معاوية الضرير من تمام
السنة حب أبي حنيفة وقال كان يصف العدل
ويقول به ويبين للناس سبيل العلم وأوضح لهم
مشكلاته وقال أسد بن حكيم لا يقع فيه الا جاهل
أو مبتدع وقال ابو سليمان كان أبو حنيفة عجباً
من العجب وانما يرغب عن كلامه من لم يقو عليه
وقال أبو عاصم هو والله عندي أفقه من ابن جريج
ما رأت عيني رجلا أشد اقتدارا على الفقه منه
وذكر عند داود الطائي فقال ذاك نجم يهتدي به الساري

تب لوگوں کو اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی کہ کوئی شخص آپکی جگہ
بیٹھے تو لوگوں نے حضرت حماد کے صاحبزادہ کو بٹھایا اور اُنکے
پاس اُن کے والد کے شاگرد آنے جانے لگے مگر اُن سے تمام
لوگوں کی تشفی نہ ہو سکی۔ کیونکہ ان کی توجہ فن نحو و کلام کی طرف زیادہ
تھی تو موسیٰ بن کثیر بیٹھے وہ بڑے بڑوں سے ملا کرتے تھے۔
اسلیئے لوگوں نے ان کو اٹھا دیا تو وہ حج کرنے کو گئے۔ اگرچہ وہ
فقہ میں فارغ نہ تھے۔ تب بالاتفاق رائے امام اعظم ابو حنیفہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منتخب کیا۔ آپ نے بھی ان کی بات کو مان
لیا اور فرمایا کہ میں نہیں پسند کرتا ہوں کہ علم مر جائے تو لوگوں نے
آپ کے یہاں آنا شروع کر دیا۔ اور آپ کے پاس وسیع علم و
حسن مواساۃ اور لوگوں کی باتوں پر صبر ایسا پایا جو کہیں اُن کے سوا
کسی کے یہاں نہ پایا تو لوگوں نے سب کو چھوڑ کر "یک در گیر
محکم گیر" پر عمل کیا۔ پھر وہ لوگ درجہ بدرجہ ترقی کرتے رہے یہانتک
کہ وہ علم و دین کے امام ہوئے۔ اور دوسرے طبقہ سے امام
ابو یوسف و زفر وغیرہ ہیں رحمہم اللہ تعالیٰ۔ پھر ہمیشہ آپکا رتبہ
زائد اور تلامذہ آپکے بڑھنے لگے۔ یہانتک کہ آپ کا حلقہ
مسجد کے سب حلقوں سے بڑا ہو گیا۔ اور لوگوں کے قلوب آپکی
طرف متوجہ ہوئے۔ اور امراء اُنکی توقیر کرتے۔ خلفاء ان کو یاد کرتے
الغرض آپ ممدوح خلائق ہوئے۔ اور بہت سے ایسے کام
کیئے جس سے ان کے سوا عاجز رہے۔ اور باوجود اس کے انکے
حساد و معاند روز بروز بڑھتے رہے اور یہی طریقہ الٰہی اُس کی
مخلوقات میں ہے۔ اور اللہ کے طریقہ میں ردو بدل نہیں۔ سب سے
زیادہ وہ امر جس نے افتاو تدریس سے رُکنے کے بعد ان دونوں کی
طرف متوجہ کیا۔ یہ بات ہے کہ آپ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت
سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر مبارک کو اُلٹ کر استخوانہائے
شریف کو جمع کر کے نکالا اور اپنے سینہ پر رکھا اور دوسری روایت
میں یہ ہے کہ نکالنے کے بعد بعض کو بعض کے ساتھ مرکب کرنے لگے۔

وعلم تقبله قلوب المؤمنين وقال شريك القاضي
كان ابوحنيفة طويل الصمت كثير التفكر دقيق النظر
في الفقه لطيف الاستخراج في العلم والعمل والبحث
ان كان الطالب فقيرا أغناه فاذا تعلم قال له وصلت
الى الغنى الاكبر بمعرفة الحلال والحرام وقال خلف
بن ايوب صار العلم من الله تعالى الى محمد صلى الله
عليه وسلم ثم منه الى أصحابه ثم منهم الى
التابعين ثم صار الى أبي حنيفة واصحابه فمن شاء
فليرض ومن شاء فليسخط وقيل لبعض الائمة
مالك تخص أبا حنيفة عند ذكره بمدح دون غيره
قال لان منزلته ليست كمنزلة غيره فيما انتفع الناس
بعلمه فاخصه عند ذكره ليرغب الناس بالدعاء له
والآثار في النقل عن الائمة غير ما ذكر كثيرة وفي
بعض ما ذكرناه مقنع للمنصف المذعن الذي
يعرف الحق لاهله ومن ثمة قال الحافظ أبو عمر
يوسف بن عبد البر بعد كلام ذكره واهل الفقه
لا يلتفتون الى من طعن عليه ولا يصدقون بشئ
من السوء ينسب اليه ؎

الفصل الرابع عشر في شدة اجتهاده في العبادة

قال الذهبي قد تواتر قيامه الليل وتهجده و
تعبده ومن ثمة كان يسمى الوتد من كثرة قيامه
الليل بل أحياه بقراءة القرآن في ركعة ثلاثين سنة
وحفظ عنه انه صلى صلاة الفجر بوضوء العشاء
أربعين سنة فكان عامة الليل يقرأ جميع القرآن
في ركعة واحدة يسمع بكاؤه بالليل حتى يرحمه
جيرانه وحفظ عنه أنه ختم القرآن في الموضع الذي

اس خواب سے آپ بہت گھبرائے اور آپ کو سخت قلق ہوا۔
یہانتک کہ آپ کے احباب نے آپ کی عیادت کی۔ پس آپ
نے کسی کو ابن سیرین کے پاس بھیجا۔ انہوں نے اس کی یہ تعبیر
دی کہ اس خواب کا دیکھنے والا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کو
لوگوں کے لئے کھولے گا اور اسکی بے نظیر تاویل کرے گا۔ تو
اس وقت سے آپ مسائل کی طرف کشادہ دلی سے متوجہ ہوئے
اور اس قسم کی تدقیق فرمائی جس سے عقل حیران ہے۔ اور
دوسری روایت میں ہے کہ آپ کے بعض تلامذہ نے آپ کو دردناک
دیکھا۔ حالانکہ آپ مریض نہ تھے۔ کیفیت پوچھی آپ نے اپنا
خواب بیان کیا۔ اس شخص نے کہا کہ یہاں ابن سیرین کا ایک
شاگرد ہے کہیئے تو ان کو بلالیں فرمایا میں خود ان کے پاس
چلوں گا۔ چنانچہ آپ اُن کے پاس تشریف لیگئے اور قصہ
بیان کیا۔ انہوں نے تعبیر کہی کہ اگر آپ کا یہ خواب سچا ہے
تو اظہار سنت نبوی میں آپ کو وہ علم حاصل ہوگا جس کی
طرف کوئی سابق نہ ہوا اور علم میں آپ کا رتبہ بلند و بالا ہوگا
اور یہ روایت اگلی روایت کے منافی نہیں ہو سکتی ہے کہ آپ
نے ابن سیرین اور اُن کے شاگرد دونوں سے خواب بیان کیا ہو
اور دونوں نے تعبیر میں موافقت کی ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم ؎

گیارہویں فصل بناءِ مذہب امام کی بیان میں

علماء نے جو امام ابوحنیفہ اور ان کے تلامذہ کے بارے میں
اصحاب رائے کہا ہے۔ خبردار اس سے یہ نہ سمجھنا کہ یہ انکی تنقیص
ہے اور نہ اس کے یہ معنے ہیں کہ وہ لوگ اپنی رائے کو سنت رسول
اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا اقوال صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم
پر مقدم کرتے ہیں۔ حاشا و کلا یہ لوگ اس سے پاک ہیں۔ متعدد
طریقوں سے امام صاحب سے مروی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے
کہ وہ سب سے پہلے قرآن شریف کو لیتے ہیں۔ اگر قرآن شریف

توفی فیہ سبعة آلاف مرة ووقع رجل فیہ عند ابن المبارك فقال ویحك أتقع فی رجل صلی خمسا واربعین سنة خمس صلوات علی وضوء واحد وکان یختم القرآن فی رکعة وتعلمت ما عندی من الفقہ منہ وقال أبو مطیع ما دخلت الطواف فی ساعة من اللیل الا رأیت أبا حنیفة وسفیان فیہ ولما غسلہ الحسن بن عمارة قال رحمك اللہ وغفرلك لم تفطر منذ ثلاثین سنة وقد أتعبت من بعدك وفضحت القراء وسبب احیائہ اللیل أنہ سمع رجلا یقول لآخر ھذا أبو حنیفة الذی لا ینام فقال لابی یوسف سبحان اللہ ألا تری اللہ تعالیٰ نشرلنا ھذا الذکر أو لیس بقبیح ان یعلم اللہ تعالیٰ منا ضد ذلك واللہ لا یتحدث الناس عنی بما لم افعل فکان یحیی اللیل صلاة وتضرعا ودعاء وقال أبو یوسف کان یختم کل یوم ولیلة ختمة وفی رمضان ویوم العید اثنین وستین ختمة وکان سخیا بالمال صبورا علی تعلیم العلم شدید الاحتمال لما یقال فیہ بعید الغضب شھدتہ یصلی الصبح بوضوء أول اللیل عشرین سنة ومن صحبہ قبلنا قالوا انہ کذلك اربعین سنة وقال مسعر رأیتہ یصلی الغداة ثم یجلس للناس فی العلم الی أن یصلی الظھر ثم یجلس الی العصر ثم الی قریب المغرب ثم الی العشاء فقلت فی نفسی متی یتفرغ ھذا للعبادة لاتعاھدنہ فلما ھدأ الناس خرج الی المسجد متطھرا کانہ عروس فانتصب للصلاة الی الفجر ثم دخل ولبس ثیابہ وخرج لصلاة الصبح ففعل کما فعل قبل فقلت فی نفسی ان الرجل قد ینشط اللیلة لاتعاھدنہ فلما ھدأ الناس خرج وفعل

میں نہ ملے تو حدیث شریف سے - اگر حدیث شریف میں بھی نہ ہو - تو اقوال صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے اقوال مختلف ہوں تو جس کا قول قرآن شریف یا حدیث کے قریب تر ہوتا اُس قول کو لیتے تھے - اور اُن کے اقوال سے باہر نہ ہوتے - اگر کسی کا قول نہ ہوتا تو تابعین میں سے کسی کا قول نہیں لیتے تھے - بلکہ جس طرح اُنہوں نے اجتہاد کیا خود اجتہاد کرتے تھے - فضیل بن عیاضؒ نے کہا اگر مسئلہ میں کوئی حدیث صحیح ہو تو اسکا اتباع کرتے - ورنہ اور اگر یہ بھی نہ ہوتا تو قیاس کرتے اور اچھا قیاس کرتے -
ابن مبارک نے امام صاحب سے روایت کی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث ملے تو سر آنکھوں پر ہے اور جب صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اقوال ملیں تو اُنکو اختیار کرتے ہیں اور اُن سے تجاوز نہیں کرتے - البتہ جب تابعین کی بات آتی ہے تو اُن سے ہم مزاحمت کرتے ہیں - نیز اُنہیں سے مروی ہے کہ مجھے لوگوں سے تعجب ہے کہ کہتے ہیں کہ امام صاحب نے اپنی رائے سے فتویٰ دیا وہ رائے سے فتویٰ نہیں دیتے البتہ آثار سے حکم بتاتے ہیں - نیز اُنہیں سے مروی ہے کسی کو حق نہیں ہے کہ قرآن مجید اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واجماع صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اختلاف ہو تو ہم اُن کے اقوال میں اقرب بکتاب یا بالسنت کو پسند کرتے ہیں اور جو اس سے تجاوز کرے اس میں ہم اجتہاد کرتے ہیں اور یہی طریقہ اور لوگوں کا تھا - مزنی سے روایت ہے کہ امام شافعی سے سُنا کہ قیاس میں لوگ امام ابو حنیفہ کی اولاد ہیں - امام صاحب کے قیاسات دقیق ہونیکی وجہ سے امام مزنی اکثر امام صاحب کے کلام میں نظر فرماتے تھے - اور یہی وجہ ہے جس سے اُن کے بھانجے علامہ طحاوی مذہب شافعی چھوڑ کر حنفی ہو گئے جیسا کہ خود اُنہوں نے تصریح کی ہے - احسن بن صالح کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ ناسخ و منسوخ کی بہت تفحص فرماتے - احادیث

كفعله قبل فی ليله ويومه حتی اذا صلی العشاء قلت ان الرجل قد ينشط الليلتين لا تعاهدنه الليلة ففعل كفعله قبل فقلت لالزمنه الی أن أموت أو يموت قال فما رأيته بالنهار مفطرا ولا بالليل نائما وكان يغفو قبل الظهر غفوة خفيفة ومات مسعر فی سجوده فی مسجد أبی حنيفة وقال شريك كنت معه سنة فما رأيته وضع جنبه علی الفراش وعن خارجة ختم القرآن فی ركعة داخل الكعبة اربعة وعد منهم اباحنيفة وقال الفضيل بن دكين بضم الدال المهملة رأيت جماعة من التابعين وغيرهم فما رأيت احسن صلاة من أبی حنيفة ولقد كان قبل الدخول فی الصلاة يبكی ويدعو فيقول القائل هو والله يخشی وكنت اذا رأيته رأيته كالشن البالی من العبادة وهو بفتح الشين وتشديد النون القربة الخلقة وردد فی قوله تعالیٰ (بل الساعة موعدهم والساعة أدهی وأمر) ليلة كاملة فی صلاته وقرأ ليلة أخری حتی وصل (فمنّ الله علينا ووقينا عذاب السموم) فما زال يرددها حتی أذن للفجر وقالت أم ولده ماتوسد فراشا بليل منذ عرفته وانما كان نومه بين الظهر والعصر بالصيف وأول الليل بمسجده فی الشتاء وقال ابن أبی روّاد ما رأيت اصبر علی الطواف والصلاة والفتيا بمكة منه انما كان كل الليل والنهار فی طلب الآخرة والنجاة ولقد شاهدته عشر ليال فما رأيته نام بالليل ولا هدأ ساعة من نهار من طواف وصلاة اوتعليم وذكر بعض أهل المناقب انه لما حج حجة الوداع أعطی السدنة نصف ماله ليمكنوه من الصلاة داخل

اہل کوفہ کے عارف تھے۔ لوگوں کے تعامل کا بہت ہی اتباع کرتے۔ جو کچھ ان کے شہر والوں کو پہنچتا اُن سب کے حافظ تھے۔ ایک شخص نے آپ کو ایک مسئلہ کو دوسرے مسئلہ پر قیاس کرتے دیکھا تو وہ چلّایا کہ اس فاسق کو چھوڑو۔ سب سے پہلے قیاس کرنے والا[1] ابلیس ہے۔ امام صاحب اسکی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے شخص تو نے بے محل کلام کیا۔ ابلیس نے اپنے قیاس کے زور سے صریح امر الہی کو رد کیا۔ جس کی خبر قرآن شریف میں موجود ہے۔ اس لئے وہ کافر ہو گیا۔ اور ہمارا قیاس اللہ تعالٰے کے حکم کی تعمیل ہے۔ کیونکہ ہم قرآن شریف وحدیث شریف وائمہ صحابہ وتابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی طرف پلٹاتے ہیں تو ہم اتباع کا قصد کرتے ہیں۔ پس ہم اور ابلیس ملعون دونوں کیسے برابر ہو سکتے ہیں تو اُس شخص نے کہا کہ میں غلطی پر تھا۔ میں نے توبہ کی۔ اللہ تعالیٰ آپ کے دل کو روشن کرے۔ جس طرح آپ نے میرا دل روشن کیا۔ امام صاحب سے یہ بھی مروی ہے کہ آپ فرماتے ہیں۔ جو کچھ ہم کہتے ہیں وہ میری رائے ہے۔ ہم اس پر کسی کو مجبور نہیں کرتے اور نہ یہ کہتے ہیں کہ ہر شخص کو اس کا قبول کر لینا ضروری ہے تو جس کے پاس اس سے بہتر ہو وہ اس کو لائے۔ ہم قبول کرنے کو تیار ہیں۔ ابن حزم نے کہا کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے تمام شاگردوں کا اس پر اتفاق ہے کہ اُنکا مذہب یہ ہے کہ حدیث اگرچہ ضعیف ہو قیاس سے اولیٰ ہے ؛

---

[1] زمانہ حال کے غیر مقلدین بھی یہی اعتراض کیا کرتے ہیں جس کا جواب باصواب خود امام صاحب نے اضافہ فرما دیا۔ کاش کچھ بھی علم وعقل سے کام لیتے تو مردود بات کو پھر پیش کرنے کی جرأت نہ کرتے اور سمجھتے کہ اگر مطلقاً قیاس کرنا کار ابلیس ہے تو امام صاحب پر اعتراض کرنا خود بھی تو قیاس ہے فافہم ۱۲ منہ ؛

الكعبة فقرأ نصف القرآن قائما على رجل ثم نصفه
الآخر قائما على الاخرى وقال يارب عرفتك حق
معرفتك وما عبدتك حق العبادة فهب لى نقصان
الخدمة لكمال المعرفة فنودى من زاوية البيت
عرفت فاحسنت وأخلصت الخدمة غفرنا
لك ولمن كان على مذهبك الى قيام الساعة ،
(تنبيه) لاينافى مانقل عنه ان صح من قوله
عرفتك حق معرفتك ماقاله غيره سبحانك ماعرفناك
حق معرفتك لان مراد الامام عرفتك حق معرفتك
اللائقة بى وانتهى اليه علمى ففيه تجوز ومراد غيره
أن حقيقة المعرفة اللائقة بالحق لايمكن أحدا أن يصل
اليها وهذا هو الحقيقة كيف وسيد المرسلين والاولين
والاخرين يقول لا احصى ثناء عليك أنت كما أثنيت
على نفسك وفى حديث الشفاعة العظمى فى فصل
القضاء انه صلى الله عليه وسلم يلهم عند سؤاله فيها
محامد لم يكن ألهمها قبل فهذه معارف متجددة
وهكذا الى مالانهاية له ووقوفه على رجل فى الصلاة
مكروه عند غيره لصحة الحديث فى النهى عنه
فنفرض انه يرى كراهته ويجاب عنه بانه انما فعل
ذلك مجاهدة لنفسه وليس ببعيد ان غرض
مجاهدة النفس فى مثل ذلك ممن لم يختل به
خشوعه مانع للكراهة وختمه القرآن فى ركعة لاينا
فى خبر أن من قرأه فى أقل من ثلاث لم يتفقه
لان محله فيمن لم تخرق له العادة فى الحفظ والسهولة
واتساع الزمن ومن ثمة جاء عن كثير من الصحابة
والتابعين انهم كانوا يختمونه فى ركعة بل ختمه بعضهم
اربع مرات فيما بين المغرب والعشاء وكل ذلك من

بارہویں فصل اُن صفات کے بیان میں جنکی وجہ سے آپ اپنے بعد والوں سے ممتاز ہیں

وہ بہت سی ہیں **اول** یہ ہے کہ آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ
تعالیٰ عنہم اجمعین کی ایک جماعت کو دیکھا اور متعدد طریقوں سے
بسند صحیح ثابت ہے کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ خوشخبری ہے اس کے لئے جس نے مجھے دیکھا اور
جس نے میرے دیکھنے والے کو دیکھا اور جس نے اُن کے
دیکھنے والے کو دیکھا۔ **دوم** آپ خیر القرون علی الاطلاق
قرن نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں پیدا ہوئے۔ جس کے بارے میں
متعدد طریقوں سے بسند صحیح ثابت ہے کہ حضرت سرور عالم
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم
ثم الذین یلونہم" اور مسلم شریف کی روایت میں ہے۔ بہترین
لوگ وہ ہیں جو اس زمانہ میں ہیں جس میں میں ہوں اُس کے بعد
دوسرے پھر تیسرے۔ **سوم**۔ آپ نے تابعین کے زمانہ
میں اجتہاد و فتویٰ دینا شروع کیا۔ بلکہ جب امام اعمش حج کو
جانے لگے باوجود جلالت شان آپ کے پاس کہلا بھیجا کہ میرے
لئے مناسک حج تحریر فرماویں اور یہ فرمایا کرتے مناسک امام ابوحنیفہ
سے حاصل کرو۔ میرے علم میں فرض و نفل کا اُن سے زیادہ جاننے
والا کوئی بھی نہیں ہے۔ غور کر کے دیکھئے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ
کے کمال علمی کی شہادت اعمش علیہ الرحمہ جیسے محدث دے رہے
ہیں۔ **چہارم** آپ کے اکابر شیوخ مثل عمرو بن دینار وغیرہ نے
آپ سے روایت کی کہ امام صاحب خلیفہ منصور کے پاس تشریف
لے گئے۔ عیسیٰ بن موسیٰ نے خلیفہ سے کہا اے امیر المومنین!
روئے زمین کے علماء سے آج یہ علم ہیں۔ خلیفہ نے پوچھا
آپ نے کن سے علم حاصل کیا فرمایا تلامذہ عمر و شاگردان علی
و مستفیدان ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے۔ اُس نے کہا واہ واہ

باب الکرامات فلا یعترض به ٭

الفصل الخامس عشر فی خوفه ومراقبته لربه سبحانه وتعالیٰ

قال أسد بن عمرو كان بكاء أبي حنيفة يسمع بالليل
حتى يرحمه جيرانه وقال وكيع كان والله عظيم الامانة
وكان الله تعالى في قلبه جليلا كبيرا وكان يؤثر
رضاربه تبارك وتعالى على كل شئ ولو أخذته السيوف
في الله تعالى لاحتمل رحمه الله ورضي عنه ربه رضا
الابرار فلقد كان منهم وقال يحيى بن القطان كنت
اذا نظرت اليه عرفت انه يتقي الله عز وجل وقام
ليلة بهذه الآية يرددها ويبكي ويتضرع (بل
الساعة موعدهم والساعة أدهى وأمر) وبلغ في ليلة
(ألهيكم التكاثر) فرددها حتى أصبح وقال يزيد
بن الليث وكان من الاخيار قرأ الامام (اذا زلزلت
الارض) وأبوحنيفة خلفه فلما فرغ نظرت اليه
فاذا هو جالس يتفكر ويتنفس فقمت لئلا يشتغل
قلبه وتركت القنديل وزيته قليل ثم جئت وقد
طلع الفجر وهو قائم وقد أخذ بلحية نفسه وهو
يقول يا من يجزي بمثقال ذرة خيرا خيرا ويا من
يجزي بمثقال ذرة شرا شرا أجر النعمان عبدك
من النار وما يقرب منها وأدخله في سعة رحمتك
قال فاتيت فاذا القنديل يزهو وهو قائم فلما
دخلت قال لي تريد أن تأخذ القنديل قلت قد
أذنت لصلاة الغداة قال اكتم ما رأيت وركع
ركعتي الفجر وجلس حتى أقيمت الصلاة وصلى معنا
الغداة على وضوء أول الليل وقال ابو الاحوص
لو قيل له انك تموت الى ثلاثة أيام ما كان فيه

آپ نے اپنے نفس کے لئے خوب کام کیا۔ پنجم۔ جس قدر
آپ کے شاگرد ہوئے آپ کے بعد کسی کے نہ ہوئے۔ ایک شخص
نے وکیع کے پاس جاکر کہا کہ امام ابوحنیفہ نے غلطی کی۔ وکیع نے
اس کو بہت زور سے ڈانٹا اور فرمایا جو کوئی ایسی بات کہتا ہے
وہ چوپایہ ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ گمراہ ہے۔ وہ کیسے خطا
کر سکتے ہیں جس کے پاس ابویوسف و محمد ایسے فقیہ اور فلاں
فلاں ایسے محدث فلاں فلاں ایسے لغوی ادیب فضیل و داؤد
طائی ایسے زاہد و پرہیزگار ہیں۔ جس کے شاگرد ایسے ایسے لوگ
ہوں وہ شخص خطا نہیں کر سکتا۔ اسلئے اگر بالفرض اُن سے کسی بات
میں غلطی ہوتی تو یہ لوگ حق کی طرف پلٹا دیتے۔ ششم۔ اُنہوں
نے سب سے پہلے علم فقہ مدون کیا اور ابواب و کتب پر ترتیب
دی جس طرح آجتک ہے۔ امام مالک نے اپنی موطا میں اُسی
کا اتباع کیا ہے۔ اُن کے قبل لوگ اپنی یاد پر بھروسہ کرتے تھے۔
سب سے پہلے کتاب الفرائض کتاب الشروط انہوں نے وضع کی
ھفتم۔ آپکا مذہب اُن ملکوں تک پہنچا جہاں اس مذہب کے
سوا کوئی دوسرا مذہب نہیں۔ جیسے ہند، سندھ، روم،
ماوراء النہر۔ ھشتم۔ آپ اپنے ہاتھ کی کمائی کا مال اپنی جان
کے علاوہ علماء وغیرہ پر صرف فرمایا کرتے تھے۔ اور کسی کا صلہ و
انعام قبول نہیں فرماتے تھے۔ اور آپکی کثرت عبادت اور زہد
اور بہت سے حج اور عمرہ وغیرہا کا کرنا جو تواتر سے ثابت ہیں
اُن سب فضل و کمال کے علاوہ ہے۔ نہم۔ آپ قید میں
مظلومانہ زندگی کے آخری دن پورے کئے اور مسموم ہو کر دنیا کو
خیرباد کہا۔ کما یاتی۔

تیرہویں فصل ائمہ نے آپکی جو تعریفیں کی ہیں اُن کے بیان میں

خطیب نے امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کی کہ کسی نے

فضل شئی يقدر أن يزيد على عمله الذی كان يعمل وذكر عند عيسٰی بن يونس قال فدعا له وقال كان أشد اجتهاده فی أن لا يعصی الله تعالیٰ وأن يعظم حرماته وقال لولا الحرج ما أفتيت أخوف ما أخاف ان يدخلنی النار ما أنا عليه من الفتویٰ وقال ما اجترأت على الله تعالیٰ منذ فقهت وسمع غلامه يسأل الجنة فبكی حتی اختلج صدغاه ومنكباه وأمر بغلق الدكان وقام معطی الرأس مسرعا ثم قال ما أجرأنا على الله يقول أحدنا نسأل الله الجنة وانما يسأل ذلك من رضی نفسه انا يريد مثلنا ان يسأل الله العفو وقرأ الامام يوما فی صلاة الصبح (ولا تحسبن الله غافلا عما يعمل الظالمون) فارتعد حتی عرف ذلك منه وكان اذا أشكلت عليه مسئلة قال لاصحابه ما هذا الا لذنب أحدثته فيستغفر الله وربما قام فتوضأ وصلى ركعتين ويستغفر فتفرج له المسئلة فيقول استبشرت لانی رجوت انه تيب علی حتی ادركت المسئلة فبلغ ذلك الفضيل فبكی بكاء شديدا ثم قال رحم الله ابا حنيفة انما كان ذلك لقلة ذنوبه وأما غيره فلا يتنبه لذلك لان ذنوبه قد استغرقته ووطئ رجل صبی لم يره فقال يا شيخ أما تخاف القصاص يوم القيامة فغشی عليه فلما أفاق قيل له ما أشد ما أخذ بقلبك قول هذا الغلام فقال أخاف انه لقن وروی هو وابن المعتمر يتساران ويبكيان فی المسجد فلما خرج قيل له ما بالكما أكثرتما البكاء فقال ذكرنا الزمان وغلبة أهل الباطل علی أهل الخير فكثر لذلك بكاؤنا وكان عند صلاته بالليل يسمع وقع

امام مالک علیہ الرحمہ سے پوچھا کہ آپ نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو دیکھا ہے فرمایا ہاں اُنکو میں نے ایسا پایا کہ اگر تم سے اس ستون کو سونے کا فرماتے تو اس کو دلیل سے ثابت فرما دیتے۔ دوسری روایت میں ہے کہ کسی نے امام مالک سے ایک جماعت کے متعلق سوال کیا آپ نے اس کو جواب دیا اور ان لوگوں کے متعلق اپنے خیالات ظاہر فرمائے۔ اس شخص نے کہا کہ امام ابو حنیفہ کو کیسا خیال کرتے ہیں۔ فرمایا سبحان اللہ اُن جیسا شخص میں نے کوئی نہ پایا بخدا اگر وہ ستون کو سونے کا کہتے تو عقلی دلیل سے اپنی بات کو صحیح فرما دیتے۔ ابن مبارک نے کہا امام ابو حنیفہ امام مالک کے پاس تشریف لے گئے تو اُنکی بہت قدر کی اور آپ کے تشریف لے آنے کے بعد فرمایا تم لوگ جانتے ہو یہ کون ہیں حاضرین نے کہا نہیں۔ فرمایا یہ ابو حنیفہ نعمان ہیں۔ اگر اس ستون کو سونے کا فرماتے تو اُن کے کہنے کے مطابق سونے کا ثابت ہوتا ان کی طبیعت کے موافق فقہ ہے۔ فقہ میں اُن پر کوئی مشقت نہیں اس کے بعد ثوری آئے تو امام ابو حنیفہ سے کم رتبہ پر اُن کو بٹھایا۔ جب واپس ہوئے تو اُن کے فقہ اور ورع کا تذکرہ کیا۔ اور امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو شخص چاہے کہ فقہ میں کمال حاصل کرے تو وہ ابو حنیفہ کا عیال بنے۔ امام ابو حنیفہ اُن لوگوں سے ہیں کہ فقہ اُن کے موافق کر دیا گیا ہے۔ یہ روایت حرملہ کی ہے امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اور ربیع نے امام شافعی سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا لوگ فقہ میں اولاد ابو حنیفہ ہیں۔ میں کسی کو ان سے زیادہ فقیہ نہیں جانتا ہوں۔ میں کسی شخص سے نہیں ملا جو اُن سے زیادہ فقیہ ہو۔ اُن سے یہ بھی روایت ہے کہ جس شخص نے آپ کی کتابوں کا مطالعہ نہیں کیا نہ وہ فقیہ ہوا۔ نہ اُسے علم میں تبحر حاصل ہوا۔ ابن عیینہ نے کہا کہ میری آنکھوں نے اُن جیسا نہیں دیکھا۔ اُن سے یہ بھی مروی ہے کہ جو شخص علم مغازی چاہے تو مدینہ جائے۔ مناسک کے لئے مکہ جائے۔ فقہ کا قصد

دموعه على الحصير كانه المطر وكان اثر البكاء
يرى فى عينيه وخديه فرحمه الله ورضى عنه ۞

الفصل السادس عشر فى حفظ لسانه عما لا يعنيه وعن السوء ما أمكنه

قال له بعض مناظريه يا مبتدع يا زنديق
فقال غفر الله لك الله يعلم منى خلاف ما قلت وانى
ما عدلت به أحدا منذ عرفته ولا أرجو ا
لا عفوه ولا أخاف الا عقابه ثم بكى عند ذكر العقاب
وسقط سريعا ثم أفاق فقال له الرجل اجعلنى فى
حل فقال كل من قال فى شيئا من أهل الجهل
فهو فى حل وكل من قال فى شيئا مما ليس فىّ
من اهل العلم فهو فى حرج فان غيبة العلماء
تبقى شيئا بعدهم وقال الفضيل بن دكين كان
هيوبا لا يتكلم الا جوابا ولا يخوض فيما لا يعنيه
ولا يستمع اليه وقيل له اتق الله فانتفض وطأطأ
رأسه ثم قال يا اخى جزاك الله خيرا ما أحوج
الناس كل وقت الى من يذكرهم الله تعالى وقت
اعجابهم بما يظهر على ألسنتهم من العلم حتى
يريدوا الله تعالى باعمالهم وأنا أعلم أن الله
عزوجل يسألنى عن الجواب ولقد حرصت على
طلب السلامة وكان اذا دخل عليه داخل
وقال كان كيت وكيت وأكثر قال له دع ما انت
فيه ما تقول فى كذا وكذا فيقطع عليه كلامه ويقول
اياكم ونقل ما لا يحبه الناس من حديث الناس
عفا الله عمن قال فينا مكروها ورحم الله من قال
فينا جميلا تفقهوا فى دين الله وذروا الناس من
حديث الناس وما قد اختاروا لانفسهم فيحوجهم

ہو تو کوفہ جائے اور تلامذۂ ابو حنیفہ کی صحبت میں رہے۔
ابن مبارک علیہ الرحمۃ نے کہا کہ آپ افقہ الناس تھے۔ میں نے
کسی کو امام ابو حنیفہ سے زیادہ فقیہہ نہ پایا وہ ایک نشانی تھے
کسی نے کہا خیر میں یا شر میں۔ کہا چپ رہ اے شخص شر میں غایت
اور خیر میں آیت بولا جاتا ہے۔ نیز فرماتے ہیں کہ اگر رائے کی ضرورت
ہو تو امام مالک سفیان ابو حنیفہ کی رائیں ہیں اور یہ سب فقیہہ
سب میں اچھے تیز باریک بیں فقہ میں سب سے زیادہ غوطہ زن
ہیں۔ اُنہیں سے روایت ہے کہ ایک دن لوگوں کو حدیث لکھوا
رہے تھے کہ فرمایا حدثنی النعمان بن ثابت۔ کسی نے کہا کون نعمان
فرمایا ابو حنیفہ علم کے مغز ہیں تو بعض لوگ لکھنے سے رُک گئے
تھوڑی دیر ابن مبارک خاموش رہے۔ پھر فرمایا اے لوگو تم ائمہ
کے ساتھ کس قدر بے ادب اور ان سے کس قدر جاہل ہو۔ تم کو
علم و علماء سے واقفیت نہیں۔ کوئی شخص امام ابو حنیفہ سے
بڑھ کر قابل اتباع نہیں۔ وہ امام متقی پرہیزگار عالم فقیہہ تھے
علم کو ایسا کھولتے تھے کہ کسی نے اپنے فہم و ذکاء سے ایسا واضح
بیان نہ کیا۔ پھر قسم کھائی کہ ایک مہینہ تک اُن لوگوں سے حدیث
بیان نہ کریں گے۔ کسی شخص نے سفیان ثوری سے کہا کہ میں امام
ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے آرہا ہوں۔ فرمایا قسم ہے کہ تم
روئے زمین میں سب سے زیادہ فقیہہ کے پاس سے آرہے ہو
پھر فرمایا کہ جو شخص امام ابو حنیفہ کا خلاف کرے اس کو چاہیئے کہ
امام صاحب سے بلند مرتبہ بالا قدر ہو اور ایسا ہونا دشوار ہے۔
جب یہ دونوں حج کو گئے تو امام ابو حنیفہ کو آگے رکھتے اور خود برابر
پیچھے چلتے تھے اور جب کوئی شخص دونوں سے کچھ پوچھتا تو یہ
جواب نہ دیتے بلکہ امام صاحب ہی جواب دیتے۔ سفیان ثوری
کے سرہانے میں کتاب الرہن امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی رکھی
ہوئی تھی۔ کسی نے کہا کیا آپ ان کی کتاب دیکھتے ہیں۔ فرمایا میرے
دل میں ہے کہ کاش میرے پاس اُن کی سب کتابیں ہوتیں جنہیں

الله تعالى الكيم وقيل له أيهما أفضل علقمة أو الأسود
قال والله ما قدري أن أذكرهما إلا بالدعاء
والاستغفار إجلالا لهما فكيف أفضل بينهما
وقال ابن المبارك للثوري ما أبعد أبا حنيفة من
الغيبة ما سمعته يغتاب عدوا له قط قال والله هو
أعقل من ان يسلط على حسناته ما يذهب بها
وقال شريك كان طويل الصمت كثير العقل
والفقه قليل المجادلة للناس قليل المحادثة لهم
وقال ضميرة لم يختلف الناس ان أبا حنيفة كان
مستقيم اللسان لم يذكر أحدا بسوء وقيل له
الناس يتكلمون فيك ولا تتكلم في أحد قال
هو فضل الله يؤتيه من يشاء وقال بكير بن
معروف ما رأيت رجلا احسن سيرة في امة
محمد صلى الله عليه وسلم من ابي حنيفة ؛؛

(الفصل السابع عشر في كرمه)

قال غير واحد انه كان اكرم الناس مجالسة
وأكثرهم اكراما ومواساة لاصحابه ولمن جلس
اليه ومن ثمة كان يزوج من احتاج وينفق عليه
ويرسل الى كل منهم قدر منزله ورأى على
بعض جلسائه ثيابا رثة فامره أن يجلس حتى
يتفرق الناس ثم قال له خذ ما تحت المصلى
فتجمل به فاذا هو ألف درهم وقال أبو
يوسف كان لا يكاد يسئل حاجة الا قضاها
ولما ختم حماد ولده سورة الفاتحة أعطى المعلم
خمسمائة درهم وفي رواية الف درهم فقال
ما صنعت حتى أرسل الى هذا فاحضره
واعتذر اليه وقال لا تستحقر ما علمت ولدي

میں دیکھا کرتا تو علم کی شرح میں کوئی بات رہ نہ جاتی لیکن تم انصاف
نہیں کرتے۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مجھ سے
زیادہ امام صاحب کے متبع سفیان ثوری ہیں۔ سفیان ثوری نے
ایک دن ابن مبارک سے امام صاحب کی تعریف بیان کی۔ فرمایا
کہ وہ ایسے علم پر سوار ہوتے ہیں کہ جو برچھی کی انی سے زیادہ
تیز ہے۔ خدا کی قسم وہ غایت درجہ کے لینے والے محارم سے
بہت رکنے والے۔ اپنے شہر والوں کا بہت اتباع کرنے
والے ہیں۔ سوائے صحیح حدیث کے دوسرے قسم کی حدیث
لینا حلال نہیں جانتے۔ حدیث کی ناسخ و منسوخ کو خوب پہچانتے
تھے۔ احادیث ثقات کو طلب کرتے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کے فعل کو لیتے۔ اتباع حق میں جس امر پر علمائے کوفہ
کو متفق فرماتے اسی کو قبول فرماتے۔ اور دین بناتے تھے۔
ایک قوم نے آپ کی تشنیع کی تو اس سے ہم سکوت کرتے ہیں۔
ساتھ اس چیز کے کہ اللہ تعالےٰ سے اس کی مغفرت چاہتے ہیں
امام اوزاعی نے ابن مبارک سے پوچھا یہ کون مبتدع ہے جو کوفہ
میں ظاہر ہوا ہے جس کی کنیت ابو حنیفہ ہے تو ابن مبارک نے
امام صاحب کے مشکل مسئلوں سے چند مسئلے دکھائے۔
امام اوزاعی نے اُن مسئلوں کو نعمان بن ثابت کی طرف منسوب
دیکھا بولے یہ کون شخص ہیں۔ کہا ایک شیخ ہیں جن سے میں
عراق میں ملا ہوں بولے یہ بہت نیز طبع مشائخ ہیں۔ جاؤ
اور اُن سے بہت سا لکھ لو۔ انہوں نے کہا یہی ابو حنیفہ
ہیں جن سے آپ نے منع فرمایا تھا۔ پھر جب امام اوزاعی مکہ
معظمہ میں امام صاحب سے ملے تو اُنہیں مسئلوں میں گفتگو کی
تو جس قدر ابن مبارک نے امام صاحب سے لکھا تھا اُس سے
بہت زیادہ واضح کرکے بیان فرمایا۔ جب دونوں جدا ہوئے
تو امام اوزاعی نے ابن مبارک سے فرمایا کہ میں امام صاحب
کے کثرت علم و کمال عقل پر غبطہ کرتا ہوں اور میں استغفار کرتا ہوں

والله لو كان معنا أكثر من ذلك لدفعناه اليك تعظيما
للقرآن وكان يجمع ربح تجارته التي يرسلها الى
بغداد من السنة الى السنة فيشتري بها للشيوخ
المحدثين حوائجهم من نحو قوت وكسوة ثم يدفع
الباقي اليهم فيقول أنفقوا في حوائجكم ولا تحمدوا
الا الله تعالى فاني ما أعطيتكم من مالي شيئا ولكن من
فضل الله يجريه على يدي وقال وكيع قال لي
ابوحنيفة ما ملكت اكثر من اربعة آلاف درهم
منذ أربعين سنة الا اخرجته اي الاكثر وانما أمسك
الاربعة لقول علي كرم الله وجهه أربعة آلاف ودونه
نفقة ولولا أن أخاف أن أحتاج الى هؤلاء ما أمسكت
منها درهما واحدا وقال سفيان بن عيينة كان
ابوحنيفة كثير الصدقة وكان كل ما يستفيده لا يدع
منه شيئا الا أخرجه ولقد وجه الى هدايا استوحشت
من كثرتها فشكوت ذلك لبعض أصحابه فقال لو
رأيت هدايا بعث بها الى سعيد بن أبي عروبة وما
كان يدع أحدا من المحدثين الا برّه برّا واسعا وقال
مسعر كان لا يشتري لنفسه وعياله كسوة أو فاكهة
أو غيرهما الا اشترى قبل ذلك لشيوخ العلماء مثل
ذلك وقال أبو يوسف كان يغتم لمن يشكره على شئ
أعطاه اياه ويقول اشكر الله تعالى فانما هو رزق
ساقه الله اليك وكان يعولني وعيالي عشرين سنة
واذ قلت له ما رأيت أجود منك يقول كيف لو رأيت
حمادا وما رأيت أجمع للخصال المحمودة منه وكانوا
يقولون أبوحنيفة زينة الله بالعلم والعمل والسخاء
والبذل وأخلاق القرآن التي كانت فيه وقال شقيق
كنت معه في طريق فرآه رجل فاختبأ منه وأخذ في

اللہ تعالیٰ سے۔ میں کھلی غلطی پر تھا۔ میں اُن کو الزام دیتا تھا۔
حالانکہ وہ بالکل اس کے برخلاف ہیں۔ ابن جریج سے کسی نے
آپ کے علم شدتِ ورع دین اور علم کی حفاظت کا تذکرہ کیا
فرمایا کہ یہ شخص علم میں بڑے رتبہ کا ہوگا۔ اُن کے سامنے
امام صاحب کا ایک دن ذکر ہوا۔ فرمایا چُپ رہو۔ وہ ضرور
بڑے فقیہ ہیں، وہ ضرور بڑے فقیہ ہیں، وہ ضرور بڑے فقیہ
ہیں۔ امام احمد بن کہتے ہیں کہ امام صاحب اہل ورع و زہد
و ایثار آخرت میں ایسے رتبہ کے ہیں جن کو کوئی نہیں پہنچ سکتا۔
منصور نے قاضی بنانا چاہا جس سے آپ نے انکار کیا فرمایا
اس پر اُس نے کوڑوں سے مارا۔ جب بھی آپ نے قبول نہ کیا
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ یزید بن ہارون سے کسی نے آپکی کتابوں کے
دیکھنے کے بارے میں سوال کیا۔ فرمایا اُن کی کتابوں کا مطالعہ
کیا کرو۔ میں نے کوئی فقیہ ایسا نہیں دیکھا جو اُن کی کتاب
دیکھنا ناپسند خیال کرتا ہو۔ سفیان ثوری نے آپکی کتاب الرہن
حاصل کرنے میں بہت تدبیر کی یہانتک کہ نقل کرلیا۔ کسی نے
اُن سے کہا کیا امام مالک کی رائے آپ کو امام ابوحنیفہ
رحمۃ اللہ علیہ کی رائے سے زیادہ پسند ہے۔ فرمایا کہ موطا امام
مالک کو لکھ لو کہ وہ رجال کی تنقید کرتے ہیں۔ اور فقہ یہ امام
ابوحنیفہ اور اُن کے شاگردوں کا حق ہے۔ گویا وہ لوگ
اسی کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ خطیب نے بعض ائمہ
زہد سے نقل کیا کہ اُنہوں نے فرمایا کہ تمام مسلمانوں پر واجب
ہے کہ امام ابوحنیفہ کے لئے نمازوں میں دعا کریں۔ اس لئے
کہ اُنہوں نے حدیث و فقہ کو محفوظ رکھا۔ لوگ اپنے حسد و
جہالت سے اُن کے حق میں کیا کچھ نہیں بکتے۔ مگر وہ میرے
نزدیک بہت اچھے ہیں۔ جس شخص کو منظور ہو کہ گمراہی
اور جہالت کی ذلت سے نکلے اور فقہ کی حلاوت پاوے
تو اس کو چاہیئے کہ امام ابوحنیفہ کی کتابوں کو دیکھے۔ مکی بن

طريق آخر فصاح به فجاء اليه فقال له لم عدلت عن طريقك قال لك على عشرة آلاف درهم وقد طال على الوقت وأعسرت فاستحييت منك فقال سبحان الله بلغ بك الامر كل هذا وهبته منك كله وأشهدت على نفسي فلا تتوار واجعلني في حل مما دخل في قلبك مني قال شقيق فعلمت انه زاهد على الحقيقة وقال الفضيل كان أبو حنيفة معروفا بكثرة الافضال وقلة الكلام واكرام العلم وأهله وقال شريك كان يغني من يعلمه وينفق عليه وعلى عياله فاذا تعلم قال له لقد وصلت الى الغنى الاكبر بمعرفة الحلال والحرام وحبس ابراهيم بن عيينة على أكثر من اربعة آلاف درهم فأراد بعض اخوانه أن يجمع له من الناس فلما صار لابي حنيفة أمره برد ما أخذه من الناس وقضى عنه جميع دينه وأهدى اليه شخص شيئا فكافأه باضعافه فقال له لو علمت انك تفعل ذلك ما أهديت لك قال لا تقل هذا فان الفضل للسابق ألم تسمع الى ما حدثني به الهيثم عن أبي صالح يبلغ به النبي صلى الله عليه وسلم انه قال من صنع اليكم معروفا فكافئوه فان لم تجدوا ما تكافئونه به فاثنوا عليه فقال له هذا الحديث أحب الي من جميع ما أملك ؛

(الفصل الثامن عشر في زهده وورعه)

قال ابن المبارك قدمت الكوفة فسألت عن أزهد أهلها فقالوا أبو حنيفة وأراد شراء جارية فمكث عشر سنين وفي رواية عشرين سنة يحتار ويشاور من أي سبي سالم عن الشبهة ليشتري ما رأيت أحدا أورع منه - أتقدرون أن تقولوا

ابراہیم کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ اعلم اہلِ زمانہ تھے۔ یحییٰ بن سعید قطان کہتے ہیں کہ میں نے کسی کی رائے امام ابو حنیفہ کی رائے سے بہتر نہ پائی۔ اسلئے فتووں میں اُنہیں کا قول لیتے تھے۔ نضر بن شمیل کہتے ہیں کہ لوگ فقہ سے بے خبر اور سوئے تھے۔ امام ابو حنیفہ نے فقہ کا بیان واضح اور خلاصہ کرنے سے اُن کو جگایا۔ مسعر بن کدام کہتے ہیں کہ جو شخص امام ابو حنیفہ کو اپنے اور خدا کے درمیان میں واسطہ بنائے میں امید کرتا ہوں کہ اُسے کچھ خوف نہیں اور اس نے احتیاط میں کمی نہ کی۔ کسی نے کہا آپ نے اور لوگوں کی رائے چھوڑ کر کیوں امام ابو حنیفہ کی رائے اختیار کی۔ فرمایا اس کے صحیح ہونے کے سبب سے۔ اس سے صحیح اور بہتر بات لاؤ میں اس سے پھر جاتا ہوں۔ ابن مبارک کہتے ہیں کہ میں نے مسعر بن کدام کو حلقۂ مستفیدان امام ابو حنیفہ میں دیکھا کہ آپ سے سوال کرتے اور استفادہ فرماتے ہیں اور فرمایا کہ میں نے کسی کو امام ابو حنیفہ سے بڑھ کر فقیہ نہ پایا۔ عیسیٰ بن یونس نے کہا جو شخص امام ابو حنیفہ کی شان میں بے ادبی کرتا ہو ہرگز اس کی تصدیق نہ کرنا۔ خدا کی قسم میں نے کسی کو اُن سے افضل وافقہ نہ پایا۔ معمر نے کہا میں نے کسی شخص کو ایسا نہ پایا جو فقہ میں اچھی طرح کلام کرے اور ایک مسئلہ کو دوسرے پر قیاس کر سکے۔ اچھی طرح امام ابو حنیفہ سے حدیث کی شرح کرے۔ دین میں کوئی بات شک کے ساتھ داخل کرنے سے ڈرنے والا امام ابو حنیفہ سے زیادہ کسی کو نہ پایا۔ فضیل نے کہا امام ابو حنیفہ فقیہ معروف بالفقہ، مشہور بالورع، واسع المال اپنے پاس رہنے والوں پر احسان کرتے میں مشہور تھے۔ دن رات علم پڑھانے پر بڑے صبر کرنے والے تھے۔ کم سخن تھے۔ حلال اور حرام کے کسی مسئلہ کو نہیں پھیرتے تھے مگر حق پر حکومت کرنے سے متنفر تھے۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ

فی رجل عرضت علیه الاموال العظیمة فنبذها وضرب بالسیاط فصبر علی السراء والضراء ولم یدخل فیما کان غیره یطلبه ویتمناه وقال مکی بن ابراهیم جالست الکوفیین فلم أر فیهم أورع منه وقال الحسن بن صالح کان شدید الورع هائبا للحرام تارکا للکثیر من الحلال مخافة الشبهة ما رأیت فقیها أشد منه صیانة لنفسه ولعلمه وکان جهاده کله الی قبره وقال النضر بن محمد ما رأیت أشد ورعا منه وقال یزید بن هرون کتبت عن ألف شیخ حملت عنهم العلم فما رأیت فیهم اشد ورعا ولا أحفظ لسانا منه وقال الحسن ابن زیاد والله ما قبل لاحد منهم ای الامراء وبخوهم جائزة ولا هدیة وأرسل لشریکه متاعا فیه ثوب معیب یبیعه ویبین ما فیه من العیب فباعه ولم یبین نسیانا وجهل المشتری فلما علم ابو حنیفة تصدق بثمن المتاع کله وکان ثلاثین ألف درهم وفاصل شریکه وذکر وکیع انه کان جعل علی نفسه ان حلف بالله صادقا فی عرض کلام تصدق بدرهم فحلف فتصدق به ثم جعل علی نفسه ان حلف تصدق بدینار فکان اذا حلف تصدق بدینار وقال حفص صحبته ثلاثین سنة فلم أره أعلن خلاف ما أسر وکان اذا وخلت علیه شبهة فی شئ أخرج من قبله ذلک ولو بجمیع ماله وقال سهل بن مزاحم کنا ندخل علیه فلا نری فی بیته الا البواری وقیل له تعرض علیک الدنیا ولک عیال فقال الله تعالیٰ للعیال وانما قوتی اذا فی الشهر درهمان

تعالیٰ فرماتے ہیں امام صاحب کے لئے اپنے والدین سے قبل دعا کرتا ہوں اور میں نے امام صاحب کو فرماتے سُنا کہ میں حضرت حماد کے لئے اپنے والدین کے ساتھ ساتھ دعا کرتا ہوں۔ امام ابو حنیفہ کو اللہ تعالیٰ نے فقہ، سخا، اخلاق قرآن کی وجہ سے زینت دی۔ امام صاحب اگلے علماء کے قائم مقام تھے اور روئے زمین پر اپنا نظیر و مثیل نہ چھوڑا امام اعمش سے ایک سوال ہوا فرمایا اس کا جواب اچھی طرح امام ابو حنیفہ دے سکتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے علم میں برکت دی ہے۔ یحییٰ بن آدم نے کہا کہ جو لوگ خلاف شان امام اعظم بولتے ہیں۔ اُن کے حق میں آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں۔ فرمایا امام صاحب جو مسئلے بیان فرماتے ہیں اُن میں سے بعضے وہ سمجھتے ہیں اور بعضے انکی عقل سے وراء ہیں اس لئے اُن سے حسد کرتے ہیں۔ وکیع نے کہا میں نے کسی کو امام صاحب سے بڑھ کر فقیہ اور اچھی طرح نماز پڑھتے ہوئے نہ دیکھا۔ علامہ حافظ یحییٰ بن معین نے فرمایا کہ چار شخص فقیہ ہیں۔ امام ابو حنیفہ، سفیان، مالک اوزاعی میرے نزدیک قرات حمزہ کی قرأت ہے۔ اور فقہ امام ابو حنیفہ کی فقہ ہے اور لوگوں کا بھی یہی خیال ہے۔ کسی نے آپ سے پوچھا کہ سفیان نے اُن سے حدیث روایت کی فرمایا ہاں وہ ثقہ تھے۔ فقہ اور حدیث میں صدوق تھے۔ اللہ تعالیٰ کے دین پر مامون تھے۔ ابن مبارک نے کہا کہ میں نے حسن بن عمارہ کو امام صاحب کی رکاب پکڑے یہ کہتے دیکھا۔ بخدا میں نے کسی کو فقہ میں کلام کرتے ہوئے آپ سے زیادہ صابر و صاحب بلاغت اور حاضر جواب نہ پایا۔ بے شبہ اپنے وقت میں فقہ میں کلام کرنے والوں کے آپ سردار ہیں۔ جو لوگ آپکے خلاف شان بولتے ہیں وہ صرف حسد سے کہتے ہیں۔ شعبہ کہتے ہیں کہ بخدا امام ابو حنیفہ حسن الفہم جید الحفظ تھے۔ یہانتک

فاجمع لمن يسألني الله تعالى عن الجمع لهم ان
أطاعوه وان عصوه فان رزق الله غاد ورائح
على الفريقين ثم قرأ وفي السماء رزقكم وماتوعدون
وحج بعض أصحابه وخلف عنده جاريته فغاب
اربعة اشهر فلما قدم قال له كيف وجدتها
قال من قرأ القرآن وحفظ على الناس دينهم يحتاج
أن يصون نفسه عن الفتنة والله مارأيتها منذ
خرجت الى أن رجعت فسألها عن اخلاقه فقالت
مارأيت ولاسمعت مثله مارأيته اغتسل في
ليل ولانهار من جنابة ومارأيته أفطر بالنهار قط
وكان يأكل آخر الليل ثم يرقد رقدة خفيفة
ثم يخرج للصلاة وجاءته امرأة بثوب
خز تبيعه لها بمائة فقال هو خير من مائة
بكم تقولين فزادت مائة مائة حتى قالت أربعمائة
قال هو خير من ذلك قالت تهزأ بي قال هاتي رجلا
فجاءت برجل فاشتراه بخمسمائة درهم
وقال لولا الخوف من الله تعالى أن يضيع العلم
ماأفتيت أحدا يكون لهم المهنا وعلى الوزر
ولما حبس ببغداد في محنته الآتية ارسل
لولده حماد يقول يا بني ان قوتي في الشهر درهمان
فمرة للسويق ومرة للخبز وقد حبست فعجله
لي واختلطت غنم الكوفة بغنم مغصوبة
فسأل كم تعيش الغنم قالوا سبع سنين فترك
أكل لحم الغنم سبع سنين ورأى تلك الايام
بعض الجند أكل لحما ورمى فضلته في نهر الكوفة
فسأل عن عمر السمك فقيل له كذا وكذا
فامتنع من أكل السمك تلك المدة وقال

کہ آپ پر لوگوں نے اُس بات کی تشنیع کی جس کے آپ زیادہ
جاننے والے تھے - لوگوں سے خدا کی قسم جلد پائیں گے اللہ
کے نزدیک اور امام شعبہ کثرت سے دعائے رحم کیا کرتے
تھے امام صاحب کے حق میں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما - کسی نے
یحییٰ بن معین سے امام صاحب کے متعلق دریافت کیا فرمایا
وہ ثقہ ہیں - کسی نے ان کو ضعیف نہ کہا - یہ امام شعبہ ہیں
جو اُن کے بارے میں لکھتے ہیں کہ حدیث بیان کریں اور حکم
کریں اُن کو ابوایوب سختیانی نے اُن کی تعریف کی کہ وہ صالح
ہیں فقیہ ہیں - کسی نے ابن عون کے نزدیک امام صاحب کی
یہ بُرائی بیان کی کہ وہ ایک بات کہتے پھر دوسرے دن اُس
سے رجوع کر لیتے ہیں - فرمایا اگر وہ پرہیزگار نہ ہوتے تو
اپنی غلطی کی مدد کرتے اور اس کی حمایت فرماتے اور اس پر سے
اعتراض دفع فرماتے - حماد بن یزید کہتے ہیں کہ ہم لوگ عمرو
بن دینار کے پاس جاتے تو جب امام ابوحنیفہ تشریف لاتے
تو وہ اُن کی طرف متوجہ ہو جاتے اور ہم لوگوں کو چھوڑ دیتے
کہ امام ابوحنیفہ سے دریافت کریں تو ہم اُن سے پوچھتے -
امام صاحب ہم سے حدیث بیان فرماتے - حافظ عبدالعزیز
ابن ابی رواد فرماتے ہیں جو شخص امام ابوحنیفہ کو دوست رکھے
وہ سُنی ہے اور جو اُن سے عداوت رکھے وہ بدمذہب ہے
دوسری روایت میں ہے ہمارے اور لوگوں کے درمیان امام
صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرق کرنے والے ہیں - جو شخص اُن سے
محبت اور دوستی رکھے تو ہم اس کو سُنی جانتے اور جو اُن سے
عداوت رکھے وہ بدمذہب ہے - دوسری روایت میں ہے
ہمارے اور لوگوں کے درمیان امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرق
کرنے والے ہیں - جو شخص اُن سے محبت اور دوستی رکھے تو
ہم اس کو سُنی جانتے ہیں اور جو اُن سے عداوت رکھے ہم یقین
کرتے ہیں کہ وہ بدمذہب ہے - خارجہ بن مصعب فرماتے ہیں

بعض ائمة أصحابنا الشافعية الاستاذ أبو القاسم
القشيری فی باب التقوی فی رسالته التی هی
اعظم کتب السادة الصوفیة قدس الله أرواحهم
کان أبو حنیفة لا یجلس فی ظل شجرة غریمه
و یقول کل قرض جر منفعة فهو ربا ویوافقه
قول یزید بن هرون ما رأیت اورع منه رأیته
جالسا یوما فی الشمس عند باب انسان فقلت
له یا اباحنیفة لو تحولت الی الظل فقال لی
علی صاحب هذه الدار دراهم ولا أحب ان
اجلس فی ظل فناء داره قال یزید فای ورع أکثر
من هذا وفی روایة أنه سئل لما امتنع من
الظل فقال لی علی صاحب هذه الدار شئ فکرهت
ان استظل بظل حائطه فیکون ذلك جر منفعة
وما أری ذلك علی الناس واجبا ولکن العالم یحتاج
أن یأخذ لنفسه من علمه باکثر مما یدعو الخلق
الیه والآثار فی ورعه کثیرة ٭

(الفصل التاسع عشر فی امانته)

قال رجل بالشام للحکم بن هشام الثقفی
اخبرنی عن ابی حنیفة قال کان اعظم الناس
امانة واراده السلطان أن یتولی مفاتیح خزائنه
أو یضرب ظهره فاختار عذابه علی عذاب الله
تعالیٰ فقال ما رأیت أحدا یصفه بمثل ما وصفته
به قال هو والله کما قلت وقال وکیع کان
ابو حنیفة عظیم الامانة وقال ابو نعیم والفضیل
بن دکین کان أبو حنیفة حسن الدیانة عظیم
الامانة ٭

فقہا میں امام ابوحنیفہ چکّی کے قلب کے مانند ہیں یا مثل اُس
نقاد کے ہیں جو سونا پرکھتا ہو - حافظ محمد بن میمون فرماتے ہیں
امام صاحب کے زمانہ میں اُن سے بڑھ کر نہ کوئی عالم تھا
نہ کوئی پرہیزگار نہ زاہد نہ عارف نہ فقیہہ واللہ مجھے لاکھ اشرفیاں
اُس قدر نہیں بھاتیں جس قدر میں اُن سے حدیث سُن کر خوش
ہوتا ہوں - ابراہیم بن معاویہ ضریر فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ
کی محبت تتمۂ دین وسنّت ہے - وہ عدل کی تعریف کرتے تھے -
اور موافق عدل بات فرماتے تھے - اُنہوں نے لوگوں کے لئے
علم کا راستہ کھول دیا اور اس کی مشکلات کو حل کر دیا - اسد بن حکیم
کہتے ہیں سوائے جاہل کے کوئی شخص امام ابوحنیفہ کی بدگوئی نہیں
کرتا - ابوسلیمان نے کہا کہ امام ابوحنیفہ عجب العجاب تھے - اُن
کے کلام سے وہی شخص نفرت کرے گا جو شخص اس کے سمجھنے
کی قدرت نہیں رکھتا - ابوعاصم فرماتے ہیں بخدا وہ میرے
نزدیک ابن جریج سے فقیہہ تر ہیں - میری آنکھوں نے فقہ پر
امام صاحب سے زیادہ حلاوت رکھنے والا کسی شخص کو نہ دیکھا
داؤد طائی کے نزدیک امام صاحب کا تذکرہ ہوا - فرمایا
آپ ایک ستارہ ہیں جس سے شب کو راہ چلنے والا ہدایت
پاتا ہے اور علم ہیں جسے مسلمانوں کے دل قبول کرتے ہیں -
قاضی شریک فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ اکثر خاموش رہتے - اکثر
سوچا کرتے - فقہ میں آپ کی نگاہ بہت باریک تھی - مسائل
نفیسہ استخراج فرماتے - علم و بحث میں بھی پاکیزہ تھے - اگر
طالب علم فقیر ہوتا تو اس کو مالدار کر دیتے - جو شخص آپ سے
سیکھنا فرماتے تو غنائے اکبر کی طرف پہنچا - اسلئے کہ حلال و
حرام کو جان لیا - خلف ابن ایوب کہتے ہیں کہ علوم اللہ تعالیٰ
سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پہنچے - اُن سے صحابہ کو
اُن سے تابعین کو بعد ازاں ابوحنیفہ اور اُن کے شاگردوں کو
اب جو چاہے خوش ہو اور جسے ناپسند ہو وہ ناخوش ہو - بعض

(الفصل العشرون فی وفور عقله)

روی الخطیب عن ابن المبارك ما رأیت رجلا اعقل منه وعن هرون الرشید انه ذکر عنده یوما فترحم علیه وقال کان ینظر بعین عقله مالا یراه غیره بعین رأسه وعن علی بن عاصم قال لو وزن عقل أبی حنیفة بعقل نصف أهل الارض لرجح بهم وعن محمد بن عبد الله الانصاری کان یتبین عقله فی منطقه وفعله ومشیه ومدخله ومخرجه وعن خارجة لقیت ألفا من العلماء فوجدت العاقل منهم ثلاثة أو اربعة فذکره فی الثلاثة أو الاربعة وعن یزید بن هرون ادرکت الناس فما رأیت احدا اعقل ولا افضل ولا اورع من ابی حنیفة وقال ابو یوسف ما رأیت أحدا أکمل عقلا ولا اتم مروءة من ابی حنیفة وقال یحیی بن معین کان أبو حنیفة أعقل من أن یکذب ما سمعت احدا یصفه ویذکره بمثل ما کان ابن المبارك یصفه ویذکره به من الخیر وذکر حماد ابنه عنه انه احتبی بثوبه فی المسجد فسقط فی حجره من السقف حیة عظیمة فلا والله ما تخلخل ولا تحول من مکانه ولا تغیر ثم قال لن یصیبنا الا ما کتب الله لنا واخذها بیده الیسری فرماها بها عنه وقال الشافعی رحمه الله ما قامت النساء عن رجل اعقل من ابی حنیفة وقال بکر بن جیش لو جمع عقله وعقل اهل زمنه لرجح عقله علی عقولهم ٭

(الفصل الحادی والعشرون فی فراسته)

منها أنه قال لجماعة من أصحابه أمورا استنقع لهم فکان کما قال منهم زفر ومنهم داود الطائی

ائمہ سے سوال ہوا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ آپ خاص کر امام ابو حنیفہ ہی کی تعریف کرتے ہیں اور کسی کی نہیں۔ فرمایا اسلئے کہ اوروں کا رتبہ اُن جیسا نہیں۔ جس قدر اُن کے علم سے لوگوں کو نفع پہنچا کسی کے علم سے نہ ہوا۔ اس لئے میں اُنہیں کا ذکر کرتا ہوں تاکہ لوگ اُن سے محبت کریں اور اُن کے لئے دعا کریں۔ یہ چند اقوال علماء کے مذکور ہوئے اس کے علاوہ اور جس قدر تعریفیں اور ائمہ سے منقول ہوئی ہیں وہ بہت ہیں اور اس قدر بھی منصف حق پرست کے لئے کافی ہے۔ اسی لئے حافظ ابو عمر یوسف ابن عبد البر نے مخالفین کا کلام نقل کر کے فرمایا کہ امام صاحب کے طاعنین کی طرف فقہائے کرام اصلا خیال نہیں فرماتے اور نہ اُنکی کسی توہین کی بات میں تصدیق کرتے ہیں ٭

چودہویں فصل عبادت میں آپکی کوشش کے بیان میں

علامہ ذہبی نے فرمایا کہ رات کو نماز تہجد کے لئے کھڑا ہونا اور عبادت کرنا آپ سے بتواتر ثابت ہے۔ اسی وجہ سے لوگوں نے آپ کا نام وتد رکھا ہے۔ بلکہ تیس سال تک رات بھر عبادت کرتے اور ایک ایک رکعت میں ایک ختم قرآن شریف کرتے۔ آپ نے چالیس برس تک عشا کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی تو رات بھر آپ قرآن شریف پڑھا کرتے۔ آپ رات کو خوف الٰہی سے اس قدر روتے کہ آپ کے ہمسائے آپ پر رحم کرتے اور جس جگہ آپ نے وفات فرمائی سات ہزار مرتبہ قرآن شریف ختم فرمایا تھا۔ عبد اللہ بن مبارک کے سامنے کسی نے آپکی غیبت کی۔ فرمایا تجھ پر افسوس ہے کہ تو ایسے شخص کی غیبت کرتا ہے جس نے پینتالیس سال تک ایک وضو سے پانچوں وقت کی نماز پڑھی۔ اور ایک رکعت میں قرآن ختم فرماتے تھے۔ اور جو کچھ مجھے فقہ کا علم ہے وہ سب میں نے اُن سے حاصل کیا۔ ابو مطیع نے فرمایا کہ میں شب میں جس جس وقت

قال له انت تنخلی للعبادة وھمتم ابو یوسف قال
له أنت تمیل الی الدنیا فکان کما قال وقال اذا رأیت
الرجل طویل الرأس فاعلم انه احمق وقیل له کیف
رأیت علماء المدینة قال ان افلح منھم احد فالاشقر
الازرق یعنی مالك بن أنس ولقد بر و صدق
فی فراسته لان مالکا بلغ من العلم والفلاح مالم
یلحقه أحد من اھل المدینة فی عصره وقال اذا
رأیت أحدا جید الحفظ فاستمسك بجمعه واذا رأیت
انسانا طویل اللحیة فاستمسك بحمقه واذا رأیت
طویلا عاقلا فاستمسك به فانه فلما تجد طویلا
عاقلا ولما حمل سفیان الثوری و مسعر وأبوحنیفة
و شریك الی المنصور قال لھم أبو حنیفة اخمن فیکم
تخمینا أما أنا فأحتال لنفسی وأما سفیان فیھرب
من الطریق وأما مسعر فیجنن نفسه واما شریك
فیقع فلما ساروا فی الطریق قال سفیان أرید أن
أتبرز فخرج معه الجندی فصار الی حائط فجلس
خلفه فمرت سفینة شوك فقال لھم ان ھذا
الذی خلف الحائط یرید ان یذبحنی فقالوا ادخل
السفینة فدخل وغطوه بالشوك فمر علی الجندی
فلم یره فلما أبطأ ناداه یا أبا عبد الله فلم یجبه
فجاءه فلم یره فرجع الی صاحبه فضربه وشتمه
فلما دخل الثلاثة علی المنصور بادر الیه مسعر
فصافحه وقال کیف حالك یا امیر المؤمنین وکیف
جواریك وکیف دوابك تولینی یا امیر المؤمنین
القضاء فقال رجل علی رأسه ھذا المجنون قال
صدقت اخرجوه فخلی سبیله فدعا أبا حنیفة
فجاء فقال یا امیر المؤمنین أنا النعمان بن ثابت

گیا امام ابو حنیفہ اور سفیان ثوری کو طواف میں پایا۔ حسن بن عمارہ
نے جب آپ کو غسل دیا فرمایا اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے اور
آپ کو بخش دے۔ تیس سال سے آپ نے افطار نہ کیا اور آپ
نے لہو والوں کو تھکایا اور قاریوں کو رسوا کیا۔ آپ کی شب بیداری
کا یہ سبب تھا کہ آپ نے ایک شخص کو دیکھا دوسرے سے
کہہ رہا ہے یہ امام ابو حنیفہ ہیں جو رات کو نہیں سوتے۔ آپ
نے امام ابو یوسف سے فرمایا سبحان اللہ۔ کیا نہیں دیکھتے
کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے اس ذکر کو پھیلا دیا۔ کیا برا نہیں
ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے اُنکا اُلٹا جانے۔ خدا کی قسم ایسا نہ ہوگا۔
کہ لوگ وہ بات بیان کریں جس کو میں نہیں کرتا ہوں۔ اُس
دن سے رات بھر نماز پڑھتے۔ گریہ وزاری کرتے۔ دعا کرتے
امام ابی یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہر رات دن میں
ایک ختم قرآن کرتے اور رمضان شریف سے یوم عید تک باسٹھ
ختم فرماتے۔ آپ بہت بڑے سخی تھے۔ علم سکھانے پر بڑے
صابر تھے۔ جو کچھ آپ کو کہا جاتا اس پر آپ تحمل فرماتے غصہ
سے دُور رہتے۔ میں نے ان کو دیکھا بیس برس تک اوّل شب
میں وضو کیا اُسی وضو سے فجر کی نماز پڑھی اور جو شخص ہم سے
قبل آپکی خدمت میں رہا اس نے کہا کہ چالیس سال سے
یہی حال ہے۔ مسعر نے فرمایا کہ میں نے اُن کو دیکھا کہ فجر
کی نماز پڑھ کر لوگوں کو علم سکھانے کے لئے بیٹھے حتیٰ کہ
ظہر کی نماز پڑھی۔ پھر عصر تک بیٹھے۔ پھر بعد عصر قریب مغرب
تک بیٹھے۔ پھر بعد مغرب سے عشا تک بیٹھے۔ میں اپنے دل
میں کہا کہ یہ عبادت کس وقت کرتے ہیں۔ میں ضرور اس کو
دیکھوں گا۔ پس جب لوگ چلنے پھرنے سے ٹھہرے اور
سو گئے تو دُلہن کی طرح پاک صاف ہو کر مسجد کی طرف تشریف
لے گئے اور عبادت میں فجر تک مشغول رہے۔ پھر داخل ہوئے
اور اپنا کپڑا پہنا اور فجر کی نماز کو تشریف لے گئے اور حسب

بن مملوك الخزاز واهل الكوفة لايرضون أن
يلى عليهم ابن مملوك خزاز قال صدقت فذهب
شريك يتكلم فقال اسكت فما بقى احد غيرك
خذ عهدك فقال يا اميرالمؤمنين انى نسيانا
فقال عليك بمضغ اللبان قال وبى خفة قال تصنع
لك الفالوذج تأكله قبل أن تجلس فى مجلس الحكم
قال انى احكم على الصادر والوارد قال احكم ولو على
ولدى قال افعل فكان كما ذكر أبوحنيفة ومر عليه
بالمسجد رجل فتفرس فيه انه غريب فى كمه حلاوة
ومعلم صبيان فكان كذلك فسئل فقال رأيته ينظر
يمينا وشمالا وكذلك الغريب ورأيت الذباب على
كمه ورأيته ينظر للصبيان ✣

الفصل الثانى والعشرون والثالث
والعشرون فى عظيم ذكائه واجوبته
المسكتة عن الاسئلة المبهتة ✣

من ذلك ان رجلا ممن يكرهه سأله ماتقول فى
رجل لايرجو الجنة ولا يخاف من النار ولايخاف
الله تعالىٰ ويأكل الميتة ويصلى بلا ركوع ولاسجود
ويشهد بما لايرى ويبغض الحق ويحب الفتنة
ويفر عن الرحمة ويصدق اليهود والنصارى فقال
ألك بهذه علم قال لا ولكن لم أجد شيئا هو اشنع
من هذا فسألتك عنه فقال أبوحنيفة لاصحابه
ماتقولون فى هذا الرجل قالوا شر هذا الرجل هذه
صفة كافر فتبسم وقال هو من أولياء الله تعالى
حقا ثم قال للرجل ان أنا أخبرتك انه كذلك تكف
عنى لسانك وعن الحفظة مايضرك قال نعم قال
هو يرجو رب الجنة ويخاف رب النار ولا يخاف

معمول روز سابق کام میں مشغول ہوئے - یہانتک کہ جب
عشا کی نماز پڑھی تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ شخص دو راتیں
تو نہایت نشاط سے عبادت کرتا رہا آج کی رات پھر دیکھیں صبح
تو میں نے وہی شغل اُنکا دیکھا۔ تب میں نے عزم کرلیا کہ مرتے
دم تک اُن کا ساتھ نہ چھوڑونگا تو میں نے ان کو برابر دن میں
صائم اور شب میں قائم دیکھا اور وہ قبل ظہر ذرا سا اُونگھ جاتے
تھے - اور امام مسعر نے بحالت سجدہ امام ابوحنیفہ کی مسجد
میں وفات پائی اور شریک نے کہا کہ میں آپ کے ساتھ ایک
سال رہا تو میں نے کبھی نہ دیکھا کہ آپ نے اپنا پہلو بچھونے
پر رکھا ہو - اور خارجہ سے مروی ہے کہ چار شخصوں نے
اندرون کعبہ ایک رکعت میں قرآن ختم کیا - ازآنجملہ امام
ابوحنیفہ ہیں - فضیل بن دکین نے کہا میں نے تابعین وغیرہ
کی ایک جماعت کو دیکھا تو اُن میں سے کسی کو امام ابوحنیفہ
سے اچھی طرح نماز پڑھتے نہ دیکھا - قبل نماز شروع کرنے کے
روتے اور دعا کرتے تھے تو کہنے والا کہتا بخدا وہ خدا سے
ڈر رہے ہیں اور میں ان کو جب دیکھتا تو کثرت عبادت
سے مثل مشک کہنہ کے دیکھتا اور ایک شب نماز میں برابر
آیہ کریمہ بل الساعة موعدهم والساعة ادهىٰ وامر
کو بار بار دہراتے رہے اور ایک رات قرأت شروع کی تو
جب آیہ کریمہ فمن الله علينا ووقانا عذاب السموم ط
پر پہنچے تو اس کو فجر کی اذان تک بار بار پڑھتے رہے - آپ
کی ام ولد نے کہا میں جب سے آپ کو جانتی ہوں کبھی شب
میں بچھونے کا تکیہ نہ بنایا - گرمی کے زمانہ میں ظہر وعصر کے
درمیان اور جاڑے میں اول شب ذرا دیر کو سو رہتے - ابن
ابی رواد نے کہا کہ میں نے طواف اور نماز اور فتوىٰ دینے میں
مکہ بھر میں کسی شخص کو امام صاحب سے زیادہ صابر نہ پایا -
گویا وہ چوبیس گھنٹے آخرت کی طلب اور اسکی نجات کی فکر میں

الله تعالى ان يجور عليه فى عدله وسلطانه ويأكل
ميتة السمك ويصلى على الجنازة أو على النبى عليه السلام
ومعنى شهادته بما لا يرى أنه يشهد أن لا اله
الا الله وأن محمدا عبده ورسوله ويبغض الحق
الذى هو الموت ليطيع الله تعالى والفتنة المال والولد
والرحمة المطر ويصدق اليهود فى قولهم ليست النصارى
على شئ والنصارى فى قولهم ليست اليهود على
شئ فقام الرجل وقبل رأسه وقال أشهد انك
على الحق ولما مرض أبو يوسف قال أبو حنيفة
لئن مات هذا الغلام لم يخلفه احد على وجه الارض
فلما عوفى أعجب لنفسه وعقد له مجلسا فى الفقه
فانصرفت وجوه الناس اليه فلما بلغ أبا حنيفة
ذلك قال لبعض من عنده اذهب الى مجلس
يعقوب وقل له ما تقول فى قصار دفع اليه رجل ثوبا
ليقصره بدرهمين ثم طلب ثوبه فانكره القصار
ثم عاد له وطلبه فدفعه له مقصورا أله أجرة فان
قال نعم قل له أخطأت او لا قل له أخطأت فصار اليه
الرجل فسأله فقال نعم له أجرة فقال له أخطأت
فنظر ساعة فقال لا فقال أخطأت فقام من ساعته
لابى حنيفة فلما رآه قال ما جاء بك الا مسئلة
القصار قال أجل قال سبحان الله من قعد يفتى
الناس وعقد لنفسه مجلسا يتكلم فى دين الله تعالى
وهذا قدره لا يحسن أن يجيب فى مسئلة من
الاجارات فقال علمنى قال ان كان قصره بعد ما
غصبه فلا اجرة له لانه انما قصره لنفسه
او قبل غصبه فله الاجرة لانه قصره لصاحبه
وحضر مع العلماء وليمة رجل زوج ابنته من

مشغول رہتے تھے اور میں نے اُن کو دس رات دیکھا تو کبھی رات
کو سوتا ہوا نہ پایا۔ اور نہ دن کو کبھی نماز و طواف و تعلیم سے خالی
رہے۔ بعض اہل مناقب نے ذکر کیا کہ جب آپ نے حجۃ الوداع
کیا تو خدام کعبہ معظمہ کو اپنا آدھا مال دیدیا کہ اندرون کعبہ نماز
پڑھنے کی اجازت دیں تو آپ نے وہاں نصف قرآن ایک
پاؤں پر کھڑے ہو کر پڑھا۔ پھر دوسرا نصف دوسرے پاؤں پر
اور عرض کی اے میرے رب میں نے تجھے پہچانا حق پہچاننے کا
اور تیری عبادت نہ کی جو حق عبادت کا تھا۔ تو بوجہ میرے کمال
معرفت کے میری عبادت کا نقصان مجھے بخشدے۔ گوشہ
بیت اللہ سے آواز آئی تو نے پہچانا اور اچھی طرح پہچانا
اور خالص خدمت کی میں نے تجھے بخشدیا اور ہر ایک اُس
شخص کو جو تیرے مذہب پر قیامت تک ہوگا۔ (تنبیہ)
آپ سے جو منقول ہوا کہ عرفناک حق معرفتک اگر یہ صحیح ہو
تو کچھ منافی اس کے نہیں جو آپ کے سوا اولیا سے مروی ہے
سبحانك ما عرفناك حق معرفتك اس لیئے کہ امام صاحب
کی مراد وہ معرفت ہے جو اُن کی شان کے لائق ہے اور جہانتک
اُن کے علم کی رسائی ہے تو یہ مجازی ہے اور اُن کے غیروں کی
مراد یہ ہے کہ حقیقت معرفت جو اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق
ہے اور ناممکن ہے کہ کوئی وہاں تک پہنچ سکے۔ اور یہ حقیقت
ہے۔ یہ کیونکر ہو سکتا ہے حالانکہ تمام رسولوں کے سردار
اگلوں پچھلوں کے پیشوا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں
لا احصی ثناء علیك انت کما اثنیت علی نفسك یعنی میں
تیری ثنا و صفت نہیں کر سکتا ہوں۔ جس طرح تو نے آپ اپنی
تعریف فرمائی اور شفاعت عظمیٰ والی حدیث فصل قضا میں ہے
کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سوال کے وقت ایسی تعریفیں الہام
کئے جائینگے جو پہلے سے الہام کئے ہوئے تھے تو یہ معارف متجددہ
ہیں وھکذا الی لا نھایة له اور نماز میں ایک پاؤں پر کھڑا ہونا

اخوين فخرج الولي وهو يقول أصبنا مصيبة عظيمة
غلطنا فزفت الى كل واحد غير امرأته وأصابها
قال سفيان لا باس بذلك كما حكم به علي كرم الله
وجهه في ذلك بعينه كان معاوية وجه اليه
فيها فقال أرى أن على كل المهر بما أصاب من
المراة وترجع كل الى زوجها فاستحسن الناس
منه ذلك وأبو حنيفة ساكت فقال له مسعر
قل فيها قال سفيان وما عسى أن يقول فيها
خلاف هذا فقال أبو حنيفة عليّ بالغلامين
فاحضرا فقال لكل واحد منهما أتحب أن تكون
عندك التي زفت اليك قال نعم قال لكل واحد
منهما فما امرأتك التي عند اخيك قال هي
فلانة قال قل هي طالق مني ثم زوّج كلا التي
مسها وأمرهم بتجديد عرس آخر فعجب الناس
من فتياه بذلك حتى قام مسعر فقبله وقال
تلوموني على حبه وسفيان ساكت لا يقول شيئا
(تنبيه) ما حكم به سفيان عن علي كرم الله
وجهه لا ينافي ما حكم به أبو حنيفة بل كلا الحكمين
حق فاما وجه ما حكم به سفيان فهو ان هذا
الوطء وطء بشبهة وهو يجب فيه المهر ولا
يرفع النكاح وأما وجه ما حكم به ابو حنيفة فهو
ان الحكم وان كان كما قاله سفيان لكن ربما
ترتبت عليه مفسدة أي مفسدة لان كلا
لو رجعت الى زوجها وقد وطئها الآخر واطلع
على محاسنها الباطنة خشي أن يكون نفسه
متعلقة بها وانه لا يسلو عنها بل يزداد تعلقه
بها اذا أخذت منه وصارت تحت غيره

اُن کے سوا اور ائمہ کے نزدیک مکروہ ہے۔ اس لئے کہ اس سے
نہی میں صحیح حدیث وارد ہے تو اس کا کرنا مکروہ ہوگا۔ مگر
اس کا جواب یہ ہے کہ آپ نے بطور مجاہدۂ نفس ایسا کیا اور
بعید نہیں کہ مجاہدہ نفس کی غرض اس قسم کے امور میں جن میں
خشوع میں خلل نہ آئے کراہت کو مانع ہو اور ایک رکعت میں
تمام قرآن شریف ختم کرنا اس حدیث کے خلاف نہیں جو وارد
ہوئی کہ جس شخص نے تین دن سے کم میں ختم کیا اُس نے
سمجھا نہیں اس لئے کہ یہ اس شخص کے بارے میں ہے جس کے
لئے حفظ و آسانی اور وسعت زمانہ میں نہ ہو اور جب خرق عادت
ہو تو کوئی حرج نہیں۔ چنانچہ بہتیرے صحابہ و تابعین سے
مروی ہے کہ وہ لوگ ایک رکعت میں قرآن شریف ختم فرماتے۔ بلکہ
بعضوں نے مغرب اور عشا کے درمیان میں چار ختم کئے اور یہ
کرامت کی بات ہے اس میں کچھ اعتراض نہیں ؂

لہ بلکہ اس سے بھی عجیب تر حضرت سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم
کے بارے میں مروی ہے کہ آپ اپنا بایاں قدم رکاب میں رکھتے اور قرآن
شریف پڑھنا شروع فرماتے تو داہنا قدم رکاب تک پہنچنے بھی نہ پاتا
کہ آپ پورا قرآن ختم فرما لیتے ذکرہ القاری فی المرقات۔ دوسری روایت
میں ہے کہ ملتزم سے باب کعبہ تک پہنچنے میں پورا قرآن شریف ختم فرما لیتے
ذکرہ المحقق فی اشعۃ اللمعات۔ علامہ قسطلانی نے ارشاد الساری میں ذکر
کیا کہ میں نے ابو الطاہر کو ۸٦۷ھ میں دیکھا اور اُن سے سنا کہ وہ رات
دن میں دس ختم سے زیادہ پڑھتے بلکہ شیخ الاسلام برہان بن ابی شریف نے
کہا کہ وہ رات دن میں پندرہ ختم پڑھتے۔ بلکہ شیخ موسیٰ سدرانی کے بارے
میں منقول ہے کہ وہ رات دن میں ستر ہزار ختم کرتے۔ ذکرہ فی نفحات الانس
بلکہ حضرت علی مرصفی رحمہ اللہ کے بارے میں مروی ہے کہ انہوں نے ایک رات
دن میں تین لاکھ ساٹھ ہزار ختم قرآن کئے ذکرہ فی میزان الشریعۃ الکبریٰ۔
علامہ سیدی عبد نابلسی قدس سرہٗ نے بھی اس روایت کو حدیقہ ندیہ

فاقتضت الحكمة الظاهرة التي الهمها الله لابي حنيفة
واطلعه على ما يخشى وقوعه من الفساد لو بقيتا
على فتوى سفيان ان يحكم بطلاق كل زوجته التي وطئها
غيره وان يتزوج كل من وطئها ولا يحتاج لعدة
لان لصاحب عدة وطء الشبهة ان يعقد بالموطوأة
فيها ولاجل هذه المصلحة الظاهرة التي لاينكرها
أحد سكت سفيان على فتوى ابي حنيفة واستحسنها
الناس منه حتى قبله مسعر لاجلها وكان فى جنازة
ابن هاشمي سيد فيها وجوه أهل الكوفة وعلماؤهم
فبرزت أمه كاشفة رأسها ووجهها وألقت
عليه ثوبها من شدة وجدها فحلف زوجها
بالطلاق لترجعين وحلفت بعتق مماليكها
ان لا ترجع حتى يصلى عليه فوقف الناس ولم يتكلم
فيها احد فسأل والده أبا حنيفة فاستعاد منه
ومنها حلفهما ثم أمره بالصلاة عليه ثم أمرها
بالرجوع فقال له ابن شبرمة عجزت النساء أن
يلدن مثلك ما عليك فى العلم كلفة وسأله رجل
عن فتح خوخة فى حائطه فقال افتح ما شئت
ولا تطلع على جارك وشكاه الى ابن أبي ليلى فمنعه فعاد
الى أبي حنيفة فقال له افتح فيه بابا فمنعه ابن ابي ليلى
ايضا فعاد الى ابي حنيفة فقال كم قيمة حائطك قال
ثلاثة دنانير قال اهدمه ولك على الثلاثة فجاء
ليهدمه فرفعه جاره الى ابن أبي ليلى فقال يريد
هدم حائطه وتسألني ان أمنعه اذهب فاهدمه
واصنع ما شئت فى جدارك فقال له الجار كان فتح
الخوخة أهون على قال اذا كان يذهب الى من
يدله على خطئى فكيف أصنع اذا تبين الخطأ وسأله

پندرہویں فصل امام صاحب کے خوف و مراقبۂ الٰہی کے بیان میں

اسد بن عمرو نے کہا کہ امام صاحب کا رونا شب میں
سُنا جاتا تھا یہاں تک کہ آپ کے پڑوسی آپ پر رحم کرتے -
وکیع نے کہا وہ بڑے امانتدار تھے اور اللہ تعالیٰ اُن کے دل
میں بہت بڑا اور بزرگ تھا اور رضاء الٰہی کو وہ تمام چیزوں
پر ترجیح دیتے تھے - اگر اللہ تعالیٰ کے بارے میں اُن پر تلواریں
پڑتیں اس کو بھی سہار لیتے - اللہ تعالیٰ اُن پر رحم فرمائے -
اور اُن سے راضی ہو جس طرح ابرار سے راضی ہے کہ یہ بھی
ابرار ہی سے تھے - یحیٰ بن قطان نے کہا جب میں اُن کو دیکھتا
سمجھتا کہ یہ متقی ہیں اور ایک شب رات بھر اس آیت کو
پڑھتے اور دُہراتے اور روتے اور گڑگڑاتے رہے :-
بل الساعة موعدهم والساعة ادهی وامر اور ایک رات
الهٰكم التكاثر تک پہنچے اور صبح تک برابر اسی کو دُہراتے
رہے - یزید بن لیث نے کہا جو اخیار میں سے تھے - امام نے
عشا کی نماز میں سورہ اذا زلزلت الارض پڑھی اور امام ابوحنیفہ
مقتدی تھے - جب نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے دیکھا کہ
امام صاحب متفکر بیٹھ کر ٹھنڈی سانس لے رہے ہیں -
میں وہاں سے اُٹھ گیا تاکہ آپکا دل مشغول نہ ہو اور قندیل
کو روشن ہی چھوڑ دیا اور اُس میں تھوڑا سا تیل تھا - پھر طلوع

بقیہ حاشیہ صفحہ ٦٥ - میں تحریر فرماتے ہیں پھر لکھا ولا یستبعد ہذا علی اولیاء اللہ
تعالی الذین غلبت روحانیتهم علی جسمانیتهم والروح من امر الله وامر الله
كلمح بالبصر كما اخبر تعالیٰ وعرض كلمات القرآن كلها مع معانيها فى لسان الولى
كلمح بالبصر ما هو ببعيد والله على كل شئی قدیر - اه افاد كل ذالک حضرة
الشيخ مجدد الناة الحاضرة سمع الله المسلمين بطول بقائهم آمين
١٢ منہ عفی عنہ

ابن المبارك عن درهمين لرجل اختلطا بدرهم لآخر ثم ضاع منها اثنان لايعلم من أيهما فقال الدرهم الباقي لهما اثلاثا قال ابن المبارك فلقيت ابن شبرمة فسألته فقال سألت عنها أحدا قلت أباحنيفة قال قال لك الدرهم الباقي لهما أثلاثا قلت نعم قال أخطأ العبد ولكن درهم من الدرهمين الضائعين يحيط العلم انه من الدرهمين والدرهم الآخر منهما جميعا فالباقي بينهما فاستحسنت ما قال فلقيت اباحنيفة ولووزن عقله بعقل نصف أهل الارض لرجحهم فقال لي لقيت ابن شبرمة فقال لك قد أحاط العلم ان أحد الدرهمين ضائع وبقي الدرهم الباقي فهو بينهما قلت نعم قال ان الثلاثة حيث اختلطت وجبت الشركة بينهما فصار لصاحب الدرهم ثلث كل درهم ولصاحب الدرهمين ثلثا كل درهم فاى درهم ذهب ذهب بحصتهما (تنبيه) ما قاله أبوحنيفة ظاهر عند من يسلم له ان الاختلاط مع عدم التمييز يقتضي الشركة على الشيوع ومقاله ابن شبرمة له وجه عند من لا يرى الشركة ووجهه ان احد الدرهمين الضائعين يختص بصاحب الدرهمين يقينا وبقي لكل درهم يحتمل انه الموجود ولا مرجح لاحدهما فقسم الدرهم الباقي بينهما وكان بجواره فتى فاتى مجلسه فشاوره في التزوج من قوم مخصوصين طلبوا منه فوق وسعه فامره بالتزوج بعد الاستخارة ففعل ثم أبوا أن يحملوها اليه الابعد وفاء كل المهر فذهب اليه واعلمه بذلك فقال احتل واقترض حتى تدخل

فجر کے بعد میں آیا تو دیکھا قندیل روشن ہے اور امام صاحب اپنی ریش مبارک پکڑے کھڑے ہوئے کہہ رہے ہیں کہ اے وہ ذات کہ بمقدار ذرّہ خیر کے جزائے خیر دیگا اور بمقدار ذرّہ شر کے جزائے شر دیگا۔ نعمان کو تو اپنے پاس آگ سے بچالے کہ آگ کے قریب بھی نہ جائے اور اس کو اپنی وسیع رحمت میں داخل کرلے۔ جب اندر گیا تو امام صاحب نے پوچھا کیا قندیل لینا چاہتے ہو میں نے کہا کہ میں صبح کی اذان بھی دے چکا۔ فرمایا جو کچھ تم نے دیکھا اس کو چھپانا کسی پر ظاہر نہ کرنا۔ پھر دو رکعت سنت فجر پڑھ کر بیٹھے۔ یہانتک کہ نماز فجر کی تکبیر ہوئی اور آپ نے ہم لوگوں کے ساتھ فجر کی نماز اوّل شب کے وضو سے پڑھی۔ ابوالاحوص نے کہا کہ اگر کوئی شخص امام صاحب کو یہ کہتا کہ آپ تین دن میں انتقال فرمائیں گے تو جو کچھ آپ کا معمول تھا اس میں کچھ زیادہ[1] نہ فرماتے۔ کسی نے عیسیٰ بن یونس سے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر جو کیا تو انہوں نے امام صاحب کے لئے دعا کی اور کہا کہ امام صاحب کی غایت کوشش یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کریں اور اس کے حرمات کی تعظیم کریں اور فرمایا کہ اگر حرج نہ ہوتا تو میں کبھی فتویٰ نہ دیتا۔ سب سے زیادہ ڈر کی بات جس سے میں ڈرتا ہوں یہ ہے کہ میرا فتویٰ مجھے آگ میں نہ ڈالدے اور کہا کہ جب سے میں فقیہ ہوا۔ کبھی اللہ تعالیٰ پر جرأت نہ کی اور اپنے غلام کو سنا کہ قیمت مانگتا ہے تو روئے یہانتک کہ دونوں کنپٹیاں اور مونڈھے پھڑکنے لگے اور دکان بند کرنے کو فرمایا کہ ہم لوگ خدا تعالیٰ پر کس قدر جری ہیں ہم میں سے ایک شخص کہتا ہے کہ ہم خدا سے جنّت مانگتے ہیں اور یہ اپنے دل سے مانگتا ہے۔ میرے جیسے آدمی کے لئے تو یہ چاہیئے

---

[1] یعنی امام صاحب ہر روز اسقدر عبادت کرتے تھے جتنی عبادت وہ شخص کرتا ہی جب یہ معلوم ہو کر میں تیسرے روز مرجاؤنگا۔ ١٢ منہ

باهلك وأقرضه في جملة من أقرضه فلما دخل
بها قال له ما عليك ان تظهر الخروج بها الى
موضع بعيد ففعل فاشتد على اهلها فجاؤا
أبا حنيفة يشكونه ويستفتونه فافتاهم بان
له أن يخرجها الى حيث يشاء قالوا ما يمكننا
أن ندعها تخرج معه قال فارضوه برد ما
أخذتموه منه فرضوا منه فقال له انهم رضوا
بان يعطوك ما أخذوه من المهر ويبرؤك
من الباقي قال أريد فوق ذلك فقال له أيما
أحب اليك هذا والا اقررت لرجل بدين
فلا يمكن لك السفر حتى توفيه فقال الله الله لا
يسمعوا بهذا فلا يعطوني شيئا وجاءته امرأة
فقالت مات أخي وخلف ستمائة دينار فاصابني
دينار واحد قال من قسم فريضتكم قالت داؤد
الطائي قال ليس لك الا هو أليس أخوك خلف
بنتين وأما وزوجة واثني عشر أخا وأختا
قالت نعم قال هو كذلك وحضر يوما مجلس ابن
أبي ليلى فاذن للخصماء في الدخول ليريه امضاءه
في القضاء والحكم فادعى رجل على آخر انه قال
له يا ابن الزانية فقال القاضي للمدعى عليه
ما تقول فقال له ابو حنيفة كيف تسأله الجواب
وليس هو الخصم وانما الخصم أمه فهل ثبتت
وكالته عنها قال لا قال فاسأله احية أمه
ام ميتة فسأله فقال ميتة قال البينة فأقاما
بموتها فسأل القاضي المدعى عليه فقال له
سل المدعى هل لامه وارث غيره فسأله قال
لا قال البينة بذلك فاقاما فسأل القاضي المدعى عليه

کہ اللہ تعالیٰ سے عفو اور درگزر چاہیے۔ امام نے ایک دن صبح کی
نماز میں یہ آیت پڑھی ولا تحسبن اللہ غافلاً عما یعمل الظٰلمون
تو امام صاحب مضطرب ہوئے یہانتک کہ آپ کو اوروں نے
پہچانا۔ امام صاحب کی عادت تھی کہ جب کسی مسئلہ میں مشکل پڑتی
اپنے اصحاب سے فرماتے۔ اس کا کوئی سبب نہیں سوائے کسی
گناہ کے جو مجھ سے ہوا ہے۔ پھر اللہ تعالےٰ سے مغفرت چاہتے۔
بسا اوقات کھڑے ہوتے وضو کرتے دو رکعت نماز پڑھتے استغفار
کرتے تو مسئلہ آپ پر واضح ہو جاتا۔ فرماتے میں خوش ہوا اسلئے
کہ امید کرتا ہوں کہ میرا توبہ کرنا قبول ہوا کہ مسئلہ مجھے معلوم ہو گیا
یہ خبر فضیلؒ کو پہنچی تو بہت روئے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ
امام ابو حنیفہ پر رحم فرمائے۔ یہ امام صاحب کی بے گناہی
کا باعث ہے۔ اوروں کو تو اس کی خبر بھی نہیں ہوتی ہے
کیونکہ اس کے گناہ اس کو گھیرے ہوئے ہوتے ہیں۔ آپ نے
انجانی میں ایک لڑکے کے پاؤں پر پاؤں رکھ دیا۔ اُسنے کہا
اے شیخ قیامت کے دن کے قصاص سے نہیں ڈرتا ہے۔
اتنا سُننا تھا کہ امام صاحب پر غشی طاری ہو گئی۔ جب
افاقہ ہوا کسی نے کہا کہ اس لڑکے کا کہنا آپ کے قلب پر
کس قدر اثر کر گیا۔ فرمایا کہ میرا خیال یہ ہے کہ یہ کلمہ اُسے
تلقین ہوا۔ کسی نے امام صاحب اور ابن المعتمر کو دیکھا کہ
آپس میں سرگوشی کر رہے ہیں اور مسجد میں روتے ہیں۔ جب
مسجد سے نکلے آپ سے پوچھا گیا کہ آپ دونوں کی کیا حالت
ہے جو اس قدر روئے۔ فرمایا ہم نے زمانہ کو دیکھا اور اہل خیر
پر اہل باطل کے غلبہ کو یاد کیا۔ اسی لئے ہم روئے اور رات
میں نماز پڑھتے وقت چٹائی پر آپ کے آنسوؤں کا ٹپکنا
اس طرح سنائی دیتا تھا جیسے بارش ہو اور رونے کا اثر آپکی
دونوں آنکھوں اور دونوں رخساروں پر معلوم ہوتا تھا۔ اللہ
تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے اور آپ سے راضی ہو ۔

فقال سل المدعي أمه حرة أم امة فقال حرة قال البينة
بذلك فاقامها فسأل القاضي المدعي عليه فقال
سل المدعي هل هي مسلمة أم ذمية قال مسلمة
قال البينة بذلك فاقامها فقال أبوحنيفة شأنك
الآن ولما نزل قتادة الكوفة قال لا يسألني أحد عن
مسئلة عن الحلال والحرام الا أجبته فقال له
أبوحنيفة ما تقول فيمن غاب عن أهله أعواما
ونعي اليها فظنت موته فتزوجت فقدم بعد ولا
دتها فنفاه الاول وادعاه الثاني اكل منهما قذفها
أم المنكر للولد ثم قال أبوحنيفة ان قال فيها برأيه
ليخطئن وان قال فيها حديثا ليكذبن فقال قتادة
اوقعت هذه المسئلة قالوا لا قال فلم تسألون عما
لم يكن فقال ابوحنيفة ان العلماء يستعدون
للبلاء ويتحرزون منه قبل نزوله ليعرفوا الدخول
فيه والخروج منه فقال قتادة دعوا هذا واسألوني
عن التفسير قال أبوحنيفة من الذي عنده علم
الكتاب قال آصف ابن برخيا كاتب سليمان
وكان يعرف الاسم الاعظم قال فهل كان سليمان
يعرفه أيضا قال لا قال أيجوز أن يكون في زمن
نبي من هو أعلم منه قال لا والله لا احدثكم بشئ
من التفسير سلوني عما اختلف فيه العلماء فقال
أبوحنيفة أمؤمن أنت قال أرجو قال ولم قال
لقوله تعالى والذي أطمع أن يغفرلي خطيئتي يوم
الدين فقال له هلا قلت كما قال ابراهيم لما قال
له أولم تؤمن قال بلى ولكن ليطمئن قلبي فقام
قتادة مغضبا وحلف ان لا يحدثهم وقال رجل
لامرأة مختلة شيئا فقالت له يا ابن الزانيين

سولھویں فصل لایعنی باتوں سے زبان کے مُنہ محفوظ رکھنے اور حتی الامکان بُرائی سُننے بچنے کی بیانمیں

بعض مناظروں نے آپ سے کہا کہ اے مبتدع اے
زندیق آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تجھے بخشے۔ خداوند تعالیٰ میری نسبت
تیرے کہنے کے خلاف جانتا ہے۔ اور میں نے جب سے اُسے
پہچانا اُس کے برابر کسی کو نہیں جانتا ہوں اور سوائے اُسکے
معاف کرنے کے کچھ امید نہیں رکھتا ہوں اور نہ اس کے عذاب
کے سوا کسی بات سے ڈرتا ہوں۔ عذاب کا ذکر کیا آپ
روئے اور بیہوش ہو گئے۔ جب افاقہ ہوا اس شخص نے کہا
مجھے معاف کیجئے فرمایا جو شخص میرے بارے میں جہالت سے
کچھ کہے وہ سب معاف ہے اور جو باوجود علم کے کچھ کہے
اُسے البتہ حرج ہے۔ اسلئے کہ علماء کی غیبت اُن کے بعد
باقی رہتی ہے۔ فضیل بن دکین نے کہا امام صاحب باہیبت
تھے۔ جواب دینے کیلئے البتہ کلام فرماتے۔ لایعنی باتوں میں
خوض نہ فرماتے نہ اُن کو سُنتے۔ کسی نے آپ سے کہا کہ
خدائے تعالیٰ سے ڈریئے۔ آپ کانپ اُٹھے۔ اور آپ نے
سر کو جھکا لیا اور پھر فرمایا اے میرے بھائی اللہ تجھے بہتر جزا
دے۔ کس قدر لوگ ہر وقت اس کی طرف محتاج ہیں۔ جو
اُنہیں اللہ کو یاد دلائے اس وقت میں کہ وہ تعجب کرتے
ہیں اُس چیز کے ساتھ جو ظاہر ہوتا ہے اُن کی زبان پر علم سے
یہانتک کہ وہ لوگ ارادہ کریں اللہ تعالیٰ کو اپنے اعمال سے
اور میں جانتا ہوں کہ اللہ عزوجل یقیناً مجھ سے سوال کریگا
جواب سے اور البتہ میں یقیناً طلب سلامتی پر حریص ہوں
اور امام صاحب کی عادت تھی کہ جب کوئی آنیوالا آپ کے پاس
آتا اور ادھر اُدھر کی باتیں شروع کرتا کہ ایسا ہوا ویسا ہوا اور
اس کو زیادہ کرتا تو فرماتے اس کو چھوڑو اس بارے میں کیا کہتے ہو

فشكيت الى ابن ابى ليلى فحدها حدين فى المسجد
قائمة فقال أبو حنيفة أخطأ من ستة أوجه
أقام الحد على مجنونة و فى المسجد وضرب المرأة
قائمة وهى انما تضرب جالسة وأقام عليها
حدين والقذف بكلمة واحدة ولو قذف قوما
بكلمة لم يلزمه الاحد واحد وضربها والحق للابوين
وهما غائبان وحد الثانى قبل البرء من الحد
الاول فشكاه للامير فمنعه الافتاء ثم وردت
مسائل لعيسىٰ بن موسىٰ فسئل عنها فاجاب
بما استحسنه عيسىٰ فاذن له فجلس فى
مجلسه وقال له الضحاك تب من تجويزك
الحكمين قال تناظرنى قال نعم قال فان اختلفنا
فى شئ فمن يكون بينى و بينك قال اجعل أنت
من شئت فقال لبعض أصحاب الضحاك
احكم بيننا ثم قال للضحاك أترضى هذا حكما
بينى وبينك قال نعم قال أبو حنيفة فانت قد
جوزت الحكمين فانقطع الضحاك وسأله عطأ
عن قوله تعالى وآتيناه أهله ومثلهم معهم
فقال رد الله تعالى على أيوب أهله و مثل اهله
وولده فقال و يرد الله على نبى ولدا ليس له من
صلبه قال ما سمعت فيها عافاك الله قال رد عليه
اهله وولده من صلبه و مثل أجور ولده فقال
هذا حسن (تنبيه) ما المانع أن المراد ان الله
تعالى آتاه عدد أولاده و مثل ذلك العدد من
زوجته التى قال له الله تعالىٰ فى حقها (خذ بيدك
ضغثا فاضرب به ولا تحنث) وهذا هو الظاهر
من الآية كما لا يخفى وقال له رجل انى حلفت ان لا

اس میں کیا کہتے ہو تو اس کے کلام کو قطع فرما دیتے اور فرماتے
کہ لوگوں کی ایسی بات نقل کرنے سے بچو جس کو لوگ دوست
نہ رکھتے ہوں۔ جو شخص میرے بارے میں ناپسندیدہ بات
کہے اللہ تعالیٰ اُسے معاف کرے اور جو اچھی بات کہے اللہ تعالیٰ
اس پر رحم کرے۔ دین میں سمجھ حاصل کرو اور لوگوں کو چھوڑ دو۔
دوسروں کے تذکرہ سے اور اس چیز سے کہ لوگوں نے اپنے نفس
کے لئے پسند کیا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو تمہارا محتاج
کر دیگا۔ کسی نے آپ سے پوچھا کہ علقمہ اور اسود میں کون بہتر
ہے۔ فرمایا کہ بخدا میری یہی حیثیت ہے کہ میں اُن دونوں کی
تعظیم کے لئے ان دونوں کو دعائے خیر سے یاد کروں تو میں اُن
دونوں میں ایک کو دوسرے پر کیونکر فضیلت دے سکتا ہوں۔
ابن مبارک نے ثوری سے کہا کہ امام ابو حنیفہ غیبت سے کسقدر
دُور رہتے ہیں۔ میں نے ان کو کبھی نہ سُنا کہ دشمن کی بھی غیبت
کرتے ہوں۔ ثوری نے کہا وہ عقلمند ہیں نہیں چاہتے کہ اپنی
نیکیوں پر ایسی چیز کو مسلط کریں جو اُنکو لیجائے۔ شریک نے
کہا کہ امام صاحب زیادہ چُپ رہتے عقل و فقہ میں زیادہ
تھے۔ لوگوں سے گفتگو اور مجادلہ کم کرتے۔ خمیرہ نے کہا کسی
نے بھی اس میں اختلاف نہ کیا کہ امام ابو حنیفہ مستقیم اللسان
تھے۔ کسی کو بُرائی کے ساتھ یاد نہ کیا۔ بعض لوگوں نے آپ سے
کہا کہ لوگ آپکی بُرائی کرتے ہیں اور آپ کسی کی بُرائی نہیں کرتے۔
فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔
بکیر بن معروف نے کہا میں نے اُمت محمدیہ میں کسی شخص کو
امام ابو حنیفہ سے خوش سیرت نہ پایا۔

سترہویں فصل آپ کے کرم کے بیان میں

بہت سے حضرات نے فرمایا کہ امام صاحب سب لوگوں
سے زیادہ مجالست میں کریم تھے اور سب سے زیادہ اپنے اصحاب

اکلم امرأتی أو تکلمنی و حلفت ان لا تکلمنی أو اکلمها
فقال لا احنث علیکما فسمع سفیان الثوری ذلک
فجاء مغضبا وقال تبیح الفروج من أین لک ھذا
قال لما شافھته بالیمین بعد ما حلف کانت مکلمۃ له
فسقطت یمینه فان کلمها فلا احنث علیه ولا علیها
لانها کلمته وکلمها بعد الیمین فسقطت عنهما فقال
له سفیان انه لیکشف لک من العلم عن شئی کلنا
عنه غافلون وسأله ابن المبارک عمن وقع فی قدر
طبیخه طائر فمات فقال لاصحابه ما ترون فرووا له
عن ابن عباس رضی الله عنهما انه یھراق المرق
ویغسل اللحم ویوکل فقال ھذا ان وقع فی حال
سکونها فان وقع فی حال غلیانها ألقی اللحم فقال
له ابن المبارک لِمَ قال لوصول النجس الی باطنه بخلاف
الاول لانه انما وصل الی ظاھره فقط فاعجبه ذلک
ونسی انسان مالا دفنه فجاء الیه فقال له لیس ھذا
فقها فأحتال لک ولکن اذھب فصل اللیلة الی
الصبح فتتذکر فصلی الرجل فذکر دون ربع اللیل فجاءه
فاخبره فقال لقد علمت ان الشیطان لا یدعک تصلی
لیلة ویحک ھلا تممت لیلتک شکر الله تعالی وشکی
الیه مودع انکار ودیعه لودیعته وحلف بالله وأکد انه
لم یودعه فقال لا تخبر بجحوده أحدا فارسل أبو حنیفة
الی ودیعه فجاء الیه فلما خلا بالودیع قال له ان
ھؤلاء بعثوا یستشیرون فی رجل یصلح للقضاء فھل
تنشط فتمانع الرجل قلیلا فزاد فی ترغیبه ثم قال
للمودع اذھب فقل له أحسبک نسیت أودعتک
کذا العلامة کذا فقال له ذلک فدفع الیه ودیعته فرجع
الودیع لابی حنیفة لیطلب أن یعینه القضاء فقال له

اور ہمنشینوں کی مواسات اور بزرگی فرماتے۔ اسی لئے آپ
محتاجوں کی شادی کر دیتے اور اُنہیں خرچ کے لئے عطا فرماتے۔
اور ہر ایک کے پاس اس کے مرتبہ کے لائق تحفہ بھیجا کرتے۔
آپ نے ایک شاگرد کو پھٹا ہوا کپڑا پہنے ہوئے دیکھا فرمایا
یہیں بیٹھنا یہاں تک کہ سب لوگ رخصت ہو جائیں۔
اس کے بعد فرمایا کہ جو کچھ جائے نماز کے نیچے ہے لیلو اور اپنے
کپڑے بنوالو وہ ہزار درہم تھے۔ امام ابو یوسف نے فرمایا
امام صاحب سے جب کوئی شخص کوئی حاجت چاہتا آپ اُسکو
ضرور پورا فرما دیتے۔ جب آپ کے صاجزادے حماد نے سورۂ
فاتحہ ختم کی امام صاحب نے ان کے استاد کو پانسو درہم دئے
اور ایک روایت میں ہے ہزار درہم عطا فرمائے انہوں نے کہا
میں نے کیا کیا ہے جس کے بدلے آپ نے کثیر رقم بھیجی ہے۔
امام صاحب نے اُن کو بلا بھیجا اور معذرت کی پھر فرمایا کہ میرے
لڑکے کو جو کچھ آپ نے سکھایا ہے اس کو حقیر نہ جانیئے۔ واللہ
اگر میرے پاس اس سے زیادہ ہوتا تو بوجہ عظمت قرآن شریف
کے آپکی نذر کرتا اور آپ اپنے اموال تجارت جو بغداد کو بھیجتے تھے
اس کا نفع سال بھر تک جمع فرماتے اس سے اپنے اساتذہ محدثین
کے لئے اُنکی ضروریات کھانا کپڑا خرید فرماتے اور باقی اُن کی
خدمت میں حاضر کرتے اور کہتے کہ اسے اپنی ضروریات میں
صرف فرمائیے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی کی تعریف کیجئے کیونکہ میں نے
اپنے مال سے کچھ نہیں حاضر کیا ہاں اللہ کے فضل سے جو اس
نے میرے ہاتھ پر عطا فرمایا اور وکیع نے کہا کہ امام صاحب
نے فرمایا کہ چالیس سال سے جب میں چار ہزار درہم سے زیادہ کا مالک
ہوا تو اس کو اپنے ملک سے علیحدہ کر دیا اور صرف چار ہزار
روک رکھا کیونکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا
کہ چار ہزار درہم اور اس کم نفقہ ہے اور اگر مجھے اس کا خوف
نہ ہوتا کہ تجارت میں مجھے اس کی ضرورت پڑیگی تو ایک درہم بھی

انی ارفع من قدرك ولا أسميك حتى بحضر ماهو أجل
من هذا ودخل اللصوص على رجل فاخذوا ثيابه
واستحلفوه بالطلاق الثلاث أن لا يعلم بهم أحدا
فحلف ثم أصبح يرى ثيابه تباع فلا يمكنه ان يتكلم
فسأل أباحنيفة فقال أحضرني من أكابر حيك
فامرهم أن يجتمعوا جميعهم فى موضع ويخرجوا
واحدا واحدا ويقال له هذا اللصك فان لم يكن قال
لا وان كان سكت ففعلوا فسكت فعرف اللص فرد
عليه جميع ما أخذ منه وبرفى يمينه لانه لم يخبر
بهم أحدا وسئل عن تنحنح المؤذنين عند الاقامة
أله أصل قال هو اعلام منهم بانهم يريدون أن
يقيموا وقد روى عن على كرم الله وجهه انه كان
له مدخل من رسول الله صلى الله عليه وسلم بالليل
قال فكنت اذا جئت وهو فى الصلاة أذننى بالتنحنح
وتزوج رجل بامرأة سرا فاتت بولد فجحده فرفعته
الى ابن أبى ليلى فقال لها هاتى بينة على النكاح فقالت
انما تزوجنى على ان الله تعالى الولى والشاهدان
الملكان فطردها القاضى فاتت أباحنيفة وأخبرته
فقال لها اذهبى للقاضى وقولى له أحضره لاقيم
عليه بينة فاذا أحضره قولى له قل انا كافر بالولى
والشاهدين فلم يستطع أن يقول ذلك وأقر بالنكاح
فالزمه المهر وألحق به الولد (تنبيه) لا يتوهم
من ذلك ان النكاح خلا عن الولى والشهود معا
فانه حينئذ باطل باجماع من يعتد به وانما
الظاهر انه كان سرا بشاهدين مجهولين فلما لم
تقدر المرأة على اثباته قالت ذلك ثم اخبرها ابوحنيفة
رحمه الله بما يلجئه الى الاقرار ان صدقت وكان

نہ روکتا - سفیان بن عیینہ نے کہا کہ امام ابوحنیفہ بہت صدقہ فرماتے
اور جو کچھ حاصل کرتے اس میں سے کچھ ضرور راہ خدا میں نکالتے
اور میرے پاس اس کثرت سے تحائف بھیجے کہ میں اُنکی کثرت
سے متوحش ہوا تو میں نے ان کے بعض شاگردوں سے اُس کا
تذکرہ کیا انہوں نے کہا کہ جو تحائف امام صاحب نے سعید
بن عروبہ کے پاس بھیجے تھے کاش کہ آپ ان کو دیکھتے - اور
کسی محدث کو بغیر کثرت احسان کے نہیں چھوڑتے تھے -
مسعر نے کہا کہ امام صاحب جب اپنے اور اہل وعیال کیلئے
کوئی کپڑا یا میوہ یا اور کچھ خریدتے تو اس کے قبل ویسی ہی چیز
اپنے اساتذہ کے لئے ضرور خرید فرمالیتے - امام ابویوسف
رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ امام صاحب اگر کسی کو کچھ عطا فرماتے
اور وہ اس پر ان کا شکریہ ادا کرتا تو آپ کو غم ہوتا اور فرماتے
کہ اللہ تعالیٰ کا شکر کرو کہ وہ خدا کی دی ہوئی روزی ہے جو
اس نے مجھ تک پہنچائی ہے اور بیس سال تک میری اور
میرے عیال کی کفالت فرماتے رہے اور جب میں کہتا کہ میں نے
آپ سے بڑھ کر کوئی سخی نہیں دیکھا تو فرماتے کہ تیرا کیا حال
ہوتا اگر تو حضرت حماد کو دیکھتا - میں نے کسی کو خصائل حمیدہ
کا آپ سے زیادہ جامع نہ دیکھا - لوگ کہا کرتے کہ اللہ تعالیٰ
نے امام ابوحنیفہ کو علم، عمل، سخا، بذل، اخلاق قرآنیہ کے ساتھ
مزین کیا ہے - شفیق نے کہا کہ میں امام صاحب کے ساتھ راستہ
میں جا رہا تھا کہ ایک شخص نے اُن کو دیکھا پھر چھپ رہا اور
دوسرا راستہ اختیار کیا تو آپ نے پکارا وہ شخص آپ کے پاس
آیا - فرمایا تم کیوں اپنی راہ سے بے راہ ہو کر چلے اُسنے کہا
کہ آپ کا مجھ پر دس ہزار درہم قرض ہے جس کو زمانہ دراز
ہو گیا اور میں تنگدست ہوں آپ سے شرماتا ہوں - آپ نے
فرمایا سبحان اللہ تمہاری یہ حالت ہے - میں نے وہ سب تم کو
بخش دیا اور میں نے اپنے آپ کو اپنے نفس پر گواہ کیا تو تم مت

ممن يخشى الله فكان الامر كما أ لهم رحمة الله عليه
وطلب من ابن شبرمة ان يثبت له وصية له فقبل
بينته ثم قال له احلف ان شاهديك شهدا بحق
قال ليس على يمين كنت غائبا فقال ضلت مقاييسك
قال ما تقول فى أعمى شج فشهد له شاهدان بذلك
أعليه يمين مع شاهديه انهما شهدا له بحق وهو
لم يرفانقطع القاضى وحكم له بالوصية وأنكر يحيى
بن سعيد قاضى الكوفة اجماع أهلها على رأى أبى
حنيفة فارسل اليه أصحابه يناظرونه منهم زفرو
أبو يوسف فقال له ما تقول فى عبد بين اثنين اعتقه
أحدهما قال لا يجوز لانه ضرروهو منهى عنه قال
فان اعتقه الآخر قال جاز قال ناقضت ان كان
عتق الاول لغوا فقد أعتقه الثانى وهو عبد فلم
ينفذ فسكت وانقطع وقال الليث ابن سعد كنت
اسمع بذكر أبى حنيفة وأتمنى رؤيته فانى بمكة اذ
رأيت الناس مجتمعين على شخص فسمعت انسانا
ينادى يا أباحنيفة فعلمت انه هو فسأله رجل
فقال له ان لى مالا كثيرا وولدا أزوجه وانفق عليه
المال الكثير فيطلق فيذهب مالى فهل لى من حيلة
قال ادخل به سوق الرقيق واشترمن يعجبه ثم
زوجه اياها فان طلقها رجعت مملوكة لك وان
أعتقها لم ينفذ عتقه قال الليث فوالله ما أعجبنى
جوابه كما اعجبنى سرعة جوابه وشك شخص فى
طلاق زوجته فسأل شريكا فقال طلقها ثم راجعها
والثورى فقال قل ان كنت طلقتها فقد راجعتها
وزفر فقال هى امرأتك حتى تتيقن طلاقها وأبا
حنيفة فقال اما الثورى فاتاك بالورع وأما زفر فاتاك

چھپ اور مجھے معاف کر اس خوف سے جو میری جانب سے
تیرے دل میں واقع ہوا۔ شفیق نے کہا میں نے جان لیا کہ فی الحقیقۃ
یہ زاہد ہیں۔ فضیلؒ نے کہا کہ امام صاحب کثرت افضال و قلت
کلام و اکرام علم و علماء کے ساتھ مشہور تھے۔ شریک نے کہا کہ
امام صاحب سے جو شخص پڑھتا آپ اس کو غنی فرما دیتے اور
اس پر اور اس کے اہل و عیال پر خرچ فرما دیتے۔ پھر جب وہ
سیکھ لیتا تو فرماتے کہ تجھے بڑی مالداری حاصل ہوئی کہ تو نے
حلال و حرام کو پہچان لیا۔ ابراہیم بن عیینہ چار ہزار درہم سے
زیادہ قرض کی وجہ سے قید ہوئے تو اُن کے بھائیوں نے چاہا
کہ چندہ کر کے اس قدر جمع کرلیں۔ جب امام صاحب کے
پاس چندہ کے لئے آئے آپ نے فرمایا کہ لوگوں سے جو کچھ لیا ہے
وہ سب واپس کردیا جائے اور اُن کا تمام و کمال قرض اپنے پاس
سے ادا کردیا۔ آپ کے پاس ایک شخص کچھ ہدیہ لایا آپ نے کئی
گُنا اس کا مکافات فرمایا۔ اُس نے کہا کہ اگر مجھے معلوم ہوتا
کہ آپ اس قدر مکافات فرمائیں گے تو ہدیہ حاضر نہ کرتا۔ آپ
نے فرمایا کہ ایسی بات نہ کہو کہ الفضل للمقدم کیا تم نے وہ حدیث
نہ سنی جو مجھ سے ہشیم نے بروایت ابو صالح مرفوعاً حضور اقدس
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت فرمایا کہ جو شخص تمہارے
ساتھ بھلائی کرے اسکی مکافات کرو اور اگر مکافات کیلئے
کچھ نہ پاؤ تو اس کی تعریف کرو۔ پھر فرمایا کہ یہ حدیث مجھے
اپنے تمام اموال مملوکہ سے بہت زیادہ محبوب ہے ؛؛

اٹھارہویں فصل آپکے زہد اور پرہیزگاری کے بیان میں

ابن مبارک نے کہا کہ میں کوفہ میں پہنچا اور پوچھا کہ یہاں سب
سے بڑا زاہد کون شخص ہے۔ سب لوگوں نے کہا کہ امام ابوحنیفہ
ہیں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ آپ نے ایک مرتبہ ایک لونڈی لینا چاہی
تو دس سال تک اور روایت میں ہے بیس سال تک پسند کرتے

بعين الفقه واما شريك فهو كرجل قلت له لا أدري
أصاب ثوبي بول أولا فقال بل على ثوبك فاغسله
(تنبيه) لاخلاف بين هؤلاء الائمة في المعنى للاجماع
على ان من شك في طلاق زوجته لا يلزمه شئ بل
هو في نكاحه ظاهرا وانما الخلاف في الاولى فرأى شريك
ايقاعه لانه مع الشك غير جازم بالرجعة وتعليقها
فيه خلاف والثوري الرجعة مع التعليق ولم ينظر
للخلاف فيه واعرض عن ذالك زفر وبين أصل الحكم
وهو عدم الوقوع وكان الربيع حاجب المنصور معاديا
له فقصد ان يرميه عنده فقال له انه يخالف جدك[1]
ابن عباس في قوله ان الاستثناء لا يشترط اتصاله
فقال يا أمير المؤمنين ان الربيع يزعم انه لا بيعة لك
في رقاب جندك لانهم يحلفون لك ثم يرجعون،
بمنازلهم ويستثنون فتبطل بيعتهم فضحك المنصور
وقال يا ربيع لا تتعرض لابي حنيفة فلما خرج قال
له الربيع أردت قتلي قال لا ولكنك الذي أردت قتلي
فخلصتك وخلصت نفسي وقال بعض أعدائه
اليوم أقتله عند المنصور ثم سأله بين يديه فقال
يا ابا حنيفة ان الرجل منا يدعوه امير المؤمنين
فيأمره بضرب عنق الرجل لا ندري ماهو أيسعه
أن يضرب عنقه قال امير المؤمنين يأمر بالحق
أو الباطل قال بالحق قال انفذ الحق حيث كان ولا تسأل
عنه ثم قال أبو حنيفة ان هذا أراد أن يوثقني فربطته
وسرق طاوس مملوك لجاره فشكى اليه فقال اسكت
ثم غدا للمسجد فلما اجتمع اهله قال أما يستحي
من يسرق طاوس جاره ثم يجيء يصلي وأثر ريشه برأسه
فمسح رجل رأسه فقال له يا هذا رد على صاحبك

اور مشورہ لیتے رہے کہ قیدیوں کے کسی گروہ میں سے خریدیں۔
جو شبہ سے بالکل پاک و صاف ہو میں نے کسی کو آپ سے
زیادہ پرہیزگار نہ دیکھا۔ کیا تم قدرت رکھتے ہو ایسے شخص
کی تعریف کرنے کی جن پر بہت سا مال پیش کیا گیا مگر انہوں
نے اس کی مطلقاً پرواہ نہ کی۔ نفس پروروں نے آپ کو
کوڑوں سے مارا۔ آپ نے آسائش و تکلیف دونوں حالت
میں خدائے تعالیٰ کی عبادت کی اور اس چیز کو قبول نہ فرمایا
جس کی لوگ خود سے خواہش کرتے ہیں اور اپنے سے چاہتے
ہیں۔ مکی بن ابراہیم نے کہا کہ میں کوفہ والوں کے پاس بیٹھا تو ان
میں سے کسی شخص کو امام صاحب سے زیادہ پرہیزگار نہ دیکھا
حسن بن صالح فرماتے ہیں کہ امام صاحب بہت بڑے پرہیزگار
تھے۔ حرام سے ڈرتے صرف شبہ کی وجہ سے بہت حلال کو
بھی چھوڑ دیتے تھے۔ میں نے کسی فقیہ کو آپ سے زیادہ اپنی
جان اور علم کا بچانے والا نہ دیکھا اور تا دم مرگ آپ نے اسی
پرہیزگاری اور کوشش کے ساتھ زندگی بسر فرمائی۔ نصر بن
محمد نے کہا کہ میں نے کسی کو امام صاحب سے زیادہ پرہیزگار
نہ دیکھا۔ یزید بن ہارون فرماتے ہیں کہ میں نے ہزار استادوں
سے علم سیکھا اور لکھا مگر امام صاحب کو ورع اور حفظ لسان
میں سب سے بڑھا چڑھا پایا۔ حسن بن زیادہ کہتے ہیں بخدا
امام صاحب نے کبھی کسی خلیفہ کا کوئی تحفہ کوئی ہدیہ قبول نہ فرمایا۔
آپ نے اپنے شریک کے پاس تجارت کا مال بھیجا جس میں
ایک کپڑا عیب دار تھا فرمایا اسکو بیچیں تو عیب بیان کریں۔
انہوں نے بیچا مگر عیب کو بیان کرنا غلطی سے بھول گئے
اور یہ بھی یاد نہ رہا کہ کس شخص نے خریدا ہے۔ جب امام صاحب
کو اسکا علم ہوا تو آپنے پوری قیمت صدقہ فرما دی جو تیس ہزار
درہم تھی اور اپنے شریک سے جدا ہو گئے۔ وکیع نے ذکر کیا کہ

[1] یعنی قاضی ہونے کو ۱۲ منہ

طاؤسه فرد وكان الاعمش يغص منه لحدة في خلقه
فوقع له ان حلف بطلاق امرأته ان أخبرته بفناء
الدقيق أوكتبت به أو أرسلت أو ذكرت لاحد
ليذكر له أو أومات في ذلك فتحيرت في ذلك فقيل
لها عليك بابي حنيفة فقصت عليه ذلك فقال
لها اذا فرغ جراب الدقيق شديه بثوبه وهو نائم
فاذا استيقظ رآه وعلم فناء الدقيق ففعلت فعلم فناءه
وجعل يقول هذا والله من حيل أبي حنيفة
كيف نفلح وهو حي وهو يفضحنا في نسائنا يريهن
عجزنا ورقة فهمنا وحلف رجل ليقربن أمراته
نهارا في رمضان فتحير الناس في المخرج من
ذلك فقال يسافر بها ويقربها حينئذ وتنبأ في
زمنه رجل قال أمهلوني حتى آتي بعلامة
فقال من طلب منه علامة كفر لانه يطلبه
وذلك مكذب لقول النبي صلى الله عليه وسلم
لا نبي بعدي وتزوج أخرى على زوجته أم حماد
فقالت لابد ان تطلقها ثلاثا والا لا أصاحبك
فاحتال وأمر الجديدة ان تدخل له عندها
وتسأله أيحل للمرأة ان تهجر زوجها فدخلت
وسالته عن ذلك فقالت أم حماد لابد أن
تطلق الجديدة فقال كل امرأة لي خارج هذه
الدار فهي طالق ثلاثا فرضيت ولم تطلق الجديدة
وقال له رافضي من أشد الناس قال اما على قولنا
فعلي كرم الله وجهه لانه علم ان الحق لابي بكر
فسلمه له واما على قولكم فابو بكر لانه اخذه من
علي قهرا عليه ولم يمكن عليا ان ينتزعه منه
فتحير الرافضي وسئل عمن طلق ثلاثا ان اغتسل

امام صاحب نے اپنے نفس پر لازم کرلیا تھا کہ اگر کلام میں سچی
بات پر بھی خدا کی قسم کھائیں گے تو ایک درہم صدقہ کریں گے
ایک مرتبہ قسم کھائی تو ایک درہم صدقہ کیا پھر اپنے نفس پر
لازم کیا کہ اب اگر قسم کھائیں گے تو ایک دینار صدقہ کریں گے
تو جب کبھی قسم کھاتے ایک دینار صدقہ فرماتے۔ حفص نے کہا
کہ میں تیئیس سال تک امام صاحب کی خدمت میں رہا تو کبھی
نہیں دیکھا کہ جو کچھ دل میں ہو اس کے خلاف ظاہر کیا ہو
آپکی عادت کریمہ تھی کہ جب کبھی کسی چیز میں ذرا سا بھی شبہ
ہوتا تو اس کو علیحدہ فرما دیتے اگرچہ آپ کا تمام مال ہوتا۔ سہل
بن مزاحم نے کہا ہم آپ کے یہاں آنے جاتے تھے تو آپ کے
کاشانہ میں سوا چٹائیوں کے اور کچھ نہ دیکھتے۔ کسی نے
آپ سے کہا کہ دنیا آپ پر پیش کی جاتی ہے اور آپ عیالدار ہیں
(پھر کیوں نہیں قبول فرماتے) فرمایا کہ اللہ تعالیٰ عیال کے لئے ہے۔
ہمارا خرچ مہینہ بھر میں دو درہم ہے تو کیا فائدہ ہے کہ ہم اولاد
کے لئے مال جمع کریں کہ وہ لوگ اطاعت کریں یا معصیت اور
باز پرس مجھ سے ہو۔ اسلئے کہ اللہ تعالیٰ کی روزی دونوں فریق
کے لئے صبح کو آتی اور شام کو جاتی ہے۔ اسکے بعد یہ آیت پڑھی
وفی السماء رزقکم وما توعدون اور آپ کے بعض شاگرد حج کو گئے
اور آپ کے پاس ایک لونڈی چھوڑ گئے۔ وہ چار مہینہ تک سفر
میں رہے۔ جب واپس آئے پوچھا آپ نے اس کو کیسا پایا۔
فرمایا جس شخص نے قرآن پڑھا اور لوگوں کے دین کی حفاظت کی
اسکو ضرورت ہے کہ اپنے نفس کو فتنہ سے بچائے۔ بخدا جب سے
تم گئے اس وقت سے تمہاری واپسی تک میں نے اسکو کبھی نہ دیکھا
تو اس شخص نے اس لونڈی سے امام صاحب کے اخلاق کو پوچھا
اس نے کہا کہ میں نے اُن جیسا نہ سنا نہ دیکھا۔ میں نے اُن کو دن رات
میں کبھی جنابت سے غسل کرتے نہ دیکھا۔ نہ کبھی دن میں افطار کرتے
دیکھا۔ آخر شب میں تھوڑا سا کھانا کھاتے اور ذرا دیر کو سو رہتے

اليوم من جنابة ثم طلق ثلاثا ان ترك صلاة من
صلوات يومه هذا ثم طلق ثلاثا ان لم يجامع
امرأته فى هذا اليوم فقال يصلى العصر ثم يجامعها
ثم يغتسل بعد الغروب ويصلى المغرب والعشاء
أراد بصلوات اليوم الخمس وسئل عمن قال
وزوجته على سلم ان صعدت فانت طالق فان
نزلت فانت طالق ما الحيلة فيها قال يحمل السلم
وهى عليه فيوضع بالارض أو تحمل بغير ارادتها
فتوضع بالارض وعمن بيد امرأته قدح ماء فقال
ان شربتيه أو صببتيه أو وضعتيه أو ناولتيه
انسانا فانت طالق قال تنزل فيه ثوبا ينشفه به
وحلف رجل أن لا يأكل البيض ثم حلف ليأكلن
مافى كم فلان فاذا هو بيض فقال يحضنه دجاجة
فاذا القى فرخا شواه وأكله أو طبخه وأكله كله مع المرقة
(تنبيه) الحيلة عندنا فى ذلك أن يجعله فى ناطف
ويبر لانه صدق عليه انه أكل مافى كمه ولم يصدق
عليه انه أكل بيضا لاستهلاكه وولدت أمرأة
ولدين ظهرهما واحد فمات أحدهما فقال علماء
الكوفة يدفنان جميعا وقال أبوحنيفة يدفن الميت
ويتوصل بالتراب الى قطع الاتصال ففعلوا فانفصل
الحى وعاش وكان يسمى مولى أبى حنيفة واجتمع
فى المدينة بمحمد بن الحسن بن على رضى الله عنهم
فقال له أنت الذى خالفت أحاديث جدى صلى الله
عليه وسلم بالقياس فقال معاذ الله من ذلك
اجلس فان لك حرمة كحرمة جدك عليه أفضل
الصلاة والسلام فجلس وجثى أبوحنيفة بين يديه
فقال له الرجل اضعف ام المرأة فقال المرأة قال

پھر نماز کو تشریف لیجاتے۔ امام صاحب کے پاس ایک عورت
ایک ریشمین کپڑا لائی جس کو وہ سو میں بیچتی تھی۔ فرمایا یہ سو سے
زیادہ کا ہے کیا قیمت لے گی تو اس نے ایک ایک سو بڑھانا
شروع کیا۔ یہانتک کہ چار سو کیا۔ آپ نے فرمایا وہ اس سے
بھی زیادہ کا ہے۔ اس نے کہا کیا آپ مجھ سے مذاق فرماتے
ہیں فرمایا کہ کسی مرد کو بلا لاؤ۔ وہ مرد کو بلا لائی اُس سے امام صاحب
نے اس کپڑے کو پانسو درہم کو خریدا۔ امام صاحب فرماتے
اگر خدا تعالیٰ کا خوف اور اس بات کا ڈر نہ ہوتا کہ علم ضائع
ہو جائیگا تو میں کسی شخص کو فتویٰ نہ دیتا کہ اُنہیں تو آرام ہو اور
مجھ پر گناہ ہو۔ جب بغداد میں اس واقعہ میں محبوس ہوئے جسکا
بیان آتا ہے تو اپنے صاحبزادہ حماد کے پاس کہلا بھیجا کہ میرا
قوت ہر مہینے میں دو درہم ہے ایک بار ستو اور ایک بار روٹی
کے لئے اور اب میں قید ہوں تو اس کو جلد میرے پاس بھیجدو۔
ایک مرتبہ کوفہ کی بکریوں میں ایک چھینی ہوئی بکری مل گئی۔ لوگوں
سے دریافت فرمایا کہ کتنے دنوں بکری زندہ رہتی ہے۔ لوگوں
نے کہا سات سال تک۔ امام صاحب نے سات سال تک
بکری کا گوشت نہ کھایا۔ اسی زمانہ میں بعض فوجیوں کو دیکھا۔ کہ
اس نے گوشت کھا کر اس کا بقیہ کوفہ کی نہر میں ڈال دیا۔ آپ نے
مچھلی کی عمر دریافت فرمائی۔ لوگوں نے کہا اتنے سال۔ آپ نے
اُتنے زمانہ تک مچھلی کا کھانا چھوڑ دیا۔ ہمارے بعض حضرات
ائمہ شافعیہ یعنی استاذ ابوالقاسم قشیری رحمہ اللہ تعالیٰ نے
اپنے رسالہ[1] کے باب التقویٰ میں فرمایا ہے کہ امام صاحب
اپنے قرضدار کے درخت کے سایہ میں بیٹھنے سے بھی بچتے تھے
اور فرماتے جس قرض سے نفع ہو وہ سود ہے اور اسی کے
موافق یزید بن ہارون قول ہے کہ میں نے کسی کو امام صاحب سے

[1] یہ رسالہ سادات صوفیہ قدسنا اللہ باسرارہم کے حالات وغیرہ
میں اعظم تصنیفات سے ہے۔ ۱۲ منہ

كم سهمها قال نصف سهم الرجل قال لو قلت
بالقياس لقلبت الحكم ثم قال الصلاة افضل ام
الصوم قال الصلاة قال لو قلت بالقياس لامرت
الحائض بقضائها دون قضائه ثم قال البول انجس
أم النطفة قال البول قال لو قلت بالقياس لاوجبت
الغسل من البول دون المنى معاذ الله ان أقول على
غير الحديث بل أخدم قوله فقام وقبل وجهه
وقدم غريب الكوفة بزوجة فائقة الجمال فعلق
بها كوفى وادعى أنها زوجته وصدت عنه وعجز
زوجها عن اثبات نكاحه وعرضت المسئلة
على أبي حنيفة فذهب هو وابن أبي ليلى وجماعة
الى رحل الزوج وأمر نسوة ان يدخلنه فعوت
عليهن كلابه ثم أمر المرأة أن تدخل فتبصبص
حولها فقال الامام ظهر الحق فاعترفت المرأة
ونظير ذلك ما نقل عن علماء مذهبه انه اذا
خلا بامرأته ومعه كلبه صحت الخلوة وتأكد
الصداق او كلبها لم يتأكد وأراه ابن هبيرة فصا
مكتوبا عليه عطاء بن عبد الله وقال أكره التختم
به لما كان اسم غيرى عليه ولا يمكن حكه فقال
دور رأس الباء يكون عطاء من عند الله فتعجب
من سرعة استخراجه وقال له اكثر المجئ الينا
قال وما أصنع عندك ان قربتني فتنتني وان
أقصيتني أخزيتني وليس عندي ما أخافك
عليه وقال ذلك ايضا لما قال له كل من المنصور
وأمير الكوفة عيسى بن موسى لو أكثرت المجئ الينا
ودخل الضحاك المروزى الكوفة وأمر بقتل الرجال
كلهم فخرج اليه أبو حنيفة فى قميص ورداء فقال له

زیادہ پرہیزگار نہ دیکھا - میں نے ایک دن اُن کو ایک شخص کے
دروازہ کے سامنے دھوپ میں بیٹھے ہوئے دیکھا - میں نے کہا اگر
حضور اس سایہ میں تشریف لے چلتے تو اچھا ہوتا فرمایا مالک
مکان پر میرا قرض ہے اور میں نہیں چاہتا کہ اس سے نفع حاصل
کروں اور اس کے مکان کے سایہ میں بیٹھوں - یزید نے کہا اس
سے بڑھ کر پرہیزگاری اور کیا ہوگی - اور ایک روایت میں ہے کہ
جب اس مکان کے سایہ میں بیٹھنے سے رُکے تو کسی نے اُسکا
سبب پوچھا آپ نے فرمایا کہ مالک مکان پر میرا قرض ہے -
میں پسند نہیں کرتا کہ اسکی دیوار کے سایہ میں بیٹھوں کہ یہ بھی
تحصیل منفعت ہے مگر میں اور لوگوں پر اس بات کو واجب
نہیں جانتا ہوں لیکن عالم کو ضرور ہے کہ جس بات کی طرف
لوگوں کو بلائے اس سے زیادہ خود کرے - اِن کے علاوہ
امام صاحب کے ورع و پرہیزگاری کی روایتیں بہت زیادہ
ہیں ؞

اُنیسویں فصل آپکے امانتدار ہونیکے بیان میں

کسی شخص نے شام میں حکم بن ہشام ثقفی سے کہا کہ امام
ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی حالت بیان کیجئے - فرمایا وہ سب سے زیادہ
امانتدار تھے - بادشاہ نے چاہا کہ اپنے تمام خزانوں کی کنجیوں
کا متولی کردے اور اگر اس کو پسند نہ کریں گے تو کوڑا کھائیں
گے - امام صاحب نے کوڑا کھانے کی حتمی تکلیف کو اللہ تعالیٰ
کے احتمالی عذاب پر پسند فرمایا - اس شخص نے حکم بن ہشام
سے کہا کہ جیسی تعریف آپ کر رہے ہیں اُس قسم کی تعریف
کسی کو کرتے ہوئے میں نے نہیں دیکھا - فرمایا بخدا وہ ایسے
ہی ہیں - وکیع نے کہا امام ابو حنیفہ بہت بڑے امانتدار
تھے - ابو نعیم اور فضل بن دکین نے کہا کہ امام صاحب دیانتدار
اور بڑے امانت شعار تھے ؞

لم أمرت بقتل الرجال قال لانهم مرتدون قال
أكان دينهم غير ما هم عليه فارتدوا احتى صاروا الى
ما هم عليه أم كان هذا دينهم قال أحد ما قلت
فاعاد فقال الضحاك أخطأنا فغمدوا سيوفهم
ونجا الناس وفي رواية أن الخوارج لما دخلوا الكوفة
ورأيهم تكفير كل من خالفهم قيل لهم عن أبي
حنيفة هذا شيخ هؤلاء فاحضروه وقالوا تب
من الكفر فقال انا تائب من كل كفر فقيل لهم انه
قال انا تائب من كفركم فاخذوه فقال لهم أبعلم
قلتم أم بظن قالوا بظن قال ان بعض الظن اثم والا
ثم كفر عندكم فتوبوا من الكفر قالوا تب انت ايضا
من الكفر (تنبيه) وقع لبعض حساد أبي حنيفة
الذين ينتقصونه بما هو بريء انه ذكر من مثالبه
انه كفر مرتين واستتيب مرتين وانما وقع له ذلك
مع الخوارج فارادوا انتقاصه به وليس بنقص
بل هو غاية في رفعته اذ لم يوجد أحد يحاجهم
غيره رحمة الله عليه واوصى رجل الى آخر وسلمه
كيسا فيه ألف دينار وقال اذا كبر ولدى فاعطه
ما تحب فلما كبر أعطاه الكيس دون ما فيه
فجاء الولد لابي حنيفة وذكر له الخبر فدعا الوصى
وقال اعطه الالف لان الذي تحبه هو الذي
امسكته اذ كل أحد غالبا انما يمسك الذي يحبه
ويعطى الذي لا يحبه وكان بعض المحدثين يقع
فيه فوقع في ورطة لم ير من يخلصه منها غيره
وهي أنه قال لزوجته ان سألتني الليلة الطلاق
ولم أطلقك فانت طالق وقالت ان لم اسألك
الليلة الطلاق فعبدي حر فقال لها الامام سليه

بیسویں فصل آپکے وفور عقل کی بیان میں

خطیب نے ابن مبارک سے روایت کی کہ میں کسی شخص کو
امام صاحب سے زیادہ عقلمند نہ دیکھا - ہارون رشید سے
مروی ہے کہ اُن کے سامنے امام صاحب کا تذکرہ ہوا - ہارون رشید
نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے حق میں دعاء رحمت کی اور
کہا کہ وہ عقل کی آنکھ سے وہ چیز دیکھتے تھے جو دوسرا سر کی
آنکھ سے نہیں دیکھ سکتا تھا - علی بن عاصم سے روایت ہے کہ
اگر امام ابو حنیفہ کی عقل روئے زمین والوں کی عقلوں سے تولی
جائے تو ضرور امام صاحب کی عقل راجح ہو - محمد بن عبد اللہ
انصاری سے مروی ہے کہ امام صاحب کی بات چیت - کام
کاج - چلنے پھرنے آنے جانے میں اُن کی عقل کا پتہ چلتا تھا -
خارجہ سے روایت ہے کہ میں ایک ہزار علماء سے ملا تو اُن
میں تین چار آدمیوں کو عقلمند پایا - اُن میں سے ایک امام
صاحب کا ذکر کیا - یزید بن ہارون سے مروی ہے - کہ میں
بہت لوگوں سے ملا تو اُن میں کسی کو امام صاحب ابو حنیفہ
رحمہ اللہ تعالیٰ سے عقل فضل ورع میں زیادہ نہ پایا - امام
ابو یوسف نے فرمایا میں نے کسی کو عقل میں کامل مروّت میں
پورا امام صاحب سے بڑھ کر نہ دیکھا - یحییٰ بن معین نے کہا
کہ امام صاحب اس سے زیادہ عقلمند ہیں کہ غلط بات کہیں
میں نے کسی کو وصف کرتے ہوئے اس سے بڑھ کر نہ دیکھا جو
ابن مبارک نے آپکی تعریف کرتے اور ان کی بھلائی کا ذکر فرماتے -
آپ کے صاحبزادہ حماد نے روایت کیا کہ امام صاحب اپنے
کپڑے کو گوٹ مارے ہوئے مسجد میں بیٹھے تھے کہ آپکی گود
میں چھت سے ایک بہت بڑا سانپ گرا - بخدا نہ اُنھوں
نے حرکت کی - نہ اپنی جگہ سے کچھ کھسکے اور نہ آپکی حالت بدلی
پھر پڑا ہرگز نہیں پہنچ سکتا - مگر جو خدا نے ہمارے لئے لکھا ہے

الطلاق وقال له قل أنت طالق ان شئت ثم قال
اذهبا فلاحنث عليكما وقال له تب الى الله
من الوقيعة فيمن حمل اليك العلم فتاب وكانا بعد
يدعوان له دبر كل صلاة وحلف شخص بالطلاق
من زوجته ان لم تطبخ له قدرا فيها مكوك ملح
لا يظهر له أثر فى الطعام المطبوخ فسئل عنها
فقال تطبخ بيضة فى قدر و تلقى عليه الملح
المحلوف عليه وأكثر منه وأراد جماعة من الزهرية
قتله فقال حتى تبحث فى مسئلة ثم شأنكم
وما أردتم فقال ما تقولون فى سفينة مشحونة
بالاثقال فى بحر ذى موج متلاطم بلا ملاح
أيجوز هذا قالوا هذا محال قال ايجوز فى
العقل مثل وجود هذه الدنيا مع تباين أطرافها
واختلاف أحوالها وأمورها وتغيير أعمالها
وأفعالها من غير صانع حكيم ومدبر عليم فتابوا
جميعا وغمدوا سيوفهم وجاءه رجل له على
آخر ألف أنكره وأراد الحلف وليس مع المدعى
الاشاهد واحد وعلم أبو حنيفة صدقه فامره
أن يهبه لحاضره بحضرة شاهده ثم أمر الحاضر
بالدعوى على المدين بالالف وأمر الشاهد والواهب
أن يشهدا له بالالف ففعلا فحكم القاضى بالالف
وهذا الباب طويل وفيما ذكرناه كفاية على ان فى
بعض مالم نذكره خلافا ونزاعا فى ثبوته أوجب
حذفه ؞

(الفصل الرابع والعشرون فى حلمه ونحوه)

قال يزيد بن هرون ما رأيت أحلم منه كان له فضل
ودين وورع وحفظ لسان واقبال على مايعنيه وقال

پھر اس کو بائیں ہاتھ میں لیکر پھینک دیا۔ امام شافعی علیہ الرحمہ نے
فرمایا۔ نہیں جنتی کوئی عورت کسی ایسے شخص کو جو امام صاحب سے
زیادہ عقلمند ہو۔ بکر بن جیش نے کہا کہ اگر امام صاحب کے زمانہ
کے تمام لوگوں کی عقلیں اور امام صاحب کی عقل جمع کی جاتی تو امام
صاحب کی عقل اُن سب لوگوں کی عقلوں پر راجح ہوتی ؞

اکیسویں فصل آپکی فراست کے بیان میں

ایک دفعہ آپ نے اپنے اصحاب کے لئے چند ہونیوالی باتیں بیان
فرمائیں تو وہ اُسی طرح ہوئیں جسطرح آپنے فرمایا تھا۔ ازانجملہ امام
زفر اور داؤد طائی ہیں اُن سے فرمایا کہ تم تخلی بالطبع ہوکر عبادت
کروگے۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے لئے فرمایا تھا کہ تم
دنیا کی طرف مائل ہوگے تو ویسا ہی ہوا۔ اور فرمایا کہ جب کسی کو
لمبے سر والا دیکھو تو جان لو کہ احمق ہے۔ کسی نے پوچھا آپنے
علمائے مدینہ کو کیسا پایا۔ فرمایا اُن میں اگر کوئی شخص فلاح یاب
ہے تو گورے چٹے رنگ والے یعنی امام مالک ابن انس ہیں
اور ٹھیک کہا اور سچ فرمایا۔ اسلئے کہ امام مالک کا علم و فلاح
میں وہ رتبہ ہوا کہ مدینہ شریف میں کوئی عالم اُن کا ہم پلہ نہ ہوا اور
فرمایا کہ جب کسی شخص کو اچھے حافظہ والا دیکھو تو اس کی جمع کردہ
حدیث کے ساتھ تمسک کرو اور جب کسی شخص کو لمبی داڑھی والا دیکھو
تو یقین کرو کہ وہ بیوقوف ہے اور جب کسی دراز قامت کو
عقلمند پاؤ تو اس کو غنیمت جانو اسلئے کہ طویل القامت بہت
کم عقلمند ہوتے ہیں۔ اور جب خلیفہ منصور کے دربار میں
سفیان ثوری اور مسعر اور امام ابو حنیفہ اور شریک رحمہم اللہ تعالیٰ
بلائے گئے۔ امام صاحب نے فرمایا کہ ہم تم لوگوں کے بارے میں
اندازے سے ایک بات کہتے ہیں۔ میں تو کسی حیلہ سے بچ جاؤنگا
اور سفیان راستہ سے بھاگ جائیں گے اور مسعر مجنون بن جائینگے
اور شریک قاضی بنائے جائیں گے۔ تو جب سب سے پہلے

غيره شتمه رجل وأطال بنحو يا زنديق فقال له
غفر الله لك هو يعلم مني خلاف ما تقول وقال
عبد الرزاق ما رأيت احلم منه كنا معه بمسجد
الخيف والناس حوله فسأله بصري عن مسئلة
فاجابه فاعترضه بان الحسن خالفه فقال أخطأ
الحسن فقال له رجل يا ابن الزانية انت تقول
أخطأ الحسن فصاح الناس وهموا به فسكتهم
ابوحنيفة وأطرق ساعة ثم رفع رأسه فقال نعم
أخطأ الحسن وأصاب ابن مسعود فيما روى عن
رسول الله صلى الله عليه وسلم وكان يقول ما
جازيت احدا بسوء قط ولا لعنت أحدا ولا ظلمت
مسلما ولا معاهدا ولا عششت أحدا ولا خدعته
وقيل له ان الثوري ينال منك ويتكلم فيك فقال
غفر الله له ثم مدحه وكان بجوارة اسكاف اذا
سكر يتغنى (شعر)

أضاعوني واي فتى أضاعوا ؛ ليوم كريهة وسداد ثغر

ففقد صوته ليلة فقيل أخذه العس فركب للامير
فزاد في تعظيمه وامر باطلاقه واطلاق كل من مسك
تلك الليلة وما بعدها فركب راجعا والاسكاف
يمشي خلفه فقال يا فتى أضعناك قال لا بل
حفظت ورعيت جزاك الله خيرا ثم تاب
وحسنت توبته ولازم مجلسه حتى صار فقيها
وقال الوليد بن القاسم كان كريم الطبع عظيم التفقه
والمواسات لاصحابه وقال عصام لم يكن لاحد
من الحق كما لابي حنيفة على أصحابه وكان الذباب
اذا وقع على أحد منهم يرى مشقة ذلك عليه
وقيل له عن بعضهم أنه سقط من سطحه فصاح صيحة

سفیان نے کہا کہ میں قضاء حاجت کو جاتا ہوں۔ ایک پولیس والا اُن کے
ساتھ چلا ایک دیوار کی آڑ میں بیٹھے کہ ادھر سے کانٹوں کی ایک
کشتی گذری۔ سفیان نے کشتی والوں سے کہا کہ یہ آدمی جو دیوار
کے پیچھے کھڑا ہے مجھے ذبح کرنا چاہتا ہے۔ لوگوں نے کہا
کشتی میں چلے آئیے۔ آپ تشریف لیگئے اور کشتی پر سوار ہوئے
لوگوں نے آپکو کانٹوں میں چھپالیا۔ پولیس کے پاس ہوکر کشتی
گذری اُس نے آپکو نہ دیکھا۔ جب دیر ہوئی تو اُسنے آپکو پکارا
کہ اے ابوعبداللہ کچھ جواب نہ آیا۔ جب اُس نے آکر دیکھا تو
آپکو نہ پایا۔ اپنے ساتھی کے پاس واپس گیا تو اس نے اس شخص
کو مارا اور گالی دی۔ جب وہ تینوں خلیفہ کے پاس پہنچے۔
سب سے پہلے مسعر ملے اور مصافحہ کیا اور پوچھا امیر المؤمنین آپ
کا کیا حال ہے۔ آپکی لونڈیاں کیسی ہیں۔ چوپائے آپکے کیسے
ہیں۔ اے امیر المؤمنین آپ مجھے قاضی بنا دیجئے۔ ایک شخص
جو اُن کے پاس کھڑا تھا بولا کہ یہ مجنون ہیں۔ خلیفہ نے کہا۔ تم سچ
کہتے ہو ان کو نکال دو۔ اس کے بعد امام ابوحنیفہ کو بلایا آپ
تشریف لیگئے اور فرمایا اے امیر المؤمنین میں نعمان بن ثابت بن
مملوک ریشمی پارچہ فروش کا لڑکا ہوں کوفہ والے اس کو پسند
نہ کریں گے۔ کہ ایک ریشمی پارچہ فروش کا لڑکا اُن پر حاکم ہو۔
اُس نے کہا تم سچ کہتے ہو۔ اس کے بعد شریک نے کچھ معذرت
کرنی چاہی خلیفہ نے کہا خاموش رہیئے۔ اب آپکے سوا کون
باقی رہا اپنا عہدہ لیجئے۔ اُنہوں نے کہا مجھے نسیان بہت
ہے۔ خلیفہ نے کہا لبان چبایا کیجئے۔ کہا مجھ میں خفت عقل ہی
کہا کچہری آنے کے قبل فالودہ بناکر کھالیا کیجئے۔ بولے تو میں
ہر آنیوالے جانیوالے پر حکومت کرونگا خلیفہ نے کہا اگرچہ میرا
لڑکا ہو اس پر بھی تم حاکم ہو۔ تب کہا خیر میں قاضی بنوں گا
تو اس واقعہ میں وہی ہوا جو امام صاحب نے فرمایا تھا۔ ایک
شخص مسجد میں آپ کے پاس سے گذرا۔ آپ نے از روئے فراست

سمعها من فی المسجد وقام فزعا علیه حافیا ثم بکی
وقال لو أمکننی حمل ذلك حملته وکان یأتیه صباحا
ومساء حتی بریٔ وجاءه رجل فقال انی وضعت
کتابا علی خطك الی فلان فاعطانی أربعة آلاف درهم
فقال أبو حنیفة ان کنتم منتفعون بهذا فافعلوه
وقال أبو معاذ کان أبو حنیفة مع معرفته بقربي من
سفیان وبینهما ما بین الاقران یقربنی ویقضی حوائجی
وکان حلیما ورعا وقورا قد جمع الله فیه خصالا
شریفة وشتمه رجل وهو فی درسه وأکثر فما التفت
الیه ولا قطع کلامه ونهی أصحابه عن مخاطبته
فلما فرغ وقام تبعه الی باب داره فقام علی بابه
وقال للرجل هذه داری ان کان بقی معك شئ
فاتمه حتی لا یبقی فی نفسك شئ فاستحی الرجل
وفی قصة أخری انه تبعه فلما دخل جعل یسب
ویشتم فلم یجبه احد فقال أتعد وتنی کلبا فقیل
من داخل الدار نعم وقال أبو یوسف کان یحمل
والدته علی حمار الی مجلس عمر بن ذر کراهیة
ان یرد أمرها وقال أبو حنیفة ربما ذهبت بها
الی مجلسه وربما أمرتنی أن أذهب الیه وأساله عن
مسئلة فاتیه واذکره له وأقول له ان أمی أمرتنی
أن أسالك عنه فیقول وأنت تسالنی عن هذا
فاقول هی أمرتنی فیقول قل لی کیف هو حتی
اخبرك فاخبره بالجواب ثم یخبرنی به فاتیها
وأخبرها عنه بما قال ونظیر ذلك انها استفتت
عن شئ فافتیها فلم تقبله وقالت لا أقبل الاقول
زرعة القاص أی الواعظ فجاء بها الیه وقال له
ان أمی تستفتیك فی کذا فقال أنت اعلم وأفقه

سمجھا کہ یہ ایک مسافر ہے جس کی آستین میں مٹھائی ہے۔ لڑکوں
کو پڑھایا کرتا ہے۔ دریافت سے معلوم ہوا کہ یہ تینوں باتیں
ٹھیک ہیں۔ کسی نے آپ سے وجہ دریافت کی۔ فرمایا کہ میں نے
اس کو دیکھا کہ اپنے داہنے بائیں دیکھا کرتا ہے اور یہ مسافر
کی شان ہوتی ہے اور یہ دیکھا کہ اس کی آستین پر مکھیاں بیٹھی
ہیں اور میں نے دیکھا کہ لڑکوں کو دیکھا کرتا ہے ؎

بائیسویں اور تیئیسویں فصل آپکے غایت درجہ ذکی ہونے اور مشکل مسائل کے مسکت جوابات میں

(۱) آپکے مخالفین میں سے ایک شخص نے آپ سے پوچھا
کہ آپ کیا فرماتے ہیں اُس شخص کے بارے میں جو جنت کا امیدوار
نہ ہو اور نہ دوزخ سے ڈرتا ہو۔ نہ پروردگار سے اور مُردار کھاتا ہے
بے رکوع و سجود نماز پڑھتا ہے۔ بن دیکھی بات پر گواہی دیتا۔
سچی بات کو ناپسند کرتا ہے۔ فتنہ کو دوست رکھتا ہے۔ رحمت
سے بھاگتا ہے۔ یہود و نصاریٰ کی تصدیق کرتا ہے۔ آپنے
فرمایا کیا تجھے اس شخص کا علم ہے۔ اسنے کہا نہیں۔ مگر میں نے
اس سے زیادہ بُرا کسی کو نہ دیکھا۔ اسلیئے آپ سے سوال کیا
امام صاحب نے اپنے شاگردوں سے پوچھا کہ ایسے شخص کے
بارے میں کیا کہتے ہو۔ ان لوگوں نے کہا کہ ایسا شخص بہت ہی
بُرا ہے۔ یہ صفت کافر کی ہے۔ آپ نے تبسم فرمایا اور ارشاد
کیا کہ وہ شخص خدائے تعالیٰ کا سچا دوست ہے۔ اُس کے
بعد اُس شخص سے کہا کہ اگر اس کا جواب بتا دوں تو تو میری
بدگوئی سے باز رہیگا اور جو چیز تجھے نقصان پہنچائے اُس
سے بچیگا۔ اُسنے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا۔ وہ شخص رب
جنّت کی امید رکھتا ہے اور رب نار سے ڈرتا ہے اور اللہ تعالیٰ
سے اس بات کا خوف نہیں کرتا کہ اپنی بادشاہت میں کہ اس
پر ظلم کرے۔ مُردہ مچھلی کھاتا ہے۔ جنازہ کی نماز پڑھتا ہے

فأفتها قال أفتيها بكذا فقال زدعة القول مذقال أبوحنيفة فرضيت وانصرفت وقال الجرجاني سأله بحضرتي شاب فلجابه فقال له أخطأت فقلت لمن حوله سبحان الله ألا تعظمون هذا لشيخ فالتفت الىّ فقال اعهم انى ندعودتهم ذلك من نفسي وقال ماصليت صلاة منذ مات اوالا استغفرت له مع والدى ومامددت رجلى نحو داره وان بيني وبينه سبع سكك وانى لاستغفر لمن تعلمت منه اوعلمنى وقال ابن المبارك ماكان اوقرمن مجلسه كان حسن السمت حسن الثواب حسن الوجه وقال زفركان حمولا صبورا ومربه سفيان بن عيينة وقد ارتفع صوته وصوت أصحابه بالمسجد فقلت يا أباحنيفة هذا مسجد والصوت لا يرفع فيه فقال دعهم فانهم لا يفقهون الابه وقال الرشيد لابي يوسف صف لى اخلاق أبي حنيفة فقال يا اميرالمؤمسين ان الله عزوجل يقول (ما يلفظ من قول الا لديه رقيب عتيد) كان علمى به رحمه الله كان شديدالذب عن محارم الله تعالى ان تؤتى شديدالورع لا ينطق فى دين الله بما لا يعلم يحب ان يطاع الله تعالى لا يعصى مجانبا لاهل الدنيا فى زمانهم لا فس فى عزها طويل الصمت دائم الفكر على علم واسع لم يكن مهذارا ولا ثرثارا ان سئل عن مسئلة وكان عنده عن نطق به واصاب فيها وان كان غير ذلك ناس على الحق واتبعه صائنا لنفسه ودينه بذولا للعلم والمال مستغنيا بنفسه عن

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود پڑھتا ہے - ان دیکھی بات پر گواہی دینے کے یہ معنی ہیں کہ وہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور وہ ناپسند کرتا ہے موت کو جو حق ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرے اور مال و اولاد فتنہ ہے جس کو دوست رکھتا ہے - رحمت بارش ہے - یہود کی اس بات میں تصدیق کرتا ہے - لیست النصاریٰ علی شئی اور نصاریٰ کی اس قول میں تصدیق کرتا ہے لیست الیہود علی شئی - جب اس شخص نے یہ پُر مغز اور مسکت جواب سنا تو کھڑا ہوا اور امام صاحب کے سر مبارک کا بوسہ دیا اور کہا کہ میں قسم کھا کے گواہی دیتا ہوں کہ آپ حق پر ہیں -

(۲) جب امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ بیمار ہوئے - تو امام صاحب نے فرمایا کہ اگر یہ لڑکا مر جائے تو روئے زمین پر کوئی شخص اس کا قائم مقام نہ ہوگا - جب امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہما کو صحت ہوئی ان میں خود پسندی آگئی اور فقہ پڑھانے کی اپنی مجلس علیحدہ قائم کی لوگ ان کی طرف متوجہ ہوئے امام صاحب علیہ الرحمہ کو اس کی خبر ہوئی تو بعض حاضرین سے فرمایا ابو یوسف کی مجلس میں جاؤ اور ان سے پوچھو کہ آپ کیا فرماتے ہیں اس صورت میں کہ ایک شخص نے دھوبی کو میلا کپڑا دیا کہ دو درہم میں دھو دے - کچھ دنوں کے بعد اس شخص نے کپڑا مانگا دھوبی نے انکار کیا اس کے بعد اس شخص نے پھر مانگا دھوبی نے دھلا ہوا کپڑا اسکو دیا تو اس کپڑے کی دُھلائی اُس شخص کے ذمہ واجب ہوگی یا نہیں - اگر جواب دیں کہ ہاں اس دھوبی کو اُجرت ملنی چاہیئے تو کہو کہ آپ نے غلطی کی ہے اور جو کہیں کہ اس کو اجرت نہ ملنی چاہیئے تو کہو کہ آپ سے غلطی ہوئی ہے - پس وہ شخص امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہی مسئلہ دریافت کیا - امام ابو یوسف صاحب

جمیع الناس لا یمیل الی طمع بعیدا عن الغیبة
لا یذکر أحدا لوالا بخیر فقال الرشید هذه
أخلاق الصالحین وقال المعافا الموصلی کان
فیه عشر خصال ما کانت واحدة منها فی
انسان الا صار رئیسا فی وقته وساد قبیلته
الورع والصدق والعفة ومداراة الناس والمودة
الصادقة والاقبال علی ما ینفع وطول الصمت
والاصابة بالقول ومعونة اللهفان ولو عدوا
وقال ابن نمیر کان یجلس ومعه أصحابه کزفر
وداؤد الطائی والقاسم بن معن فیتطارحون
مسئلة فیما بینهم فیرتفع فیها اصواتهم
ثم یتکلم أبو حنیفة فیسکتون حتی یفرغ
فیتحفظون ما تکلم به فاذا أحکموا اخذوا فی
مسئلة أخری وکان یقول لو کان العوام لی
عبد الاعتقتهم وتبرأت من ولائهم ؛

الفصل الخامس والعشرون فی أکله
من کسبه ورده الجوائز

قد تواتر عنه رحمة الله علیه انه کان یتجر
فی الخز مسعود اماهرا فیه وله دکان فی الکوفة
وشرکاء یسافرون له فی شراء ذلك وبیعه مستغنا
بنفسه لا یمیل الی طمع ومن ثمة قال الحسن بن
زیاد والله ما قبل لاحد منهم أی الخلفاء والامراء
جائزة ولا هدیة ووصل الیه من المنصور
ثلاثون الف درهم فی دفعات فقال یا أمیر
المؤمنین انی ببغداد غریب وعندی ودائع الناس
ولیس لها عندی موضع واجعلها فی بیت المال
فاجابه فلما مات أخرجت ودائع الناس من

فرمایا "ہاں واجب ہے"۔ اس نے کہا آپ نے غلط کہا۔ اس کے
بعد کچھ دیر تک سوچ کر فرمایا "نہیں" اس شخص نے کہا کہ آپنے
غلطی کی اسی وقت امام ابو حنیفہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔
امام صاحب نے فرمایا کہ شاید دھوبی والے مسئلہ کی وجہ
سے آئے ہو۔ امام ابو یوسف نے کہا حضور ہاں۔ فرمایا سبحان اللہ
جو شخص مفتی بنجائے لوگوں کو فتوے دینے بیٹھے۔ دین الہی
کا ہادی بنے اور رتبہ اُسکا اتنا ہو کہ ایک مسئلہ اجارہ کا بھی نہ
معلوم ہو۔ امام ابو یوسف نے عرض کی مجھے بتائیے۔ فرمایا اگر
اُسنے غصب کے قبل دھویا تو اُجرت واجب ہے۔ اسلئے کہ
اس نے مالک کے لئے دھویا اور اگر بعد غصب و انکار دھویا
تو اُجرت کا مستحق نہیں کیونکہ اسنے اپنے لئے دھویا ہے۔
(۳۳) امام صاحب اور دیگر علماء کے ساتھ ایک دعوت ولیمہ
میں تشریف لیگئے جس نے اپنی دو بیٹیوں کا عقد دو بھائیوں سے
کر دیا تھا۔ ولی مکان سے باہر آیا اور کہا کہ ہم لوگ سخت مصیبت
میں پڑ گئے۔ رات غلطی سے دُلہنیں بدل گئیں اور ایک شخص
دوسری عورت سے ہم بستر ہوا ہے۔ سفیان نے کہا کوئی مضائقہ
نہیں۔ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی قسم کا ایک سوال
بھیجا تھا مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے اسکا یہ جواب دیا کہ
ہر شخص پر صحبت کی وجہ سے مہر واجب ہے اور ہر عورت
اپنے شوہر کے پاس چلی جائے۔ لوگوں نے اس جواب کو پسند
کیا۔ امام صاحب خاموش بیٹھے۔ مسعر نے امام صاحب سے
کہا آپ فرمائیے۔ سفیان نے کہا اس کے سوا اور کیا کہیں گے
امام صاحب نے فرمایا میرے پاس دونوں لڑکوں کو لاؤ دونوں
حاضر کیے گئے۔ آپ نے ہر ایک سے پوچھا کہ رات جس عورت کے
پاس تم رہے ہو وہ تم کو پسند ہے دونوں نے کہا "ہاں" آپ
نے فرمایا کہ اس عورت کا نام کیا ہے جو تمہارے بھائی کے پاس
رہی ہے کہا فلانہ ہے۔ فرمایا ہر ایک اپنی اپنی دلہن کو کہ غیر کے

بیت المال فرآدها فقال ... عنا ابوحنیفة وقال
مصعب أجازة المنصور لعشرة آلاف درهم فخشی
انه ان ردها غضب وان قبلها دخل علیه فی دینه
ما یکرهه فشاورنی فقلت هذا مال عظیم فی عینه
اذا دعیت لقبضه لم یکن هذا أملی من امیر المؤمنین
فدعی لقبضه فقال ذلك فبلغ المنصور فحبس الجائزة
فكان یكاد لا یشاور فی أمره غیری وخاصمت
المنصور زوجته فی میله عنها وطلبت العدل
ثم رضیت ان یكون أبوحنیفة حكما بینهما
فاحضر وجلست خلف الستر فقال له المنصور
كم یحل من النساء قال اربع قال ومن الاماء قال
ما شاء قال هل یجوز لاحد ان یقول بخلاف ذلك
قال لا قال اسمعی یا هذه ثم قال یا امیر المؤمنین
انما أحل الله تعالی ذلك لاهل العدل والا
فالواحدة قال تعالی فان خفتم أن لا تعدلوا فواحدة
الآیة فینبغی لنا أن نتأدب بآداب الله تعالی فنتعظ
بمواعظه فسكت المنصور فلما خرج أبوحنیفة
اتبعته هدیة سنیة فردها علیها وقال انما
ناضلت عن دین الله لا تقربا لاحد ولا طلب الدنیا۔

(الفصل السادس والعشرون فی ملبسه)

قال حماد ولده كان حسن الهیئة كثیرا التعطر
یعرف بریح الطیبة قبل ... ی وقال أبویوسف
كان یتعهد شسعه ... یر منقطع الشسع
وقال غیرهما كان یلد ... ة طویلة سوداء
وقال النضر قال لی وقد أردا الركوب أعطنی
كساءك وخذ كسائی ففعلت فلما رجع قال لی
أخجلتنی بغلظ كسائك وكان بخمسة دنانیر

پاس رہی ہے طلاق دے جو عورت اس کے پاس سوئی ہے اس سے شادی کر لے پس لوگوں نے آپ کے فتوے کو پسند کیا یہاں تک کہ مسعر نے کھڑے ہو کر بوسہ لیا اور کہا لوگ مجھے ان کی محبت میں ملامت کرتے ہیں اور سفیان بیخودی میں خاموش رہے (تنبیہہ) جو فیصلہ سفیان نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے نقل کیا وہ ابوحنیفہ کے فیصلے کے منافی نہ تھا بلکہ دونوں فیصلے حق ہیں لیکن سفیان کے فتوے کی وجہ وطی بالشبہ تھی اس میں مہر واجب ہوتا ہے اور نکاح ختم نہیں ہوتا۔ اور لیکن ابوحنیفہ کے فیصلہ کی وجہ اگرچہ وہی تھی جو سفیان نے کہا تھا۔ لیکن اس سے بسا اوقات فساد پیدا ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اس عورت کو اگر اس کے اصل شوہر کی طرف لوٹا دی جائے۔ جبکہ اس سے دوسرے نے وطی کی ہو۔ اور وہ دوسرا شخص اس عورت کے باطنی حسن پر اطلاع پا چکا ہے۔ تو اندیشہ ہے کہ اس کی طبیعت اس عورت کی طرف بعد میں مائل رہے۔ اور وہ رک نہ سکے۔ اس کا اشتیاق زائد ہو جائے۔ حالانکہ وہ دوسرے کے نکاح میں ہے۔ پس حکمت ظاہرہ کا تقاضا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے ابوحنیفہ کو الہام کیا اور واقع ہونے والے فساد پر مطلع فرمایا اگر سفیان کے فتوی پر عمل کیا جاتا پس طلاق دلا دی گئی ہر بیوی کو جس سے غیر نے وطی کی تھی اور نکاح کرا دیا گیا۔ جس عورت سے وطی کی تھی عدت کی حاجت بھی نہیں کیونکہ وطی بالشبہ میں موطوئہ سے نکاح صحیح ہوتا ہے۔ اس ظاہر مصلحت کا کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ سفیان بھی ابوحنیفہ کے فتوے پر خاموش ہو گئے اور لوگوں نے بھی پسند کیا۔ یہاں تک کہ اسی وجہ سے مسعر نے بوسہ لیا۔

ثم رأیت علیه کساء قومته بثلاثین دینارا و قوم رداءه و قمیصه بار بعمائة درهم وکان له لباس وجبة فنک سنجاب وجبة ثعلب یصلی فیها ورداء علیه علم وسبع قلانس احداهن سوداء

(الفصل السابع والعشرون فی شیئ من حکمه وآدابه)

کان یتمثل کثیرا بقول القائل (شعر)

کفی حزنا ان لا حیاة هنیئة
ولا عمل یرضی به الله صالح

وکان یقول من تکلم فی شیئ من العلم و تقلده وهو یظن ان الله تعالی لا یسأله عنه کیف افتیت فی دین الله فقد سهلت علیه نفسه ودینه من طلب الریاسة قبل وقتها عاش فی ذل لا یعرف الفقه وقدره وقدر اهله من کان ثقیل المجالسة رأیت المعاصی ذلة فترکها مروءة فصارت دیانة من لم یمنعه العلم عن محارم الله تعالی فهو من الخاسرین جمع الهم بحذف العلائق بان لا یأخذ الاقدر حاجة یعین علی حفظ الفقه ان لم یکن أولیاء الله تعالی فی الدنیا والآخرة العلماء فلیس لله ولی وأفتی بعد الصبح فی مسائل فلجاب فیها فقیل له أليس کانوا یکرهون الکلام فی مثل هذا الوقت الا بخیر فقال ابو حنیفة وأی خیر أکثر من ان یقول هذا حلال و هذا حرام ننزه الله ونحذر الخلق من معاصیه ان الجراب اذا فرغ من الزاد ضاع صاحبه وأتی الیه رجل بکتاب شفاعة لیحدثه فقال ما هذا بطلب العلم قد أخذ الله المیثاق علی العلماء لیبینه للناس

(۴) امام صاحب ایک ہاشمی سید کے جنازے میں تشریف لے گئے جس میں اور معززین کوفہ و علمائے کرام بھی شریک تھے کہ اس کی ماں ننگے سر منہ کھولے ہوئے آئی نہایت غم سے باہر نکلی اور اس پر اپنا کپڑا ڈال دیا یہ حال دیکھ کر اس کے شوہر نے قسم کھائی کہ واپس ہو جاؤ ورنہ طلاق ہے اس عورت نے قسم کھائی کہ اگر بغیر نماز ہوئے واپس جاؤں تو میری سب غلام آزاد ہیں تو سب لوگ ٹھہر گئے اور کسی نے کچھ کلام نہ کیا۔ اس کے باپ نے امام صاحب سے جھٹ پوچھا آپ نے اس سے اور اس کی بی بی سے ان کی قسم دہرانے کو کہا پھر حکم دیا کہ نماز پڑھی جائے اس کے بعد اس عورت کو واپس جانے کے لئے فرمایا۔ ابن شبرمہ نے کہا کہ عورتیں عاجز ہیں کہ آپ کے جیسا کوئی لڑکا جنیں آپ کو علم میں کوئی تکلیف نہیں ہے۔

(۵) کسی شخص نے آپ سے پوچھا کہ میں اپنی دیوار میں کھڑکی کھولنا چاہتا ہوں آپ نے فرمایا اچھا کھولو مگر اپنے پڑوسی کے گھر کی طرف مت جھانک جب اس نے کھڑکی کھولی اس کے پڑوسی نے ابن ابی لیلیٰ کے پاس شکایت کی انہوں نے منع کیا پھر وہ شخص امام صاحب کے پاس آیا آپ نے فرمایا کہ تم دروازہ کھولو ابن ابی لیلیٰ نے پھر بھی منع کیا وہ پھر امام صاحب کے پاس آیا آپ نے فرمایا تیری دیوار کتنے کی ہے اس نے کہا کہ تین اشرفی کی ہے آپ نے فرمایا کہ تو دیوار ڈھا دے تجھے تین اشرفی میں دوں گا وہ شخص اپنی دیوار گرا دینے کے ارادے سے آیا پڑوسی نے پھر ابن ابی لیلیٰ کے پاس شکایت کی فرمایا کہ وہ اپنی دیوار ڈھاتا ہے اور تو مجھ سے کہتا ہے کہ اس کو منع کروں اس کے بعد مدعا علیہ سے کہا جا دیوار ڈھا دے جو چاہے کر اس پر پڑوسی نے کہ کھڑکی کھولنا اس سے آسان ہے ابن ابی لیلیٰ نے کہا جب وہ ایسے شخص کے پاس جاتا ہے جو میری غلطیوں کو ظاہر کرتا ہے تو جب غلطی معلوم ہو جائے تو کیا کیا جائے۔

ولا يكتمونه لا يكون العالم له خواص ولكن لعلم الناس
ويريد الله بتعلمه وقال لبعض الناس لا تسألني
عن أمر الدين وانا ماش أو أحدث الناس أو نائم أو
متكئ فان هذه الاماكن لا يجتمع فيها عقل الرجال
وسئل عن علي ومعاوية وقتلى صفين فقال أخاف
ان أقدم على الله تعالى بشئ يسألني عنه ولو سكت لم
اسئل عنه بل عما كلفت به فالاشتغال به أولى
وقال لاصحابه ان لم تريدوا بهذا العلم الخير ما توفقوا
وكان يقول عجبت لقوم يقولون بالظن ويعملون به
والله تعالى يقول لنبيه صلى الله عليه وسلم (ولا تقف
ما ليس لك به علم) الاية (تنبيه) بتعين تأويل
كلامه هذا رحمة الله عليه على أن توجيه انما هو
ممن يقول بالظن او يعمل به في العقائد المطلوب
فيها اليقين او في الفروع وليس مجتهد اولا مقلدا
لمجتهد بخلاف المجتهد ومقلديه لان الفقه من
باب الظنون وان قيل الحكم معلوم والظن انما هو
في طريقه ولذا عبروا في حده بانه العلم بالاحكام
الخ وقال من تعلم العلم للدنيا حرم بركته ولم يرسخ
في قلبه ولم ينتفع به كثيرا أحد ومن تعلمه للدين
بورك له فيه ورسخ في قلبه وانتفع المقتبسون منه
بعلمه وقال لابراهيم بن أدهم يا ابراهيم انك قد
رزقت من العبادة شيئا صالحا فليكن العلم من
بالك فانه رأس العبادة وبه قوام الامور وقال من
يطلب الحديث ولم يتفقه كان كمن يجمع الادوية
ولا يدري منافعها حتى يجيء الطبيب كما ان
المحدث لا يعرف وجه حديثه حتى يجيء الفقيه
اذا أردت حاجة من حاجات الدنيا فلا تأكل

(۶) ابن مبارک نے پوچھا کہ کسی شخص کے دو درم ایک دوسرے
شخص کے ایک درم میں مل گئے پھر اُن میں دو گم ہو گئے - یہ
نہیں معلوم کہ کون سے دو گئے - آپ نے فرمایا جو درم باقی رہ گیا
اس میں ⅔ اُسکا ہے جس کے دو درم تھے اور ⅓ اس کا ہے
جسکا ایک درم تھا - ابن مبارک نے کہا کہ میں نے ابن شبرمہ سے
یہ مسئلہ پوچھا تو انہوں نے کہا کہ یہ سوال آپ نے کسی سے
دریافت کیا ہے میں نے کہا امام ابو حنیفہ سے - یہ سُن کر
اُنہوں نے کہا کہ امام ابو حنیفہ نے یہ فرمایا کہ جو درہم باقی رہا ہے
وہ دونوں کا ہی تین حصے ہو کر میں نے کہا ہاں بولے کہ بندہ خدا
نے خطا کی کیونکہ دو درم جو گم گئے ایک کے متعلق تو اس بات
کا علم یقینی ہے کہ وہ دو والے کا تھا اور دوسرا درم دونوں
کا تو باقی بھی دونوں کے درمیان نصف نصف ہو کر رہیگا
میں نے اس جواب کو پسند کیا - پھر میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہ سے ملا جن کی عقل اگر نصف روئے زمین والوں سے تولی
جائے تو ضرور امام صاحب کی عقل اُن سبھوں کی عقل سے وزنی
ہو گی - آپ نے فرمایا کہ ابن شبرمہ سے تم ملے تھے انہوں نے
آپ کو یہ جواب دیا تھا کہ یہ تو یقیناً معلوم ہے کہ درہموں میں
سے ایک درم گم ہوا ہے اور جو درم کہ گم نہیں ہوا وہی باقی
بچا ہے تو وہ دونوں شخصوں میں برابر تقسیم ہو گا - میں نے کہا
کہ ہاں آپ نے فرمایا کہ جب تینوں درم مل گئے تو ہر ایک میں
اُن دونوں کی شرکت اختلاطاً ہو گئی تو ایک درم والے کے لئے
ہر درم میں ایک حصہ تہائی اور دو درم والے کے لئے ہر درم
میں دو تہائی حصہ ہوا تو جو درم گیا موافق حصہ شرکت ہر ایک
کا حصہ گیا اسلئے باقی میں ایک حصہ اور دو حصہ رہے گا
(تنبیہ) امام صاحب نے جو فرمایا یہ ظاہر ہے اُس
شخص کے نزدیک جو اس بات کو مانتا ہے کہ عدم تمیز کے ساتھ
اختلاط میں شرکت علی الشیوع (مال مشترک) کی تقسیم واجب

حتی تقضیہا فان الاکل یغیر العقل وظاهران مراده الاکل الکثیر وقال له المنصور لم تغشنا قال لانه لیس عندی ما أخافك علیه وان قربتنی فتنتنی وان اقصیتنی أخزیتنی وقال لامیر الکوفة کسرة خبز وقعب ماء وفروثوب مع السلامة خیر من العیش فی نعیم یکون من بعده ندامة وکان یقول اذا تکلم عنده فی الناس ایاکم ونقل ما لا یحبه الناس عفا الله عمن قال فینا مکروها ورحم الله من قال فینا جمیلا تفقهوا فی دین الله تعالیٰ وذروا الناس وما قد اختاروا لانفسهم فیحوجهم الله تعالی الیکم وقال من کرمت علیه نفسه هانت علیه الدنیا وکل شدة فیها من قطع علیك حابئك فلا تعده فانه قلیل المحبة فی العلم والادب لاتجمع لحبیبك الذنوب وهو نفسك والمال لبغیضك وهوالوارث ما قاتل أحد علیا الا وعلی أعلی بالحق منه ولولا ما شاع من علی فیهم ما علم احد کیف السیرة فی قتال بغاة المسلمین ونظیر هذا قول الشافعی رحمه الله أخذت أحکام البغاة وقتالهم من قتال علی لمعاویة رضی الله عنهما وأجاب فی مسئلة فقیل له لایزال هذا المصر أی الکوفة بخیر ما أبقاك الله تعالی فیه فقال (شعر)

خلت الدیار فسدت غیر مسود ✧ ومن العنا تفردی بالسودد

وتقدم ولده حماد لیصلی بالناس فاخذ أبوحنیفة بمجامع ثوبه فاخره وقدم غیره فقال یا أبت تفضحنی قال بل أردت ان تفضح نفسك فمنعتك اذ لو صلیت فقال قائل أعیدوا صلاتکم خلف هذا فسطر فی الکتب ویبقی عاره الی یوم القیامة

ہے اور ابن شبرمہ نے جو کچھ کہا اسکی وجہ اس شخص کے نزدیک ہے جو شرکت نہیں مانتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دو درہموں میں سے ایک جو گم گیا یقینی دو درم والے کا ہے۔ اب دونوں کا ایک ایک درم رہ گیا اور موجود ایک درم ہے جس میں احتمال ہے کہ اس کا ہو یا اس کا اور کسی کے لئے مرجح نہیں اسلئے وہ باقی درم نصف نصف تقسیم کیا جائیگا۔

(۷) امام صاحب کے پڑوس میں ایک جوان رہتا تھا آپکی مجلس میں حاضر ہوا اور ایسی قوم کے یہاں شادی کے بارے میں مشورہ چاہا جس کی فرمائشات اس کی طاقت سے باہر تھیں آپ نے استخارہ کے بعد اس کو شادی کے لئے رائے دی۔ اس شخص نے شادی کرلی۔ اس کے بعد لڑکی والوں نے بے ادائے کُل مہر رخصت کرنے سے انکار کیا۔ آپ نے فرمایا ایک ترکیب کر کسی سے قرض لے کر اپنی بی بی کے پاس جا۔ منجملہ اور قرض دینے والوں کے آپ نے بھی اس کو قرض دیا۔ جب ہم بستر ہو چکا امام صاحب نے اس شخص سے فرمایا کیوں نہیں اپنے سسرال والوں سے یہ ظاہر کرتا ہے کہ ہم اپنی اہلیہ کو لے کر ایک دور دراز جگہ جانا چاہتے ہیں اس نے ایسا ہی کیا۔ یہ عورت والوں کو بہت ناگوار ہوا وہ لوگ امام صاحب کے پاس حاضر ہوئے اور اس شخص کی شکایت کی اور اس بارے میں فتویٰ چاہا۔ آپ نے فتویٰ دیا کہ شوہر کو اختیار ہے کہ جہاں چاہے اپنی بی بی کو لے جائے۔ اُن لوگوں نے کہا یہ ہم سے نہیں ہو سکتا کہ اس لڑکی کو چھوڑ دیں کہ اس شخص کے ساتھ باہر جائے۔ آپ نے فرمایا کہ جو کچھ تم نے ان سے لیا ہے اس کو واپس کر کے اس شخص کو راضی کرو۔ وہ لوگ اس پر راضی ہوئے۔ امام صاحب نے اُس شخص کو کہا کہ وہ لوگ اس بات پر راضی ہیں کہ جو کچھ مہر لیا ہے وہ واپس کردیں اور باقی تجھے معاف کردیں۔ اُس نے کہا کہ میں

الفصل الثامن والعشرون في محنته
لما أرادوا توليته الوظائف الجليلة
كالقضاء ونظر بيت المال فامتنع

قال الربيع أرسلني لاحضاره يزيد بن عمرو بن هبيرة متولي العراق لمروان بن محمد آخر ملوك بني أمية فاراده على بيت المال فابى فضربه أسواطا وبسط هذه القصة ان ابن هبيرة كان واليا على العراق من بني امية فظهرت الفتنة بالعراق فجمع فقهاء العراق فولى كلا منهم شيئا من عمله وأرسل الى أبي حنيفة ليكون على خاتمه ولا ينفذ كتاب ولا يخرج شئ من بيت المال الا من تحت يده فامتنع فحلف ان لم يفعل ليضربنه فقال له الفقهاء ننشدك الله ان لا تهلك نفسك فانا اخوانك وكلنا كاره لهذا الامر ولم نجد بدا من قبوله فابى وقال لو أرادني ان اعدله أبواب المسجد لم أفعل فكيف وهو يريد أن يكتب بضرب عنق رجل مسلم أي مثلا وخص ذلك لان القتل اعظم الكبائر بعد الشرك وأختم أنا على ذلك الكتاب فوالله لا أدخل في هذا ابدا فحبسه صاحب الشرطة جمعتين لم يضربه ثم ضربه اربعة عشر سوطا وفي رواية انه ضرب أياما متوالية فجاء الرجل لابن هبيرة فقال له ان الرجل ميت فقال قل له يخرجنا من يميننا فسأله فقال لو سألني ان اعدله ابواب المسجد مافعلت فدعوني استشير اخواني في ذلك فاغتنم ابن هبيرة ذلك فامر بتخليته فركب دوابه وهرب الى مكة سنة مائة وثلاثين فاقام بها

اس سے زیادہ چاہتا ہوں۔ تب آپ نے اس شخص سے فرمایا تجھے یہ پسند ہے یا یہ کہ کسی شخص کے دین کا اقرار کرے کہ تا [illegible] سفر نہ ممکن ہو۔ اس نے مرض کی خدا کے واسطے اس کا ذکر بھی نہ کیجیئے۔ ورنہ وہ لوگ سن پائیں گے تو مجھے کچھ بھی نہ دیں گے

(۸) آپ کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئی اور کہا میرا بھائی مرگیا اور چھ سو دینار ترکہ چھوڑا ہے۔ مجھے اس میں سے صرف ایک دینار ملا ہے۔ آپ نے فرمایا تمہارے حصوں کو کس نے تقسیم کیا۔ عرض کی داؤد طائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ نے فرمایا بیشک تیرا ایک ہی دینار ہے۔ تیرے بھائی نے دو لڑکیاں ماں بی بی بارہ بھائی ایک بہن کو چھوڑا ہے۔ اُس نے کہا ہاں آپ نے فرمایا تو اسی طرح مسئلہ ہوگا (ثلثین یعنی) دینار دونوں لڑکیوں کا ہے۔ سو دینار ماں کا ثمن پچھتر دینار بی بی کا باقی پچیس ہیں دو دینار ہوں بھائی کے اور ایک بہن کا

(۹) ایک دن آپ قاضی ابن ابی لیلیٰ کی مجلس قضا میں تشریف لیگئے۔ قاضی صاحب نے متخاصمین کو آنے کے لئے فرمایا کہ اپنا فیصلہ امام صاحب کو دکھائیں۔ ایک شخص کھڑا ہوا اور دوسرے پر دعوی کیا کہ اس نے مجھے یا ابن الزانیہ کہا ہے۔ قاضی صاحب نے مدعا علیہ سے فرمایا تم کیا جواب رکھتے ہو۔ امام صاحب نے فرمایا آپ اس شخص کے مقابلہ میں کیا پوچھتے ہیں یہ تو مدعی ہونے کا حقدار نہیں۔ مدعی اس کی ماں کو ہونا چاہیئے تو کیا اصلی جانب سے اس کی وکالت ثابت ہے۔ قاضی صاحب نے فرمایا نہیں۔ امام صاحب نے فرمایا تو اس سے پوچھئے کہ اس کی ماں زندہ ہے یا مُردہ۔ انہوں نے پوچھا اُس نے کہا کہ مُردہ ہے کہا گواہ لاؤ۔ اس نے اس کی موت پر گواہ قائم کرئے قاضی صاحب نے پوچھا۔ امام صاحب نے فرمایا کہ مدعی سے پوچھیے کہ اسی کی ماں کا اور کوئی بھی وارث ہے یا نہیں۔ قاضی صاحب نے پوچھا اس نے کہا نہیں۔ امام صاحب نے

الی ان صارت الخلافة للعباسیة نقدم الکوفة زمن
المنصور فاکرمه واجلد وامر له بعشرة الاف درهم
وجاریة فابی قبول ذالك وروی الخطیب واقعة
اخری له مع ابن هبیرة هی انه کلمه فی ان یلی
الکوفة فابی علیه فضربه مائة سوط وعشرة
أسواط فی کل یوم عشرة أسواط وهو علی الامتناع
فلما رأی ذلك خلی سبیله وفی روایة انه أمره
بولایة القضاء فامتنع فحبس فقیل له انه
حلف ان لا یخرجك حتی تلی ولایة وانه یرید
بناء تعدله اللبن فقال والله ولو سألنی ان
اعدله ابواب المسجد ما فعلت وما خلی سبیله
قال کان نعم والدتی یضربی علی أشد من الضرب
وفی روایة انه أمر بضربه علی رأسه فانتفخ رأسه
ثم امر باطلاقه وذکر انه رأی رسول الله صلی
الله علیه وسلم فی النوم وهو یقول له اما تخاف
الله تضرب رجلا من أمتی بلا جرم وهدده فارسل
الیه فاخرجه واستحله وکان احمد بن حنبل لما
ضرب فی محنته یتذکر حال ابی حنیفة ویترحم
علیه ووقع له مع المنصور نحو ذلك وذلك ان
ابن أبی لیلی قاضی الکوفة لما مات قال المنصور
خلت الکوفة من حاکم عدل ثم أمر بحمل أبی
حنیفة ومسعر والثوری وشریك فحملوا الیه
فقال لهم ابو حنیفة أخمن فیکم تخمینا اما أنا فاحتال
واتخلص واما مسعر فیتجانن واما سفیان فیهرب
واما شریك فیقع فلما قربوا من بغداد اظهر
سفیان انه یرید قضاء الحاجة فجلس الموکل
به ینتظره فرای ... بنة فقال للملاحها ان لم تمکنی

فرمایا اسے گواہی سے ثابت کرو۔ اس نے گواہوں سے ثابت کیا۔
پھر قاضی صاحب نے مدعا علیہ سے دریافت فرمایا۔ امام
صاحب نے فرمایا کہ مدعی سے دریافت کیجئے کہ ماں اس کی
حرہ ہے یا باندی۔ اس نے کہا حرہ ہے۔ آپ نے فرمایا ثابت
کرو۔ اُس نے ثابت کیا۔ پھر قاضی صاحب نے مدعا علیہ
سے پوچھا۔ آپ نے فرمایا مدعی سے پوچھئے کہ اس کی ماں
مسلمان ہے یا ذمیہ۔ کہا مسلمان ہے۔ فرمایا گواہ لاؤ۔ اُس نے
گواہوں سے ثابت کیا۔ امام صاحب نے فرمایا اب مدعا علیہ
سے دریافت کیجئے۔

(۱۰) جب قتادہ کوفہ میں تشریف لائے۔ فرمایا کہ مجھ سے
جو کوئی مسئلہ حرام و حلال کا دریافت کریگا اس کا جواب
دونگا۔ امام صاحب نے پوچھوایا۔ کیا فرماتے ہیں اس شخص
کے بارے میں جو اپنی بی بی سے غائب ہو گیا اور کئی سال تک
غائب رہا۔ یہانتک کہ اس کے مرنے کی خبر آئی۔ اس عورت نے
اُس کے مرنے کو مظنون جاکر دوسری شادی کرلی جس سے اولاد
بھی پیدا ہوئی۔ پہلے شوہر نے اس لڑکے سے انکار کیا اور
دوسرے نے دعویٰ کیا تو کیا دونوں نے اُسے تہمت زنا کی
لگائی۔ یا صرف انکار کرنے والے نے۔ امام صاحب نے فرمایا
اگر اس کا جواب رائے سے دیں گے تو خطا کریں گے اور اگر حدیث
سے دیں گے تو غلط کہیں گے۔ قتادہ نے کہا کیا ایسا واقع
ہوا۔ لوگوں نے کہا نہیں۔ فرمایا جو بات ابھی ہوئی نہیں
اس کے متعلق کیا پوچھتے ہو۔ امام صاحب نے فرمایا علماء
کو بلاء کے لئے مستعد ہو جانا چاہیئے اور اس کے اُترنے
کے قبل اس سے بچنا چاہیئے تاکہ اس میں پڑنے اور اس سے
نکلنے کو جان لیں۔ قتادہ نے کہا اس کو چھوڑو اور تفسیر کے
متعلق دریافت کرو۔ امام صاحب نے فرمایا الذی عندہٗ
علم من الکتاب سے کون شخص مراد ہے۔ قتادہ نے فرمایا

منها ذبحت تأول قوله صلی الله علیه وسلم من جعل قاضیا فقد ذبح بغیر سکین ودفع للملاح دراهم فلما لم یجده الموکل به هرب ایضا فلما دخلوا علی المنصور تقدم علیه مسعر فقال له هات یدك کیف أنت ودوابك وأولادك فقال أخرجوه فانه مجنون وعرض علی أبي حنیفة تولیة القضاء فابی علیه فحلف لیفعلن فحلف أبوحنیفة ان لا یفعل فاعاد المنصور فاعاد ابو حنیفة فقال له الربیع الحاجب ألا تری امیر المؤمنین یحلف قال هو أقدر علی کفارة یمینه منی علی کفارة یمینی فامر بحبسه ثم دعابه فقال أترغب عما نحن فیه فقال أصلح الله أمیر المؤمنین یا أمیر المؤمنین اتق الله ولا تشرك فی امانتك من لا یخاف الله والله ما انا مأمون الرضا فکیف أکون مأمون الغضب فلا اصلح لذلك فقال کذبت أنت تصلح لذلك فقال یا أمیر المؤمنین قد حکمت علی نفسك ان کنت صادقا فقد اخبرت امیر المؤمنین انی لا أصلح وان کنت کاذبا فکیف یحل لك ان تولی قاضیا کذابا ومع ذلك فانی رجل مولی ولا یکاد العرب ترضی بان یکون علیهم مولی فامر به الی الحبس وعرض علی شریك ذلك فقبله فهجره الثوری فقال أمکنك الهرب فلم تهرب وما قیل انه تولی عد اللبن ایاما لیکفر عن یمینه رده الائمة بان الصحیح انه توفی فی السجن من الضرب أو السم کما یاتی

(الفصل التاسع والعشرون فی سنده فی القراءة)

جاء فی عدة طرق انه أخذ القراءة عن الامام عاصم

آصف بن برخیا کاتب حضرت سلیمان علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اس کو اسم اعظم معلوم تھا۔ امام صاحب نے فرمایا حضرت سلیمان علیہ السلام بھی اسم اعظم جانتے تھے یا نہیں۔ انہوں نے کہا نہیں۔ امام صاحب نے فرمایا کہ ہو سکتا ہے کہ کسی نبی کے زمانہ میں کوئی شخص ایسا ہو جو اس سے اعلم ہو۔ قتادہ نے کہا نہیں ہو سکتا۔ پھر فرمایا بخدا میں تم لوگوں سے تفسیر نہیں بیان کروں گا۔ مجھ سے مختلف فیہ مسائل دریافت کرو۔ امام صاحب نے فرمایا کیا آپ مومن ہیں۔ قتادہ نے کہا۔ میں امید کرتا ہوں۔ امام صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیوں۔ کہا بوجہ قول باری تعالیٰ والذی اطمع ان یغفرلی خطیئتی یوم الدین امام صاحب نے کہا کہ کیوں نہیں کہا کہ جس طرح سیدنا ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے۔ عرض کی جبکہ باری تعالیٰ نے فرمایا اولم تؤمن کیا تو ایمان نہیں لایا عرض کی بلی ہاں ولکن لیطمئن قلبی اور لیکن تاکہ میرا دل مطمئن ہو جائے۔ قتادہ غصہ ہو کر کھڑے ہو گئے اور قسم کھائی کہ ان سے کوئی حدیث بیان نہ کریں گے۔

(۱۱) کسی شخص نے اپنی مجنونہ عورت کو کچھ کہا اس نے کہا یا ابن الزانیین قاضی ابن ابی لیلی کے یہاں اس کی شکایت ہوئی۔ انہوں نے اسے مسجد میں کھڑی کرکے اسے دو حد لگائے۔ امام صاحب کو جب معلوم ہوا فرمایا کہ قاضی صاحب نے چھ غلطیاں کیں (۱) مجنونہ پر حد لگائی (۲) مسجد میں حد لگائی۔ (۳) عورت کو کھڑی کرکے حد لگائی حالانکہ عورتوں پر حد بیٹھ کر ہے (۴) قذف ایک کلمہ کے ساتھ تھا دو حد کی کوئی وجہ نہ تھی۔ اس لئے کہ ساری قوم کو ایک کلمہ کے ساتھ کوئی قذف کرے جب بھی ایک ہی حد ہوتی ہے۔ (۵) اس عورت پر حد قائم کی حالانکہ اس کا حق اس شخص کے ماں باپ کو تھا اور وہ غائب تھے (۶) دوسری حد اس وقت لگائی کہ پہلی سے

احد القراء السبعة ووقع لجماعة من المفسرين
وغيرهم انهم نسبوا اليه قراآت شاذة اختار القراءة
بها و قد شنع ائمة من الحفاظ المتأخرين عليهم
فی ذلك وانهم اغتروا فی نقل ذلك عنه علی
كتاب لشخص اسمه محمد بن جعفر الخزاعی ألفه
فی قراآت أبی حنيفة وقد صرح جماعة منهم
الدارقطنی بان ذلك الكتاب موضوع لا اصل
له وأبو حنيفة بریٔ من ذلك اذ هو اعقل وأدين
من ان يعدل عن القرآآت المتواترة الی قراآت شاذة
ولاوجه لكثير منها ٭

(الفصل الثلاثون فی سنده فی الحديث)

مر انه اخذ عن أربعة آلاف شيخ من أئمة التابعين
وغيرهم ومن ثمة ذكره الذهبی وغيره فی طبقات
الحفاظ من المحدثين ومن زعم قلة اعتنائه بالحديث
فهو اما لتساهله أو حسده اذ كيف يتأتی لمن هو كذلك
استنباط مثل ما استنبطه من المسائل التی لا تحصی كثرة
مع انه أول من استنبط من الادلة علی الوجه
المخصوص المعروف فی كتب أصحابه رحمة الله عليهم
ولاجل اشتغاله بهذا الاهم لم يظهر حديثه فی
الخارج كما ان ابابكر وعمر رضی الله عنهما لما
اشتغلا بمصالح المسلمين العامة لم يظهر عنهما
من رواية الاحاديث مثل ما ظهر عمن دونهما
حتی صغار الصحابة رضوان الله عليهم وكذلك
مالك والشافعی لم يظهر عنهما مثل ما ظهر عمن
تفرغ للرواية كابی ذرعة وابن معين لاشتغالهما
بذلك الاستنباط علی ان كثرة الرواية بدون دراية
ليس فيه كبير مدح بل عقد له ابن عبد البر بابا فی

وہ صحت، یا باب بھی نہ ہوئی تھی- جب یہ خبر قاضی ابن ابی لیلیٰ
کو پہنچی- قاضی صاحب نے امیر المؤمنین سے آپ کی شکایت
کی امیر المؤمنین نے آپ کو فتویٰ دینے سے منع کیا پھر کچھ مسئلے
عیسیٰ بن موسیٰ کے آ گئے- امام صاحب سے اُن سے سوال
ہوا، امام صاحب نے ایسے جوابات دیئے- جنہیں
عیسیٰ بن موسیٰ نے پسند کیا- پس اُنہوں نے اجازت دی تو
آپ اس کی مجلس میں بیٹھے-

(۱۲) ضحاک نے کہا آپ حکموں کے تجویز کرنے سے توبہ
کیجئے- امام صاحب نے فرمایا آپ مجھ سے مناظرہ کرتے ہیں
ضحاک نے کہا ہاں امام صاحب نے فرمایا کہ اگر ہم لوگ کسی بات
میں مختلف ہوں تو کون منصف ہو گا- ضحاک نے کہا جسے آپ
چاہے کیجئے- آپ نے بعض تلامذہ ضحاک سے فرمایا کہ تم ہم دونوں
کے درمیان حکم بننا- پھر ضحاک سے فرمایا کیا ان کا حکم ہونا آپ پسند
کرتے ہیں- اُسنے کہا ہاں- امام صاحب نے فرمایا کہ آپ نے بھی
تجویز حکم کر لیا- ضحاک (یہ مسکت الزام سُن کر) خاموش ہو رہا-

(۱۳) عطاء بن ابی رباح نے آپ سے اس آیہ کریمہ کے متعلق
دریافت فرمایا وآتیناہ اھلہ ومثلھم معھم آپ نے فرمایا
اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پر
ان کے اہل اور اہل وولد کے مثل کو رد کیا- عطاء نے کہا کیا رد
کرتا ہے اللہ تعالیٰ نبی پر ایسے لڑکے کو جو اُن کے صلب سے
نہیں- امام صاحب نے فرمایا آپ نے اس بارے میں کیا سنا
اللہ تعالیٰ آپ کو عافیت عطا فرمائے کہا- رد کیا اللہ تعالیٰ نے
ایوب علیہ السلام پر ان کے اہل اور ولد صلبی کو اور مثل اجر ولد
کو آپ نے فرمایا یہ بہتر ہے (تنبیہ) اس
بات سے کوئی مانع نہیں کہ پیدا ہو کہ اللہ تعالیٰ
نے اُن کی اولاد کی تعداد عطا کی ہو اور اسی
عدد کے مثل اس بی بی سے اولاد دیا ہو جن کے

ذمہ ثم قال الذی علیہ فقہاء جماعۃ المسلمین
وعلماؤھم ذم الاکثار من الحدیث بدون تفقہ
ولا تدبر وقال ابن شبرمۃ أقل الروایۃ تفقہ
وقال ابن المبارک لیکن الذی یعتمد علیہ الاثر
وخذ من الرأی ما یفسر لک الحدیث ومن
أعذار ابی حنیفۃ أیضا ما یفیدہ قولہ لا ینبغی
للرجل ان یحدث من الحدیث الا بما حفظہ
یوم سمعہ الی یوم یحدث بہ فہو لا یری الروایۃ
الا لمن حفظہ وروی الخطیب عن اسرائیل
بن یونس انہ قال نعم الرجل النعمان ما کان
أحفظہ لکل حدیث فیہ فقہ واشد فحصہ عنہ
وأعلم بما فیہ من الفقہ وعن أبی یوسف
ما رأیت أحدا أعلم بتفسیر الحدیث ومواضع
النکت التی فیہ من الفقہ من أبی حنیفۃ
وقال أیضا ما خالفتہ فی شئ قط فتدبرتہ
الا رأیت مذہبہ الذی ذھب الیہ أنجی
فی الآخرۃ وکنت ربما ملت الی الحدیث
فکان ھو أبصر بالحدیث الصحیح منی وقال
کان اذا صمم علی قول درت علی مشائخ الکوفۃ
ھل أجد فی تقویۃ قولہ حدیثا أو أثرا فربما
وجدت الحدیثین والثلاثۃ فأتیتہ بہا
فمنہا ما یقول فیہ ھذا غیر صحیح أو غیر
معروف فأقول لہ وما علمک بذلک مع
انہ یوافق قولک فیقول انا اعلم بعلم أھل
الکوفۃ وکان عند الاعمش فسئل عن
مسائل فقال لابی حنیفۃ ما تقول فیہا
فلما جابہ قال من أین لک ھذا قال من

حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وخذ بیدک ضغثا فاضرب
بہ ولا تحنث اور یہی مطلب آیت کا ظاہر ہے جیسا کہ
پوشیدہ نہیں۔

(۱۴) ایک شخص نے آپ سے پوچھا کہ میں نے قسم کھائی ہے کہ
میں اپنی بی بی سے کلام نہ کرونگا یہانتک کہ وہ مجھ سے
کلام کرے اور اس نے بھی قسم کھائی ہے کہ وہ مجھ سے بات
نہ کریگی یہانتک کہ میں اس سے بات کروں۔ امام صاحب
نے فرمایا کہ تم دونوں سے کوئی حانث نہیں۔ امام ثوری نے
سنا تو غصہ ہوتے پہنچے اور کہا آپ فروج کو حلال کرتے ہیں
یہ مسئلہ کہاں سے بتایا۔ آپ نے فرمایا کہ اس کے قسم کھانے
کے بعد جب عورت نے کلام کیا تو اس کی قسم تمام ہو گئی۔
تو پھر جب اس شخص نے اس عورت سے کلام کیا تو نہ مرد پر
حنث ہے نہ عورت پر اسلئے کہ اس عورت نے اس سے کلام
کیا اور اس شخص نے اس عورت سے بعد قسم کے کلام کیا۔
تو حنث دونوں سے ساقط ہے۔ سفیان نے کہا آپ کے لئے
ایسے علوم کھولے جاتے ہیں جن سے ہم سب غافل ہیں۔

(۱۵) ابن مبارک نے آپ سے اس شخص کے بارے میں سوال
کیا کہ ہنڈیا پک رہا تھا کہ ایک پرندہ گر کر مر گیا۔ آپ نے اپنے
شاگردوں سے پوچھا کہ تم لوگوں کے خیال میں اس کا کیا جواب
ہے۔ لوگوں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث سے
جواب دیا کہ شوربا بہا دیں اور گوشت کو دھو کر مصرف میں لائیں
آپ نے فرمایا یہ تو اس وقت میں ہے جب سکون کے وقت
پرندہ گرا ہو اور اگر جوش کے وقت گرا ہو تو گوشت بھی پھینک
دیا جائیگا۔ ابن مبارک نے پوچھا کیوں۔ فرمایا اسلئے کہ
اس وقت اس کے اندر تک نجاست پہنچ جائے گی۔ بخلاف
پہلی صورت کے کہ اس میں صرف ظاہر تک پہنچے گی۔ ابن مبارک
کو یہ جواب بہت پسند آیا۔

احادیثك التی رویتها عنك وسرد له عدّة احادیث بطرقها فقال الاعمش حسبك ما حدثتك به فی مائة یوم تحدثنی به فی ساعة واحدة ما علمت انك تعمل بهذه الاحادیث یا معشر الفقهاء أنتم الاطباء ونحن الصیادلة وانت ایها الرجل اخذت بکلا الطرفین وقد خرج الحفاظ من احادیثه مسانید کثیرة اتصل بنا کثیر منها کما هو مذکور فی مسندات مشایخنا وحذفتها لطول الکلام علیها مع انه لیس فیها کثیر غرض ٭

(الفصل الحادی والثلاثون فی سبب وفاته)

مرّ ان المنصور طلبه للقضاء وان یکون قضاة بلاد الاسلام من تحت أمره فامتنع فحلف وغلظ ان لم یفعل لیحبسنه ولیشددن علیه فامتنع فحبسه وکان یرسل له ان أجبت الخلاص فاقبل فیمتنع ولما شدّد الامتناع أمر ان یخرج کل یوم فیضرب عشرة أسواط وینادی علیه فی الاسواق فأخرج وضرب ضربا موجعا حتی سال الدم علی عقبیه ونودی علیه وهو کذلك فی الاسواق ثم أعید الی الحبس وضیق علیه تضییقا شدیدا حتی فی مأکله ومشربه ثم فعل به ذلك الضرب الشدید والنداء فی الیوم الثانی والثالث ثم هکذا الی عشرة ایام فحینئذ بکی وأکد الدعاء فتوفی بعد خمسة ایام وروی جماعة انه رفع الیه قدح فیه سم لیشرب فامتنع وقال انی لا أعلم ما فیه ولا أعین علی قتل نفسی فطرح ثم صب فی فیه قهرا فمات وقیل ان ذلك کان بحضرة المنصور وصح انه لما أحس بالموت سجد فخرجت نفسه وهو ساجد

(۱۶) ایک شخص مال دفن کر کے بھول گیا۔ آپکی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ بھائی یہ کوئی فقہی مسئلہ تو ہے نہیں کہ میں بیان کروں۔ ہاں تم جاؤ اور آج صبح تک نماز پڑھتے رہو تمہیں یاد آجائیگا۔ اس شخص نے نماز پڑھنا شروع کیا چوتھائی رات بھی نہ گذری تھی کہ یاد آگیا۔ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا واقعہ بیان کیا فرمایا مجھے معلوم تھا کہ تیرا شیطان تجھے رات بھر نماز پڑھنے کبھی نہ دیگا۔ تجھ پر افسوس ہے کہ اس کے شکریہ میں رات بھر تو نے نماز کیوں نہ پڑھی ٭

(۱۷) ایک امانت رکھنے والے نے اپنے ودیع کی شکایت کی کہ وہ امانت سے مکر گیا اور سخت قسم کھائی کہ میں نے امانت نہیں رکھی ہے۔ آپ نے فرمایا اس کے انکار کی کسی کو خبر مت کر اس کے بعد آپ نے اس شخص کو بلوا بھیجا۔ وہ آیا جب تنہائی ہوئی آپ نے فرمایا کہ ان لوگوں نے بھیجا ہے مشورہ چاہتے ہیں ایسے شخص کے بارے میں جو قاضی بنانے کے قابل ہو تو کیا تم اُسے پسند کرتے ہو۔ وہ شخص کچھ رُکا آپ نے اس کو رغبت دلائی اس کے بعد امانت رکھنے والے سے کہا کہ اب جاؤ اور اس سے کہو کہ میرا گمان یہ ہے کہ شاید تم بھول گئے۔ میں نے تمہیں فلاں چیز اس نشانی کی امانت رکھنے کو دی تھی۔ اس نے ایسا ہی جاکر کہا۔ اس شخص نے امانت واپس کردی اور امام صاحب کے پاس حاضر ہوا اور خواہش کی کہ مجھے قاضی بنوا دیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ میں تیرے رتبہ کو زیادہ بڑھاؤنگا۔ اور ابھی تامزد نہ کرونگا یہانتک کہ جو اس سے بزرگ ہو وہ نہ آئے۔

(۱۸) ایک شخص کے یہاں چور گھس آئے اور سب کپڑے اس کے لے لئے اور اس سے طلاق غلیظ کی قسم لے لی کہ کسی کو اس کی خبر نہ دے گا۔ اس شخص نے قسم کھالی جب صبح ہوئی تو دیکھا کہ اس کا کپڑا بازار میں بک رہا ہے مگر وہ

قيل الامتناع عن القضاء لا يوجب للمنصور أن يقتله هذه القتلة الشنيعة وانما السبب فى ذلك ان بعض أعداء أبى حنيفة دس الى المنصور ان أبا حنيفة هو الذى أثار عليه ابراهيم بن عبد الله بن الحسن بن الحسين بن على رضى الله عنهم الخارج عليه بالبصرة فخاف خوفا شديدا ولم يقر له قرار وانه قواه بمال كثير فخشى المنصور من ميله الى ابراهيم لانه أعنى أبا حنيفة كان وجيها ذا مال واسع من التجارة فطلبه لبغداد ولم يجسر على قتله بغير سبب فطلب منه القضاء مع علمه بانه لا يقبله ليتوصل بذلك الى قتله ٭

(الفصل الثانى والثلاثون فى تاريخ وفاته)

اتفقوا على انه رحمة الله عليه مات سنة مائة وخمسين عن سبعين سنة والقول الذى انه مات فى مائة سنة واحدى وخمسين غلط كما صرحوا به قال كثيرون وكان موته فى رجب وقيل شعبان وقيل نصف شوال ولم يخلف غير ولده حماد ٭

(الفصل الثالث والثلاثون فى تجهيزه)

لما توفى رحمة الله عليه أخرج من مكان حبسه فحمله خمسة أنفس الى أن أتوا به الى مكان غسله فغسله الحسن بن عمارة قاضى بغداد وصب عليه أبو رجا عبد الله بن واقد الهروى ولما فرغ الحسن من غسله قال رحمك الله لم تفطر منذ ثلاثين سنة ولم تتوسد يمينك بالليل منذ اربعين سنة كنت أفقهنا وأعبدنا وأزهدنا وأجمعنا لخصال الخير وقبرت اذ قبرت الى خير وسنة وأتعبت من بعدك وما فرغوا من غسله الا وقد اجتمع

بول نہیں سکتا۔ اُس نے امام صاحب سے مسئلہ پوچھا۔ فرمایا اپنے قبیلہ کے اکابر کو میرے پاس بلاؤ۔ آپ نے اُن لوگوں سے فرمایا کہ وہ سب کے سب ایک جگہ جمع ہوں اور ایک ایک نکلیں اور اس سے پوچھا جائے کہ یہ تیرا چور ہے۔ اگر نہ ہو تو کہہ دے نہیں اور اگر ہو تو چپ رہے۔ لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ اس سے چور معلوم ہو گیا۔ اس نے تمام اموال مسروقہ واپس کر دیا اور اس کی قسم بھی نہ ٹوٹی۔ اسی لئے کہ اُس نے کسی کو خبر نہ دی ٭

(۱۹) کسی نے پوچھا کہ اقامت کے وقت موذن لوگ تنحنح کرتے ہیں کیا شریعت میں اس کی کوئی اصل ہے۔ فرمایا وہ اس بات کی خبر دیتے ہیں کہ وہ تکبیر کہنا چاہتے ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں میں شب کو بھی حاضر ہوتا تو جب کبھی نماز پڑھنے کی حالت میں میں حاضر ہوتا تو آپ تنحنح کر کے مجھے خبر دیتے ٭

(۲۰) ایک شخص نے پوشیدہ طور پر ایک عورت سے نکاح کیا۔ جب اس کا لڑکا پیدا ہوا تب وہ شخص مر گیا۔ اُس عورت نے قاضی ابن ابی لیلیٰ کے پاس دعویٰ دائر کیا قاضی صاحب نے فرمایا کہ نکاح کا گواہ لا۔ عورت نے کہا کہ اس شخص نے مجھ سے اس طرح نکاح کیا کہ اللہ تعالیٰ ولی ہے اور دونوں فرشتے گواہ ہیں۔ قاضی صاحب نے دعویٰ خارج کر دیا۔ وہ عورت امام صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئی اور واقعہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ قاضی صاحب کے یہاں جا اور کہہ کر مدعا علیہ کو ہوا ہے اور میں گواہ لاتی ہوں۔ جب وہ اس کو بلائیں تو کہہ کہ ولی اور شاہدین کے ساتھ کفر کر۔ اُس شخص سے یہ نہ ہو سکا اور نکاح کا اقرار کیا۔ مہر اس کے ذمہ لازم کیا۔ لڑکا اُس شخص کو دلا دیا۔ (تنبیہ) اس مسئلہ

من اهل بغداد خلق لا يحصيهم الا الله تعالى كانه
نودي لهم بموته وحزر من صلى عليه فقيل بلغوا
خمسين ألفا وقيل أكثر وأعيدت الصلاة عليه
ست مرات آخرها ابنه حماد ولم يقدر على دفنه
الى بعد العصر من الزحام ومكث الناس يصلون
على قبره نحو عشرين يوما وأوصى ان يدفن بمقابر
الخيزران بالجانب الشرقي لان أرضها طيبة غير
مغصوبة ولما بلغ المنصور ذلك قال يعذرني
حيا وميتا ولما بلغ ابن جريج فقيه مكة وشيخ
شيخ الشافعي موته استرجع وقال أى علم ذهب
ولما بلغ شعبة استرجع وقال طفئ عن الكوفة نور العلم
أما انهم لا يرون مثله أبدا وبعد مدة طويلة بنى
على قبره الملك أبو سعد المستوفي الخوارزمي قبة
عظيمة والى جانبها مدرسة ؛

(الفصل الرابع والثلاثون فيما سمع من
الهواتف بعد موته)

جاء عن صدقة المقابري وكان مجاب الدعوة
انه لما دفن ابو حنيفة سمع صوتا في الليل ثلاث
ليال يقول (شعر)

ذهب الفقه فلا فقه لكم ؛ فاتقوا الله وكونوا خلفا
مات نعمان فمن هذا الذي يحيي الليل اذا ما سجفا

وقيل ان الجن بكته ليلة مات فكانوا يسمعون
الصوت بهذين البيتين ولا يرون صورة الشخص

الفصل الخامس والثلاثون في تأدب
الائمة معه في مماته كما هو في حياته
وان قبره يزار لقضاء الحوائج ؛

اعلم انه لم يزل العلماء وذوو الحاجات يزورون

سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ ولی اور گواہ دونوں میں سے کوئی نہ تھے۔
اس لئے کہ اس صورت میں تو نکاح بالاجماع باطل ہوگا۔ بلکہ
ظاہر یہ ہے کہ یہ نکاح پوشیدہ طور پر دو مجہول گواہوں کے
سامنے ہوا تو جب وہ عورت اس کو ثابت نہ کر سکی تب اس نے یہ
کہا کہ اللہ تعالیٰ کی ولایت اور فرشتوں کی گواہی کے ساتھ ہوا۔ اس
لئے امام صاحب نے اسے وہ بات سکھائی جس کی وجہ سے اگر
عورت سچی ہے تو اس شخص کو مجبوراً نکاح کا اقرار کرنا
پڑے گا اور امام صاحب اللہ سے ڈرنے والے تھے اور
واقعہ وہی تھا جو آپ کو الہام ہوا ؛

(۲۱) امام صاحب نے ابن شبرمہ سے چاہا کہ ان کی وصیت
ثابت رکھیں۔ ابن شبرمہ نے ان کا قبول نہ کیا۔ پھر فرمایا
کہ اس بات پر قسم کھا کہ آپ کے گواہوں نے سچی گواہی دی۔
آپ نے فرمایا مجھ پر نہیں۔ میں موجود نہ تھا۔ ابن شبرمہ
نے کہا آپ کی رائیں خطا اور غلط ہوئیں۔ امام صاحب نے
فرمایا کہ آپ اس نابینا کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جس کے
سر کو کسی شخص نے زخمی کر دیا اور دو گواہوں نے اس کے متعلق
گواہی دی کہ فلاں شخص نے زخمی کیا ہے۔ کیا اس شخص کو اس
بات پر قسم کھانی چاہیئے کہ گواہوں نے سچی گواہی دی حالانکہ
اس شخص نے دیکھا نہیں۔ قاضی صاحب بند ہو گئے۔ اور ان
کے لئے وصیت کے ساتھ حکم دیا۔

(۲۲) یحییٰ بن سعید قاضی کوفہ نے امام صاحب کی رائے
پر اجماع اہل کوفہ کا انکار کیا۔ آپ نے اپنے شاگردوں کو کہ اُن
میں امام زفر اور امام ابو یوسف بھی تھے۔ ان سے مناظرہ کے
لئے بھیجا۔ انہوں نے پوچھا آپ اس غلام کے بارے میں کیا فرماتے
ہیں جس کے دو مالک تھے ایک نے آزاد کر دیا۔ قاضی
صاحب نے فرمایا کہ یہ جائز نہیں کیونکہ اس میں شریک کا
نقصان ہے اور یہ ممنوع ہے۔ کہا تو اگر دوسرے شریک

قبره ويتوسلون عنده فی قضاء حوائجهم ويرون
نجح ذلك منهم الامام الشافعی رحمه الله لمّا كان
ببغداد فانه جاء عنه انه قال انی لاتبرك بابی
حنيفة وأجیء الی قبره فاذا عرضت لی حاجة صليت
ركعتين وجئت الی قبره وسألت الله عنده فتقضی
سريعا وذكر بعض المتكلمين على منهاج النووی ان
الشافعی صلی الصبح عند قبره فلم يقنت فقيل له لم قال
تأدبا مع صاحب هذا القبر وذكر ذلك غيره ايضا
وزاد انه لم يجهر بالبسملة ولا اشكال فی ذلك خلافا
لمن ظنه لانه قد يعرض للسنة ما يرجح ترك فعلها
لكونه الآن أهمّ منها ولا شك ان الاعلام برفعة مقام
العلماء أمر مطلوب متأكد وانه عند الاحتياج اليه
لرغم أنف حاسد أو تعليم جاهل أفضل من مجرد فعل
القنوت والجهر بالبسملة للخلاف فيهما وعدم الخلاف
فيه ولان نفعه متعدد ونفع ذينك قاصر ولا شك
ايضا ان الامام أباحنيفة كان له حساد كثيرون فی
حياته وبعد مماته حتی رموه بالعظائم وسعوا فی
قتله تلك القتلة الشنيعة السابقة ولا شك ايضا
ان البيان بالفعل اظهر منه بالقول لان دلالة الفعل
عقلية ودلالة القول وضعية وهی يتصوّر فيها
التخلف عن مدلولها بخلاف الدلالة الفعلية
اذ الدلالة على كرم زيد بفعله للكرم لا يشبهها
الدلالة على كرمه بقوله انی كريم واذا تمهدت
هذه الدواعی اتضح ان فعل الشافعی لذلك أفضل
من فعله للقنوت والجهر اظهارا لمزيد التأدب مع
هذا الامام ولمزيد شرفه وعلوه وانه من أئمة
المسلمين الذين يقتدی بهم ويجب عليهم توقيرهم

نے بھی آزاد کر دیا کہا جائز ہو گیا۔ بولے کہ آپ نے متناقص
باتیں فرمائیں۔ اسلئے کہ اگر پہلے کا آزاد کرنا لغو تھا تو دوسرے
شریک نے ایسے وقت آزاد کیا کہ وہ غلام ہے تو یہ بھی
نافذ نہ ہوا۔ قاضی صاحب خاموش ہو رہے اور بند ہو گئے۔
(۲۴۳) لیث بن سعد نے کہا کہ میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ
علیہ کا ذکر سنا کرتا تھا اور مشتاق ملاقات تھا۔ ایک سال
میں مکہ معظمہ میں تھا دیکھا کہ ایک شخص کے گرد لوگ جمع ہیں
میں نے ایک شخص کو سنا کہ اس نے پکارا کہ اے امام ابو حنیفہ
تب میں نے جانا کہ یہ وہی شخص ہیں۔ ایک شخص نے آپ
سے مسئلہ پوچھا کہ میں بہت بڑا مالدار ہوں۔ میرا ایک لڑکا ہے
میں بہت کچھ روپیہ صرف کر کے اس کی شادی کر دیتا ہوں،
مگر وہ طلاق دیدیتا ہے۔ میرا مال مفت ضائع ہو جاتا ہے۔
تو کیا اس کی کوئی ترکیب ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کو لونڈیوں کے
بازار میں لے جاؤ اور جسے وہ پسند کرے اُسے خرید لو۔ پھر
اس کی شادی اس لونڈی سے کر دو تو اگر وہ طلاق بھی دیگا
تو وہ تمہاری لونڈی ہو کر رہے گی۔ وہ اگر آزاد کریگا اس کا عتق
نافذ نہ ہوگا اس لئے کہ وہ تمہاری مملوک ہے۔ لیث بن
سعد نے کہا کہ بخدا مجھے ان کا جواب اس قدر تعجب خیز نہ
ہوا جس قدر ایسے مشکل مسئلے کا فوراً جواب دینا پسند آیا۔
(۲۴۴) ایک شخص نے اپنی بی بی کے طلاق میں شک کیا۔ اسنے
شریک سے مسئلہ پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ طلاق دیدے
پھر رجعت کرے۔ ثوری سے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا
کہ کہہ اگر میں نے تجھے طلاق دی ہے تو میں نے رجعت کی
اور امام زفر نے فرمایا کہ جب تک تجھے طلاق کا یقین نہ ہو
وہ تیری بی بی ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہم سے
پوچھا۔ آپ نے فرمایا۔ سفیان ثوری نے مطابق ورع جواب
دیا ہے اور زفر نے مطابق فقہ خالص اور شریک کی مثال ایسی

وتعظيمهم وانه ممن يتقى منه دينا و ب معه من
ان يفعل بحضرته خلاف قوله بعد وفاته فكيف
في حياته وان الحاسدين له حسدوا حسدا واضحا مبينا
وانهم ممن أضله الله على علم ولما وقف ابن المبارك
على قبره قال رحمك الله مات ابراهيم النخعي و
وحماد بن سليمان و تركا خلفا ومت أنت ولم
تترك على وجه الارض خلفا ثم بكى بكاء شديدا
وقال الحسن بن عمارة على قبره كنت لنا خلفا
ممن مضى وما تركت بعدك خلفا ان خلفوك
في العلم الذي علمتهم لم يمكنهم أن يخلفوك في
الورع الا بتوفيق ٭

الفصل السادس والثلاثون في بعض
منامات حسنة رآها ورؤيت له

روى انه رأى الله تبارك وتعالى تسعا وتسعين
مرة فقال في نفسه لئن رأيته تمام المائة لاسألنه
بم تنجو الخلائق من عذابه فرآه تبارك وتعالى
فسأله فاجابه ورأنه رأى كأنه ينبش قبر
النبي صلى الله عليه وسلم واتى ابن سيرين وتلميذه
اولاها بانه يظهر أخبار رسول الله صلى الله
عليه وسلم وينشر علما لم يسبقه اليه احد قبله
قال هشام فنظر أبو حنيفة وتكلم حينئذ ورأى
هذه الرؤيا له بعض أصحابه أيضا وان الناس
ينظرون اليه ولا ينكر عليه أحد منهم ثم تناول
من ذلك التراب قدرا كثيرا فنفخه في الهواء من
الجهات الاربع فهالته فقصها على ابن سيرين
فقال ويحك ان هذا الذي رأيت لرجل جليل
عظيم ان كان فقيها أو عالما قلت انه فقيه قال

ہو جیسے کسی سے تو کہے مجھے معلوم نہیں کہ میرے کپڑے پر پیشاب
پڑا ہے یا نہیں وہ کہے کہ اپنے کپڑے پر پیشاب کرے
پھر دھو ڈال۔
"تنبیہ" ان اماموں کو اصل مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں
اس لئے کہ اس بات پر اجماع ہے کہ ہر شخص اپنی بیبی کی
طلاق میں شک کرے اس پر کچھ لازم نہیں۔ ان آئمہ کا اختلاف
اس بات میں ہے کہ اولیٰ اور بہتر کیا ہے تو شریک نے کہا کہ
طلاق واقع کردے اس لیے کہ شک کے ساتھ رجعت ضروری
نہیں اور رجعت معلق کے بارے میں اختلاف ہے اور ثوری
کے نزدیک رجعت معلق جائز ہے اور اس میں جو اختلاف
ہے اس کا خیال نہ فرمایا۔
اور امام زفر نے اس سے اعراض کیا اور اصل حکم یعنی عدم
وقوع طلاق کو بیان کیا۔
(۲۵) ربیع دربان منصور امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے
مخالف تھے ایک دن چاہا کہ بادشاہ کے سامنے آپ پر طعن
کرے منصور سے کہا کہ یہ آپ کے دادا حضرت ابن عباس
رضی اللہ عنہما کی اس مسئلہ میں مخالفت کرتے ہیں کہ استثناء
کے لئے اتصال ضروری نہیں آپ نے فرمایا امیر المؤمنین
ربیع کا یہ خیال ہے کہ آپ کی بیعت لشکریوں پر درست
نہیں اس لئے کہ وہ یہاں قسم کھا کر جب گھر پلٹیں گے
استثناء کردیں گے بیعت باطل ہو جائے گی منصور ہنسے
اور بولے کہ اے ربیع امام ابو حنیفہ سے تعرض نہ کر جب
آپ دربار سے باہر آئے ربیع نے کہا کہ آپ نے میرے
قتل کا ارادہ کیا تھا فرمایا نہیں لیکن تم نے مجھے قتل کرانا
چاہا تھا مگر میں نے تجھے بھی خلاصی دی اور اپنے آپ کو
بھی خلاص کیا (۲۶) آپ کے بعض دشمنوں نے کہا کہ آج
منصور کے پاس آپ کو قتل کریں گے پھر منصور کے سامنے امام صاحب

فواللہ لیظہرن ہذا الرجل من علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مالا یظہرہ الناس ولیذہبن اسمہ شرقا وغربا وفی جمیع تلک النواحی التی ذرذلک التراب فیہا وقال أزہر بن کیسان رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وخلفہ أبوبکر وعمر فقلت لہما أسأل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن شئی قال سل ولا ترفع صوتک فسألتہ عن علم أبی حنیفۃ لانی کنت زاہدا فیہ فقال ہذا علم انفتح من علم الخضر ورأیت ثلاث نجوم سقطت من السماء مترتبۃ فکانت اباحنیفۃ ثم مسعرا ثم الثوری فذکر ذلک لمحمد بن مقاتل فبکی وقال العلماء نجوم الارض ورأی ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المحشر قائما علی حوضہ وعن یمینہ ابراہیم الخلیل علیہ السلام یضع خدہ علی صدر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم أبابکر ہکذا حتی عد سبعۃ عشر شیخا ورأی أمام الحوض بعض جیرانہ وبین یدیہ اناء فسألہ أن یناولہ لیشرب فقال حتی أسأل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فسألہ فأذن لہ فاعطاہ کأسا فشرب وسقی اصحابہ کلہم فلم ینقص منہ قدر أنملۃ وکان ذلک ماء أبیض من اللبن وأبرد من الثلج وأحلی من العسل ورأی بعض الابدال محمد ابن الحسن فقال لہ ما فعل اللہ بک قال قال انی لم أجعل جوفک وعاء للعلم وأرید أن أعذبک فقلت لہ ما فعل بابی یوسف قال فوقی قلت فما فعل بابی حنیفۃ قال فی أعلی علیین وفی روایۃ فوق أبی یوسف بطبقات ورؤی بعض الصالحین فقیل لہ ما فعل اللہ بک قال غفرلی وباہی بی وبأبی

سے پوچھا کہ اے ابوحنیفہ ایک شخص ہم میں سے ان کو امیر المؤمنین کہتا ہے۔ یہ اس کی گردن مارنے کا حکم دیتے ہیں میں نہیں جانتا ہوں کہ اس کا کیا سبب ہے۔ کیا ان کو یہ جائز ہے۔ آپ نے فرمایا کہ امیر المؤمنین حق حکم دیتے ہیں یا باطل اس نے کہا حق۔ آپ نے فرمایا کہ حق کو نافذ کرو جہاں ہو اور اس کی وجہ کی دریافت فضول ہے۔ پھر امام صاحب نے فرمایا کہ اس شخص نے چاہا تھا کہ مجھے باندھ لے مگر میں نے اس کو جکڑ ڈالا۔

(۲۷) آپ کے پڑوسی کا مور چوری ہوگیا۔ اس نے آپ کے پاس شکایت کی۔ آپ نے فرمایا چپ رہ۔ پھر مسجد میں تشریف لائے۔ جب سب لوگ جمع ہوگئے۔ آپ نے فرمایا کیا نہیں شرماتا وہ شخص کہ اپنے پڑوسی کا مور چراتا۔ پھر آکر نماز پڑھتا ہے۔ حالانکہ اس کے پر کا اثر اس کے سر پر ہوتا ہے۔ پس ایک شخص نے اپنا سر پونچھا۔ آپ نے فرمایا اے شخص تو مور واپس کردے۔ اس نے مور واپس کردیا۔

(۲۸) حضرت اعمش محدث رحمۃ اللہ تعالیٰ سے اُن کی تیز مزاجی کی وجہ سے لوگ پریشان تھے۔ ایک مرتبہ یہ واقعہ ان کو پیش آیا کہ اُنہوں نے اپنی بی بی کی طلاق کی قسم کھائی کہ اگر آپ کی بی بی آپ کو آٹے کے ختم ہوجانے کی خبر کردے یا لکھ کے بتائے یا پیغام بھیجے یا دوسرے شخص سے اس غرض سے ذکر کرے کہ وہ شخص آپ سے اس کا تذکرہ کرے یا اس کے بارے میں اشارہ کرے تو اس کو طلاق ہے۔ اس معاملہ میں آپ کی بی بی متحیر ہوئیں تو کسی نے اُن سے کہا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت مبارک میں حاضر ہو کر عرض کیجئے۔ تب وہ بی بی علیہا الرحمۃ حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حضور میں حاضر ہوئیں اور اس واقعہ کو عرض کیا۔ امام صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ جب آٹے کا چری تھیلا خالی ہوجائے تو اس چری تھیلے

حنيفة النعمان بن ثابت الملائكة ونحن وهو فى
اعلى عليين وقام شخص لمقاتل بن سليمان فى
حلقته فقال رأيت كأنّ رجلا نزل من السماء وعليه
ثياب بيض فقام على أطول منارة ببغداد ونادى
ماذا فقد الناس فقال مقاتل لئن صدقت رؤياك
ليفقدنّ اعلم اهل الدنيا فلم يمت الا أبو حنيفة
فاسترجع مقاتل ثم قال مات من كان يفترج عن
أمة محمد صلى الله عليه وسلم وعن أبى معانى الفضل
بن خالد قال رأيت النبى صلى الله عليه وسلم فقلت
يارسول الله ما تقول فى علم أبى حنيفة فقال ذلك
علم يحتاج الناس اليه وعن مسدد بن عبد الرحمٰن
البصرى انه نام بمكة بين الركن والمقام قبيل الفجر
فرأى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يارسول
الله ما تقول فى هذا الرجل الذى بالكوفة النعمان
بن ثابت آخذ من علمه فقال صلى الله عليه وسلم
خذ من علمه واعمل بعمله فنعم الرجل هو قال
فقمت وكنت أكره الناس للنعمان وأنا استغفر الله
مما كان منى ورأى بعض أئمة الحنابلة النبى صلى الله
عليه وسلم قال فقلت له يارسول الله حدثنى عن
المذاهب فقال المذاهب ثلاثة فوقع فى نفسى
انه يخرج مذهب أبى حنيفة لتمسكه بالرأى
ابتدأ وقال أبو حنيفة والشافعى وأحمد ثم قال
ومالك أربعة أربعة فقلت أيها خير فغالب ظنى
انه قال مذهب احمد (تنبيه) زعم بعض حاسديه
انه روى له منامات بضد ذلك منها ان الزبير
بن احمد رأى رسول الله صلى الله عليه وسلم وأبا
حنيفة على يساره فالتفت وقال له فان يكفر بها هؤلاء

تھیلے کو اُن کی نیند کی حالت میں اُن کے کپڑوں سے باندھ دیجئے
گا۔ جب بیدار ہونگے اس کو دیکھیں گے اور آٹے کا ختم
ہونا اُن کو معلوم ہو جائیگا۔ اُنہوں نے ایسا ہی کیا تو حضرت
اعمش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آٹے کے ختم ہونے کو سمجھ گئے اور
کہنے لگے کہ خدا کی قسم یہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے
حیلوں میں سے ہے۔ آپ زندہ ہیں تو ہم کیسے فلاح پائیں
گے۔ آپ تو ہم کو ہماری عورتوں کے سامنے رسوا کرتے
ہیں کہ ان کو ہمارا عاجز ہونا اور ہماری سمجھ کا ضعف دکھاتے
ہیں۔

(۲۹) ایک شخص نے قسم کھائی کہ اپنی بی بی سے رمضان
شریف کے دن میں ہم بستر ہوگا۔ لوگوں کو اس کے خلاصی
میں سخت تردد ہوا۔ امام صاحب نے فرمایا یہ تو آسان
ہے۔ رمضان شریف میں اپنی بی بی کو لے کر سفر کرے۔ پھر اُس
سے ہم صحبت ہو۔

(۳۰) ایک شخص نے امام صاحب کے زمانہ میں نبوت کا
دعویٰ کیا اور کہا کہ مجھے مہلت دو کہ میں نشانی لاؤں۔ آپ نے
فرمایا جو شخص اس سے نشانی طلب کرے گا کافر ہو جائیگا
کیونکہ نشانی مانگنا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کے ارشاد لا نبی بعدی کی تکذیب ہے۔

(۳۱) آپ نے اپنی بی بی حضرت حماد کی والدہ پر دوسری
شادی کی۔ اُنہوں نے کہا کہ آپ اپنی نئی بی بی کو تین طلاق دیدیجئے
ورنہ میں آپ کے پاس نہیں رہوں گی۔ آپ نے حیلہ کیا اور
جدیدہ سے کہا کہ ام حماد کے سامنے میرے یہاں آؤ اور
مجھ سے پوچھو کہ کیا کسی عورت کو جائز ہے کہ اپنے شوہر سے
مہاجرت کرے۔ سو وہ گئیں اور انہوں نے یہ مسئلہ دریافت کیا
ام حماد نے کہا کہ آپ کو اپنی نئی بی بی طلاق دینا ضرور ہے۔
آپ نے فرمایا کہ جو میری بی بی اس گھر سے باہر ہو اس کو تین

فقد وكلنا بها قوما ليسوا بها بكافرين والشافعي عن
يمينه فالتفت فقال له اولئك الذين هدى الله
فبهداهم اقتده وليس هذا المنام بصحيح لان
الامام الحافظ الديلمي صاحب الفردوس شافعي
ومع ذلك روى عن المظفر عن الاستاذ الحافظ
أبي جعفر القايني انه رأى مناما طويلا مشتملا
على أشياء سألها عن رسول الله صلى الله عليه وسلم
منها اختلاف الائمة فقال صلى الله عليه وسلم كل
في اجتهاده مصيب فقال يارسول الله أبو حنيفة
يقول المجتهدان مصيبان والحق في واحد
والشافعي يقول المجتهدان مصيب ومخطئ
معفو عنه فقال صلى الله عليه وسلم هما قريبان
في المعنى وان كان مختلفين في اللفظ فقلت يارسول
الله فايهما أولى بالاخذ فقال كلاهما على الحق قلت
فما معنى قول الزبير بن أحمد وذكر ما مر عنه فقال
صلى الله عليه وسلم لا أحفظه ولو قلت لقلت
لكليهما اولئك على هدى من ربهم قلت الحمد
لله الذي جعل في الامر سعة وأرجو أن يكون
اختلافهم رحمة ومنها منام آخر نحو ذلك حذفته
لشناعته ويكفي في رده ما مر له من المنامات
على انها كثيرة فانما اقتصرت منها على غررها
اختصارا ؎

الفصل السابع والثلاثون في الرد على
من قدح في أبي حنيفة بتقديمه
القياس على السنة

قال الحافظ بن عبد البر ماحاصله أفرط
أصحاب الحديث في ذم أبي حنيفة وتجاوزوا الحد

طلاق - ام حماد راضی ہو گئیں اور جدیدہ کو طلاق بھی نہ پڑی -
(۳۲) آپ سے کسی رافضی نے پوچھا کہ سب لوگوں سے
زیادہ قوی کون ہے - فرمایا ہمارے نزدیک تو حضرت علی رضی اللہ
تعالے عنہ کہ انہوں نے جان لیا کہ خلافت حضرت ابو بکر صدیق
رضی اللہ تعالے عنہ کا حق ہے تو اس کو ان کے سپرد کر دیا - اور
تم لوگوں کے نزدیک سب سے زیادہ قوی حضرت ابو بکر
صدیق رضی اللہ تعالے عنہ ہیں جنہوں نے بقول تمہارے
حضرت علی رضی اللہ تعالے عنہ سے خلافت کو جبراً چھین لیا
اور حضرت علی کرم اللہ تعالے وجہہ ان سے نہ لے سکے - وہ
رافضی متحیر ہو گیا -
(۳۳) کسی شخص نے آپ سے پوچھا کہ ایک شخص نے
کہا اگر جنابت سے غسل کروں تو تین طلاق - پھر کہا اگر آج کے
دن کوئی نماز چھوڑوں تو تین طلاق - پھر کہا اگر آج بی بی سے
ہم صحبت نہ ہوں تو تین طلاق - وہ شخص کیا کرے اور اس کی خلاصی
کی کیا صورت ہے - آپ نے فرمایا وہ شخص عصر کی نماز پڑھ کر اپنی
بی بی سے ہم بستر ہو - آفتاب ڈوبے غسل کرے اور
مغرب وعشا کی نماز ادا کرے - اس لئے کہ آج کے دن کی
سے پانچ وقت کی نماز مراد ہے -
(۳۴) کسی شخص نے آپ سے پوچھا کہ (۱) ایک شخص کی
بی بی سیڑھی پر تھی - اگر تو چڑھے تو تجھے طلاق ہے - اور اگر اترے
تو تجھے طلاق ہے - اب وہ شخص کیا کرے ـــــ آپ
نے فرمایا وہ سیڑھی پر چڑھی ہوئی ہو اور سیڑھی اتار لی
جائے یا بغیر اس کے ارادے کے کوئی شخص اسے اٹھا
کر زمین پر رکھ دے (۲) ایک شخص کی بی بی کے ہاتھ میں
پانی کا پیالہ تھا اس نے کہا کہ تو اگر اس کو پئے یا بہائے یا
رکھے یا کسی شخص کو دے تو تجھے طلاق ہے - اس صورت
میں عورت کیا کرے تاکہ طلاق نہ پڑے - امام صاحب علیہ الرحمۃ

فی ذلک لتقدیمه القیاس علی الاثر وأکثر أهل
العلم یقولون اذا صح الحدیث بطل الرأی و
القیاس لکنه لم یرد الا بعض أخبار الآحاد
بتأویل محتمل وکثیر منه قد تقدمه الیه غیره
وتابعه علیه مثله وجل ما یوجد له من ذلک
تبع فیه أهل علم بلده کابراهیم النخعی وأصحاب
ابن مسعود الا أنه اکثر من ذلک هو وأصحابه
وغیره انما یوجد له ذلک قلیلا ومن ثمة لما قیل
لاحمد بن حنبل ما الذی نقمتم علیه قال الرأی
قیل الیس مالک تکلم بالرأی قال بلی ولکن
أبو حنیفة أکثر رأیا منه قیل فهلا تکلمتم
فی هذا بحصته وهذا بحصته فسکت احمد
قال اللیث بن سعد أحصیت علی مالک
سبعین مسئلة قال فیها برأیه وکلها مخالفة
لسنة رسول الله صلی الله علیه وسلم ولقد
کتبت الیه أعظه فی ذلک ولم نجد احدا من
علماء الامة اثبت حدیثا عن رسول الله
صلی الله علیه وسلم ثم رده الا بحجة کادعاء
نسخ بأثر مثله أو باجماع أو بعمل یجب علی
أصله الانقیاد الیه أو طعن فی سنده ولو رده
أحد من غیر حجة لسقطت عدالته فضلا
عن امامته ولزمه اسم الفسق ولقد عافاهم الله
من ذلک وقد جاء عن الصحابة رضی الله عنهم
من اجتهاد الرأی والقول بالقیاس علی الاصول
ما یطول ذکره وکذلک التابعون وعدد منهم
خلقا کثیرین انتهی کلام ابن عبد البر وفیه جواب
شاف عن ذلک القدح فتدبره والحاصل أن

نے فرمایا کہ اس میں کوئی کپڑا ڈال کر پانی کو سکھا دے۔

(٣٥) ایک شخص نے قسم کھائی کہ انڈا نہ کھائیں گے۔ پھر قسم کھائی کہ فلاں شخص کی آستین میں جو چیز ہے وہ ضرور کھائیں گے۔ دیکھا گیا تو وہ انڈا ہی تھا۔ فرمایا کسی مرغی کے نیچے رکھ دے۔ جب بچہ ہو جائے بھون کر کھالے یا پکا کر مع شوربا کے سب کو کھالے۔ (تنبیہ) ہمارے نزدیک حیلہ یہ ہے کہ اس کو حلوے میں ڈال دے۔ پس قسم پوری ہو جائے گی۔ اس لئے کہ اس نے آستین کی چیز کو کھا لیا اور یہ نہیں صادق آتا ہے کہ اس نے بیضہ کھایا۔ اس لئے کہ وہ مستہلک ہو گیا۔

(٣٦) ایک عورت توام دو لڑکے جنی جن کی پیٹھ ایک ہی تھی۔ ایک ان میں سے مر گیا۔ علمائے کوفہ نے فتویٰ دیا کہ دونوں دفن کئے جائیں گے۔ امام صاحب نے فرمایا کہ صرف مردہ لڑکا دفن کیا جائے۔ اور مٹی کے ذریعے جوڑ توڑا جائے۔ لوگوں نے ایسا ہی کیا جس سے زندہ جدا ہو گیا اور زندہ رہا اور وہ لڑکا مولیٰ ابو حنیفہ کے نام سے مشہور ہوا۔

(٣٧) امام صاحب مدینہ طیبہ میں حضرت محمد بن حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پاس تشریف لے گئے۔ انہوں نے فرمایا آپ میرے جد امجد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی احادیث کی قیاس سے مخالفت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا معاذ اللہ حضور تشریف رکھیں اس لئے کہ آپ کے لئے عظمت ہے۔ جس طرح آپ کے جد کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے لئے عظمت ہے۔ حضرت محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف فرما ہوئے۔ امام صاحب ان کے سامنے گھٹنوں کے بل کھڑے ہوئے اور پوچھا مرد ضعیف ہے یا عورت۔ انہوں نے فرمایا عورت۔ آپ نے پوچھا عورت کا حصہ کس قدر ہے۔ فرمایا مرد کے حصے کا آدھا۔ امام صاحب نے فرمایا اگر میں

أبا حنيفة لم ينفرد بالقول بالقياس بل على ذلك
عمل فقهاء الأمصار كما قاله ابن عبد البر وبسط
الكلام عليه ردا على من جهل فجعل ذلك عيبا
(تنبيه) قد عد جماعة الإمام أبا حنيفة رحمه
الله من المرجئة وليس هذا الكلام على حقيقته
أما أولا فقال شارح المواقف كان غسان المرجئ
يحكي ما ذهب اليه من الارجاء عن أبي حنيفة
ويعده من المرجئة وهو افتراء عليه قصد به
غسان ترويج مذهبه بنسبته الى هذا الامام
الجليل الشهير وأما ثانيا فقد قال الآمدي
لعل عذر من عده من مرجئة أهل السنة
أن المعتزلة كانوا في الصدر الاول يلقبون من
خالفهم في القدر مرجئا أو لأنه لما قال الايمان
لا يزيد ولا ينقص ظن به الارجاء بتأخير العمل
عن الايمان وليس كذلك اذ عرف منه المبالغة
في العمل والاجتهاد فيه وأما ثالثا فقد قال ابن
عبد البر كان أبو حنيفة يحسد وينسب اليه
ما ليس فيه ويختلق عليه ما لا يليق به وقد
أقبل عليه وكيع فرآه مطرقا مفكرا فقال له
من أين فقال من عند شريك فأنشأ يقول (شعر)

ان يحسدوني فاني غير لائمهم
قبلي من الناس أهل الفضل قد حسدوا
فدام لي ولهم ما بي وما بهم
ومات أكثرنا غيظا بما يجد

قال وكيع وأظنه كان بلغه عن شريك شئ

(الفصل الثامن والثلاثون في رد ما قيل فيه من الجرح)

قال أبو عمر يوسف ابن عبد البر والذين رووا عن

قیاس سے کہتا تو اس کے برعکس حکم دیتا - پھر پوچھا نماز
افضل ہے یا روزہ انہوں نے فرمایا نماز آپ نے کہا اگر میں
قیاس سے حکم کرتا تو حائض کو نماز کے قضا کا حکم دیتا نہ روزے
کی قضا کا - پھر پوچھا پیشاب نجس ہے یا منی - انہوں نے
فرمایا پیشاب - آپ نے فرمایا اگر میں قیاس کو مقدم رکھتا - تو
پیشاب سے وجوب غسل کا حکم دیتا نہ منی سے -

(۳۸) ایک مسافر اپنی نہایت ہی خوبصورت بی بی کو لے کر
کوفہ پہنچا - اس عورت پر ایک کوفی عاشق ہو گیا اور دعویٰ کیا کہ
یہ میری بی بی ہے اور بی بی بھی اپنے شوہر سے رکی - اس کا
شوہر اس بات سے عاجز ہوا کہ اپنا نکاح اس عورت کے ساتھ
ثابت کرے - یہ مسئلہ امام صاحب کے پاس پیش ہوا - امام
صاحب اور قاضی ابن ابی لیلیٰ اور ایک جماعت شوہر کے مکان
پر گئے اور چند عورتوں کو وہاں جانے کے لئے فرمایا - ان سب
کو دیکھ کر اس کا کتا بھونکنے لگا - اس کے بعد اس عورت
سے جانے کو کہا - اس کے جانے کے وقت کتا دم ہلاتا ہوا
گرد اس کے ہو گیا - امام صاحب نے فرمایا کہ حق واضح ہو گیا
پس اس عورت نے نکاح کا اقرار کیا اور اسی کی نظیر وہ مسئلہ
ہے جو حنفی علماء سے منقول ہے کہ جب کوئی شخص اپنی بی بی
سے خلوت کرے اور ساتھ ساتھ مرد کا کتا ہے تو خلوت صحیح ہے
اور پورا مہر واجب ہے اور اگر عورت کا کتا ہے تو خلوت صحیحہ
نہ ہو گی نہ پورا مہر واجب ہو گا -

(۳۹) ابن ہبیرہ نے ایک انگوٹھی نگینہ جس پر عطاء بن عبد اللہ
کندہ تھا امام صاحب کو دکھایا اور کہا کہ میں اس نگ کے
ساتھ مہر کرنے کو پسند نہیں کرتا ہوں - کیونکہ میرے غیر کا نام
اس پر کندہ کیا ہوا ہے اور اس کا حک کرنا ناممکن ہے - امام
صاحب نے فرمایا کہ ب کا سر گول بنا دو تو عطا من عند اللہ
ہو جائے گا - ابن ہبیرہ اس فوری جواب سے بہت متعجب ہوئے

أبي حنيفة وو شقوه وأثنوا عليه أكثر من الذين
تكلموا فيه. والذين تكلموا فيه من أهل الحديث
أكثر ما عابوا عليه الاغراق في الرأي والقياس
وقد مر ان ذلك ليس بعيب وكان يقال
يستدل على نباهة الرجل من الماضين بتباين
الناس فيه ألا ترى أن عليا كرم الله وجهه هلك
فيه فئتان محب أفرط ومبغض فرط قال الامام
على بن المديني أبو حنيفة روى عنه الثوري وابن
المبارك وحماد بن زيد وهشام ووكيع وعباد
ابن العوام وجعفر بن عون وهو ثقة لا بأس به
وكان شعبة حسن الرأي فيه وقال يحيى بن
معين أصحابنا يفرطون في أبي حنيفة وأصحابه
فقيل له أكان يكذب قال أنبل من ذلك وفي
طبقات شيخ الاسلام التاج السبكي الحذر كل
الحذر ان تفهم من قاعدتهم ان الجرح مقدم
على التعديل على اطلاقها بل الصواب أن من
ثبتت امامته وعدالته وكثر مادحوه ومزكوه
وندر جارحه وكانت هناك قرينة دالة على
سبب جرحه من تعصب مذهبي او غيره
لم يلتفت الى جرحه ثم قال بعد كلام طويل قد
عرفناك أن الجارح لا يقبل منه الجرح وان فسره
في حق من غلبت طاعاته على معصيته ومادحوه
على ذاميه ومزكوه على جارحيه اذا كانت هناك
قرينة يشهد العقل بان مثلها حامل على الوقيعة
فيه من تعصب مذهبي أو منافسة دنيوية كما يكون
بين النظراء او غير ذلك وحينئذ فلا يلتفت
لكلام الثوري وغيره في أبي حنيفة وابن أبي ذئب

اور کہا آپ اکثر میرے پاس تشریف لایا کیجئے۔ امام صاحب
نے فرمایا کہ میں تمہارے پاس آکر کیا کروں گا۔ اگر تم مجھے
اپنا مقرب بناؤ گے تو فتنہ میں ڈالو گے اور اگر دُور کرو گے
تو مجھے رسوا کرو گے اور میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں
جس پر میں تم سے خوف کروں۔ امام صاحب نے اسوقت
بھی ایسا ہی فرمایا تھا جب آپ سے امیر منصور اور امیر کوفہ عیسیٰ
بن موسیٰ نے کہا تھا کہ اگر آپ میرے پاس اکثر ایسا کرتے تو
اچھا ہوتا۔

(۴۰) ضحاک مروزی نے کوفہ پہنچ کر تمام مردوں کے قتل کا
حکم عام دے دیا۔ امام صرف ایک کرتہ اور تہبند پہنے ہوئے
اُس کے پاس تشریف لے گئے اور دریافت فرمایا کہ تم نے
مردوں کے قتل عام کا حکم کیوں دے دیا ہے۔ اُس نے کہا۔
اسلئے کہ یہ سب لوگ مرتد ہیں۔ فرمایا کیا ان کا دین اس سے پہلے کچھ
اور تھا جس سے پھر کر یہ دین اختیار کر لیا ہے۔ یا اُن کا دین پہلے
سے یہی ہے۔ اُسنے کہا کہ جو کچھ فرمایا پھر ارشاد ہو۔ آپ نے
پھر فرمایا ضحاک نے کہا ہم غلطی پر تھے اور قتل موقوف کرا
دیا۔ لوگوں کو (امام صاحب کی برکت سے) نجات ملی۔ دوسری
روایت میں ہے کہ خوارج جب کوفہ پہنچے اور اُن کا مذہب
اپنے تمام مخالفوں کو کافر جانتا ہے۔ لوگوں نے امام صاحب
کی نسبت کہا کہ وہ شیخ الکل ہیں۔ خوارج نے آپکو بلا بھیجا۔
اور کہا آپ کفر سے توبہ کیجئے۔ فرمایا میں سب کفر سے تائب
ہوں۔ لوگوں نے خارجیوں سے کہا کہ امام صاحب نے یہ فرمایا
کہ میں تمہارے کفر سے تائب ہوں۔ خوارج نے امام صاحب
کو پکڑ لیا۔ آپ نے فرمایا یہ بات تم نے علم سے کہی یا ظن سے
اُن لوگوں نے کہا ظن سے۔ آپ نے فرمایا ان بعض الظن
اثم اور اثم تمہارے نزدیک کفر ہے تو تم لوگ اپنے کفر سے
توبہ کرو۔ اُنہوں نے کہا آپ بھی کفر سے توبہ کیجئے۔ (تنبیہ)

وغیرہ فی مالك وابن معین فی الشافعی والنسائی
فی احمد بن صالح ونحو ذلك قال ولو اطلقنا
تقدیم الجرح لم سلم لنا أحد من الائمة اذ ما من
امام الا وقد طعن فیه طاعنون وهلك فیه هالكون
قال ابن عبد البر هذا باب غلط فیه كثیرون
وضلت فیه فرقة جاهلیة لا تدری ما علیها
فی ذلك ثم قال الدلیل علی انه لا یقبل فی حق
من اتخذه جمهور الناس اماما فی الدین قول أحد
من الطاعنین لان السلف قد سبق من بعضهم
فی بعض كلام كثیر فی حال الغضب ومنه ما حمل
علی الحسد ومنه ما حمل علی التأدیل مما لا یلزم
المقول فیه شئ منه وذكر من كلام الصحابة
والتابعین وتابعیهم من النظراء بعضهم فی بعض
شیئا كثیرا لم یلتفت الیه أحد من العلماء ولا
عولوا علیه لانهم بشر یغضبون ویرضون
والقول فی الرضی غیر القول فی الغضب فمن أراد
أن یقبل قول العلماء بعضهم فی بعض فلیقبل
قول من ذكرنا من الصحابة بعضهم فی بعض
وقول من ذكرنا من التابعین وائمة المسلمین
بعضهم فی بعض فان فعل ذلك فقد ضل ضلالا
بعیدا وخسر خسرانا مبینا وان لم یفعل ولن
یفعل ان هداه الله وألهمه رشده فلیقف
عند ما شرطناه فانه الحق الذی لا یصح غیره
ان شاء الله تعالی ثم ذكر كلام كثیرین من نظراء
مالك فیه وكلام ابن معین فی الشافعی قال وما
مثل من تكلم فیهما فی نظرائهما الا كما قال الحسن
بن هانی (شعر)

بعض حاسدین امام اعظم علیہ الرحمہ جو آپ کی تنقیص شان کرتے
اور ان ہونی آپ پر جوڑتے تھے انہوں نے آپ کے متعلق
گھڑا ہے کہ معاذ اللہ آپ دو مرتبہ کافر ہو گئے اور آپ سے دو
مرتبہ توبہ کرائی گئی - حالانکہ واقعہ یہ ہے جو خارجیوں کے ساتھ
واقع ہوا لوگوں نے آپ کی شان گھٹانے کو ایسا مشہور کر دیا -
حالانکہ یہ آپ کی برائی نہیں بلکہ آپ کے علو مرتبت وکمال رفعت
شان کی دلیل ہے اس لیے کہ آپ کے سوا اور کوئی دوسرا شخص
نہ تھا جو خوارج کا مقابلہ کرتا اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں آپ
پر نازل ہوں -

(۴۱) ایک شخص نے ایک آدمی کو وصیت کی اور ایک
تھیلی سپرد کی جس میں ہزار دینار تھے اور کہا کہ جب میرا لڑکا
بڑا ہو تو یہ اس کو دے دینا - جب وہ لڑکا بڑا ہوا تو اس شخص
نے اس کو خالی تھیلی دے دی اور سب اشرفیاں رکھ لیں لڑکا
امام صاحب کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض حال کیا
آپ نے اس شخص کو بلایا اور فرمایا دینار اس کے حوالے کر اسی
لیے کہ وہی تجھے محبوب ہیں کہ تو نے اسی کو روکا ہے جو تجھے
پسند ہیں کیونکہ ہر شخص غالباً اسی کو رکھتا ہے جو اس کو پسند
ہوتا ہے اور ناپسندیدہ دے دیتا ہے -

(۴۲) بعض محدثین کہ آپ بدگوئی کرتے ایک دن ایسے
گڑھے میں گرے جس سے مخلصی کی صورت امام صاحب کے
سوا اور کسی کے پاس نہ تھی کہ انہوں نے اپنی بی بی سے
کہا کہ تو آج کی شب مجھ سے طلاق طلب کرے اور میں
تجھے طلاق نہ دوں تو تجھے طلاق ہے اور عورت نے کہا کہ
آج کی رات تجھ سے طلاق نہ چاہوں تو میرا غلام آزاد ہے
آپ نے عورت سے فرمایا کہ تو اس سے طلاق چا
اور مرد سے فرمایا کہ کہہ کہ اگر تو چاہے
تو تجھے طلاق ہے پھر فرمایا....

یاناطح الجبل العالی لتکلمه
اشفق علی الراس لا تشفق علی الجبل
ولقد أحسن أبو العتاهیة حیث قال (شعر)
ومن ذا الذی ینجو من الناس سالما
وللناس قال بالظنون وقیل
وقیل لابن المبارك فلان یتکلم فی أبی حنیفة فانشد (شعر)
حسدوك اذا ما فضلك الله بما فضلت به النجباء
وقیل ذلك لابی عاصم النبیل فقال هو کما قال ابو الاسود
الدؤلی (شعر)
حسدوا الفتی اذ لم ینالوا سعیه
فالقوم أعداء له وخصوم
وروی أبو عمرو عن عباس رضی الله عنهما خذوا
العلم حیث وجدتموه ولا تقبلوا قول الفقهاء
بعضهم فی بعض فانهم یتغایرون تغایر التیوس
فی الزربیة وفی روایة عنه استمعوا کلام العلماء
ولا تصدقوا بعضهم فی بعض فوالذی نفسی بیده
لهم أشد تغایرا من التیوس فی زروبها وکذلك
جاء عن عمرو بن دینار ومن ثمة ذکر فی المبسوط
فی مذهب مالك أنه لا یجوز شهادة القاری
علی القاری یعنی العلماء لانهم أشد الناس تحاسدا
وتباغضا ۞

(الفصل التاسع والثلاثون فی رد ما نقله
الخطیب فی تاریخه عن القادحین فیه)

اعلم انه لم یقصد بذلك الا جمع ما قیل فی الرجل
علی عادة المؤرخین ولم یقصد بذلك انتقاصه
ولا الحط عن مرتبته بدلیل انه قدم کلام المادحین
واکثر منه ومن نقل مآثره السابقة فی أکثرها

کہ تم دونوں جاؤ تم دونوں میں سے کسی پر حنث نہیں اور
اس شخص سے کہا کہ جس شخص نے تجھے ایسا مسئلہ بتایا اُس
کے حق میں بدگوئی سے توبہ کر۔ وہ شخص تائب ہوا اُس
کے بعد وہ دونوں ہر نماز کے بعد امام صاحب کے لئے
دعا کرتے تھے۔

(۴۳) ایک شخص نے اپنی بی بی کی طلاق کی قسم کھائی کہ اگر میرے
واسطے ایسی ہانڈی نہ پکائے جس میں مکوک (ایک پیمانہ کا نام
ہے) نمک ہو اور کھانے میں اس کا اثر نہ ہو۔ تو تجھے طلاق
ہے۔ کسی نے امام صاحب یہ مسئلہ دریافت کیا آپ نے
فرمایا کہ ہانڈی میں بیضہ پکاؤ اور اس میں اس قدر نمک
ڈال دے جتنے کے متعلق اس نے قسم کھائی ہے بلکہ اس
سے زیادہ ۞

(۴۴) دہریہ کی ایک جماعت نے آپ کے قتل کا ارادہ کیا۔
آپ نے فرمایا پہلے ہم سے مسئلہ میں بحث کر لو۔ اُس کے
بعد تمہیں اختیار ہے۔ انہوں نے اُسے منظور کیا۔ آپ نے
فرمایا کیا کہتے ہو اُس کشتی کے بارے میں جو بوجھوں سے لدی
ہوئی بلا ملاح کے ایسے دریا میں جارہی ہے جس میں امواج
متلاطم ہیں۔ کیا ایسا ہو سکتا ہے۔ لوگوں نے کہا یہ محال ہے
آپ نے فرمایا کیا عقلاً جائز ہے۔ کہ اس دنیا کا مثل موجود
ہو۔ باوجود تباین ہونے اطراف کے اور اختلاف احوال وامور
کے اور بدلنے اعمال وافعال کے اور بسبب بغیر صانع حکیم
مدبر علیم کے ہو۔ اُس کو سن کر وہ سب لوگ تائب ہوئے اور
اپنی اپنی تلواریں نیام میں کرلیں۔

(۴۵) ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا جس کے کسی
شخص پر ہزار روپے تھے اور وہ منکر تھا اور قسم کھانے کے
ارادہ میں تھا۔ اور مدعی کے لئے صرف ایک ہی گواہ تھا جس کا
صدق امام صاحب کو معلوم تھا۔ آپ نے اُس شخص کو حکم

انما اعتمد أهل المناقب فيه على ما فى تاريخ الخطيب
ثم عقبه بذكر كلام القادحين ليتبين انه من
جملة الاكابر الذين لم يسلموا من خوض الحساد
والجاهلين فيهم ومما يدل على ذلك أيضا أن
الاسانيد التى ذكرها للقدح لايخلو غالبها من
متكلم فيه أو مجهول ولا يجوز اجماعا ثلم عرض
مسلم بمثل ذلك فكيف بامام من أئمة المسلمين
قال شيخ الاسلام الامام التقى ابن دقيق العيد
أعراض الناس حفرة من حفر النار وقف على
شفيرها الحكام والمحدثون ولفرض صحة ما ذكره
الخطيب من القدح عن قائله لا يعتد به فانه
ان كان من غير أقران الامام فهو مقلد لما قاله
أوكتبه أعداؤه أو من أقرانه فكذلك لما مر
أن قول الاقران بعضهم فى بعض غير مقبول
وقد صرح الحافظان الذهبى وابن حجر بذلك قالا
ولا سيما اذا لاح انه لعداوة او لمذهب اذ الحسد
لا ينجو منه الا من عصمه الله تعالى قال الذهبى
وما علمت عصرا سلم أهله من ذلك الا عصر
النبيين والصديقين وقال التاج السبكى ينبغى
لك أيها المسترشد ان تسلك سبيل الادب
مع الائمة الماضين وان لا تنظر الى كلام بعضهم
فى بعض الا اذا أتى ببرهان واضح ثم ان قدرت
على التأويل وتحسين الظن فدونك والا فاضرب
صفحا عما جرى بينهم فانك لم تخلق لهذا فاشتغل
بما يعنيك ودع ما لا يعنيك ولا يزال طالب العلم عندى نبيلا
حتى يخوض فيما جرى بين السلف الماضين
ويقضى لبعضهم على بعض فاياك ثم اياك

فرمایا کہ وہ ہزار روپے اپنے گواہ کے سامنے کسی شخص کو ہبہ کر دے اور موہوب لہ کو دعوی کا حکم دیا اور شاہد اور واہب کو گواہی کے لئے فرمایا۔ انہوں نے ایسا ہی کیا قاضی صاحب نے مدعی کو ڈگری دے دی اور اس قسم کے مسئلوں کا دروازہ وسیع ہے اور جس قدر میں نے ذکر کئے اسمیں کفایت ہے۔ علاوہ بریں بعض وہ مسائل جن کو میں نے نہیں ذکر کیا اُن میں خلل اور اُن کے ثبوت میں نزاع ہے۔ اس لئے اُنکا حذف ہی کر دینا واجب ہے ؎

چوبیسویں فصل آپ کے حلم وغیرہ کے بیان میں

یزید بن ہارون نے کہا کہ میں نے کسی کو آپ سے زیادہ حلیم نہ دیکھا۔ دین کی فضیلت پرہیزگاری، حفظ لسان، مفید باتوں کی طرف توجہ کرنا خاص آپ کا کام تھا۔ دوسرے نے کہا کہ ایک شخص نے آپ کو بہت کچھ بُرا بھلا کہا۔ حتیٰ کہ زندیق وغیرہ جیسے نا ملائم الفاظ سے یاد کیا۔ آپ نے اس سے فرمایا غفر اللہ لک اللہ تیری مغفرت کرے۔ وہ جانتا ہے کہ میرا حال اس کے خلاف ہے۔ عبد الرزاق نے کہا کہ میں نے کسی کو آپ سے زیادہ بُردبار نہ دیکھا۔ ہم ان کے ساتھ مسجد خیف میں تھے اور لوگ آپ کے گرد تھے۔ کہ آپ سے کسی بصری نے ایک مسئلہ پوچھا آپ نے اس کا جواب دیا۔ اس نے اس پر اعتراض کیا کہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے مخالف ہیں۔ آپ نے فرمایا انہوں نے خطا کی۔ ایک شخص بول اُٹھا یا ابن الزانیہ تو یہ کہتا ہے کہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطا کی۔ یہ سُن کر لوگ چلا اُٹھے اور اس شخص کا قصد کیا۔ امام صاحب نے سب کو روکا اور اُنہیں خاموش کیا۔ تھوڑی دیر تک سر جھکائے بیٹھے رہے۔ پھر سر اٹھایا اور فرمایا کہ ہاں حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطا کی اور ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس حدیث میں جو رسول اللہ صلی اللہ

ان تصغى الى ما اتفق بين أبى حنيفة و سفيان الثورى أو بين مالك وابن أبى ذئب أو بين احمد بن صالح والنسائى أو بين أحمد والحارث بن أسد المحاسبى وهلم جرا الى زمان العز بن عبد السلام والتقى بن الصلاح فانك اذا اشتغلت بذلك خشيت عليك الهلاك فالقوم أئمة اعلام ولا قوالهم محامل وربما لم تفهم بعضها فليس لنا الا الترضى عنهم والسكوت عما جرى بينهم كما نقول فيما جرى بين الصحابة رضوان الله عليهم

الفصل الاربعون فى رد ما قيل انه خالف فيه صرائح الاحاديث الصحيحة من غير حجة

هذا باب واسع جدا يستدعى سرد جميع ابواب الفقه فلنشر الى قواعد اجمالية تنفع من استحضرها عند الادلة التفصيلية واعلم ان ممن زعم ذلك من المتقدمين سفيان الثورى وآخرين منهم الحافظ أبو بكر بن أبى شيبة الكوفى وشيخ البخارى وسبب صدور ذلك منهم انهم استروحوا ولم يتاملوا قواعده وأصوله اذ منها كما قاله الامام الحافظ أبو عمر بن عبد البر وغيره ان خبر الواحد لا يقبل اذا خالف الاصول المجمع عليها فحينئذ يقدم القياس عليه وقد اعتذر عن تقديمه القياس على خبر الواحد بان ذلك لموجب لا عبثا ولا ردا للحديث مع سلامته عن القوادح حاشاه الله تعالى من ذلك بل لموجب أى موجب اما كونه لم يطلع على الحديث أو لم يصح عنده أو كونه رواية غير فقيه وقد خالف القياس

تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کی راستی پر ہیں سلام صاحب فرمایا کرتے کہ میں نے کبھی کسی سے اس کی برائی کا بدلہ نہ لیا اور نہ کسی پر لعنت کی اور نہ کسی مسلمان یا ذمی پر ظلم کیا۔ اور نہ کسی کو دھوکا دیا۔ نہ کسی کو فریب دیا۔ کسی نے آپ سے کہا کہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ آپ کے پاتے ہیں اور آپ کی بدگوئی کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔ اور ان کی تعریفیں شروع کیں۔ آپ کے پڑوس میں ایک موچی رہتا تھا۔ جب نشہ میں ہوتا یہ شعر گاتا ؎ اضاعونی وای فتی اضاعوا لیوم کریھۃ وسداد ثغر۔ ایک رات اس کی آواز نہ معلوم ہوئی دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ اس کو چوکیدار پکڑ کر لیگئے ہیں۔ آپ امیر کے پاس تشریف لے گئے اور اس کی سفارش کی۔ امیر نے امام صاحب کی تعظیم کی اور اس موچی کو چھوڑنے کا حکم دیا۔ اور اس کے ساتھ وہ تمام لوگ جو اس شب میں پکڑے گئے تھے سب چھوڑ دئے گئے۔ آپ واپس تشریف لائے اور موچی آپ کے پیچھے آرہا تھا۔ آپ نے فرمایا اے شخص کیا میں نے تجھے ضائع کیا۔ اس نے کہا نہیں بلکہ حضور نے میری حفاظت کی۔ اور نگاہ رکھا۔ اللہ تعالیٰ حضور کو بہترین جزا عطا فرمائے۔ پھر توبہ کی اور سچے دل سے توبہ کی اور ہمیشہ اور آپ کی خدمت میں رہنے لگا یہانتک کہ فقیہ ہو گیا۔ ولید بن قاسم نے کہا کہ امام صاحب کریم الطبع تھے۔ اپنے اصحاب کا خیال رکھتے اور مواسات فرماتے۔ عصام نے کہا کہ کسی شخص کو اپنے شاگردوں کا ایسا خیال نہ تھا۔ جس طرح امام صاحب کو تھا حتی کہ اگر کسی کے بدن پر مکھی بھی بیٹھتی تو اس کی ناگواری امام صاحب پر محسوس ہوتی تھی۔ کسی نے آپ کے ایک شاگرد کے متعلق بیان کیا کہ وہ اپنی چھت پر سے گر گیا۔ امام صاحب نے زور سے چیخ ماری جس کو تمام مسجد والوں نے سنا اور گھبرا اٹھے ننگے پاؤں

ومن ثمة ردوا حديث أبي هريرة في المصرات لكن
انتصر جماعة من الحنفية لما عليه أكثر العلماء
من أن فقه الراوي ليس شرط لتقديم الخبر على
القياس قالوا وقد عمل أصحابنا بحديث أبي هريرة
اذا أكل الصائم أو شرب ناسيا مع مخالفته
القياس حتى قال أبو حنيفة رحمه الله لولا الرواية
لقلت بالقياس وقد ثبت عن أبي حنيفة
انه قال ما جاءنا عن رسول الله صلى الله عليه
وسلم فعلى الرأس والعين ولم ينقل عن أحد
من السلف اشتراط فقه الراوي فثبت ان القول
باشتراطه قول محدث قال بعضهم على ان
أبا هريرة كان فقيها اذ لم يعدم شيأ من
أسباب الاجتهاد وقد كان يفتي في زمن الصحابة
وما كان يفتي في ذلك الزمن الا فقيه مجتهد
وتبعه على ذلك المحيوي القرشي في طبقات
الحنفية فقال انه من فقهاء الصحابة كما
ذكره ابن حزم وقد جمع شيخنا شيخ الاسلام
التقي السبكي فتاويه في جزء سمعته منه انتهى
واما عمل الراوي بخلاف مرويه لانه يدل
على النسخ او نحوه ومن ثمة أخذوا بعمل ابي هريرة
فاغسل من ولوغ الكلب ثلاثا مع روايته
ح ر بقول ابن عباس ان المرتدة لا تقتل
يته من بدل دينه فاقتلوه واما عموم البلوى
ن يحتاج كل واحد الى معرفته لان العادة
ستفاضة نقل مثله فانفراد واحد
فيه ومن ثمة لم يأخذوا بخبر نقض الوضوء
الذكر الذي يرويه بسرة مع عموم الحاجة

کھڑے ہوئے پھر روتے اور فرمایا کہ اگر اس مصیبت کا
اٹھا لینا میرے امکان میں ہوتا تو میں اس کو ضرور اٹھا لیتا۔
اور تا صحت روزانہ صبح و شام اس کی عیادت کو تشریف
لیجایا کرتے تھے۔ ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور
عرض کی کہ میں آپ کا جعلی خط فلاں شخص کے پاس لے گیا۔
اس نے مجھے چار ہزار درم دیئے۔ امام صاحب نے فرمایا
اگر تم اس ذریعہ سے نفع اٹھاتے ہو تو کرو۔ ابو معاذ کہتے ہیں
کہ امام صاحب باوجودیکہ جانتے تھے۔ کہ مجھے سفیان ثوری
سے قرابت ہے اور ان دونوں میں ان بن تھی جیسی معصروں
میں ہوا کرتی ہے۔ پھر بھی آپ مجھ کو اپنا مقرب بناتے تھے
اور میری حاجت روائی فرماتے تھے اور امام صاحب پرہیزگار
صاحب علم و وقار تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان میں شریف خصلتوں
کو جمع فرمایا تھا۔ امام صاحب پڑھا رہے تھے کہ ایک شخص نے
آپ کو گالی دی اور بہت کچھ سخت و سست کہا آپ نے اس
کی طرف التفات نہ کی اور نہ اپنے کلام کو قطع فرمایا
بلکہ اپنے شاگردوں کو اس کی طرف مخاطب ہونے
سے منع فرمایا۔ جب آپ فارغ ہو کر کھڑے ہوئے وہ
آپ کے ساتھ آپ کے گھر کے دروازہ تک گیا۔ آپ
وہاں کھڑے ہو گئے اور فرمایا یہ میرا گھر ہے۔ اگر
تیری گالیاں کچھ باقی رہ گئی ہوں تو ان کو تمام کر لے یہاں تک
کہ تیرے دل میں کچھ باقی نہ رہے۔ وہ شخص شرمندہ ہوا۔
دوسرے قصہ میں ہے کہ وہ شخص آپ کے ساتھ ہو لیا جب
آپ اندر تشریف لے گئے۔ گالی گفتہ بکنے لگا۔ کسی نے اس کو
کچھ جواب نہ دیا۔ اس نے کہا کیا مجھے کتا سمجھتے ہو۔ اندر سے
آواز آئی کہ ہاں۔ امام ابو یوسف نے فرمایا کہ آپ اپنی والدہ
کو گدھے پر سوار کر کے عمر بن ذر کی مجلس میں لیجاتے اور ان کا
حکم ٹالنا ناپسند فرماتے۔ امام صاحب فرماتے۔ کبھی میں

الی معرفته واما کونه وردفی حد اوکفارة
لسقوطهما بالشبهة واحتمال خطأ الراوی
المنفرد به شبهة واما مخالفته للقیاس الجلی
أوالذی عضده حدیث آخر وأما طعن بعض السلف
فیه کخبر القسامة واما وقوع الاختلاف بین الصحابة
فی مسئلة وردفیها خبر الواحد ولم یحتج أحد منهم
به فاعراضهم عن الاحتجاج به مع شدة عنایتهم
بالاحادیث دلیل علی نسخه أونحوه مثاله خبر
الطلاق بالرجال فانهم اختلفوا فی ذلك فقال
جماعة یعتبر فی ملك الزوج لعدده بحریة الرجل
ووقعه منهم الشافعی وآخرون بحریة المراة ورقها
منهم ابو حنیفة وآخرون یعتبر بمن رق منهما
واما مخالفته أعنی خبر الواحد لظاهر عموم القرآن
لان أبا حنیفة لایری تخصیص عمومه ولانسخه
بخبر الواحد لانه ظنی وذلك یقینی وتقدیم أقوی
الدلیلین واجب من ذلك خبر لاصلاة الا
لفاتحة الکتاب مخالف لعموم (فاقرؤا ماتیسر منه)
واما مخالفته للسنة المشهورة لان الخبر
المشهور أقوی من خبر الآحاد کخبر الشاهد
والیمین فانه مخالف لعموم الخبر المشهور البینة
علی المدعی والیمین علی من أنکر واما کونه زائدا
علی القرآن کهذا فان الذی فی القرآن رجلان
أو رجل وامرأتان فالشاهد والیمین زائد
علیهما اذا تقرر ذلك علم منه نزاهة أبی حنیفة
رحمه الله مما نسبه الیه أعداؤه والجاهلون
لقواعده بل لمواقع الاجتهاد من أصلها من
ترکه لخبر الآحاد بغیر حجة وانه لم یترك خبرا

اپنی والدہ کو اُن کے یہاں لے جاتا اور وہ خود سوال کرتیں۔
اور کبھی والدہ صاحبہ مجھے حکم فرماتیں تو میں وہاں جاکر اُن
سے مسئلہ پوچھ کر والدہ سے عرض کرتا اور میں وہاں یہ کہتا
کہ میری والدہ نے حکم کیا ہے کہ میں آپ سے یہ مسئلہ دریافت
کروں۔ وہ فرماتے اور آپ پوچھتے ہیں پھر میں کہتا کہ انہوں۔
نے مجھے حکم کیا۔ عمر بن ذر فرماتے ہو اب مسئلہ بیان کیجئے میں
صورت واقعہ اور جواب دونوں بیان کرتا۔ پھر وہ مجھ سے
وہی جواب کہہ دیا کرتے تھے۔ میں والدہ ماجدہ کی خدمت میں حاضر
ہوتا اور جو کچھ وہ کہتے اس کی خبر دے دیتا۔ اور اس کی نظیر وہ
واقعہ ہے کہ والدہ صاحبہ نے ایک مسئلہ پوچھا امام صاحب
نے اس کا جواب دیا۔ اُنہوں نے اُسے قبول نہ کیا
اور فرمایا کہ میں سوائے زرعہ واعظ کے اور کسی کی بات نہیں
مانوں گی۔ امام صاحب ان کی زرعہ کے یہاں لاتے اور کہا
کہ میری والدہ آپ سے فلاں مسئلہ دریافت کرتی ہیں۔ زرعہ
نے کہا آپ خود بڑے عالم اور بڑے فقیہ ہیں خود جواب دیجئے
امام صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا میں نے یہ فتویٰ دیا۔ زرعہ
نے فرمایا اس مسئلہ کا وہی جواب ہے جو امام ابوحنیفہ نے
فرمایا تب انہیں اطمینان ہوا اور واپس ہوئیں۔ جرجانی نے
کہا کہ میرے سامنے ایک جوان نے امام صاحب سے سوال
کیا۔ آپ نے اس کا جواب دیا۔ اس نے کہا آپ نے
غلطی کی۔ میں نے حاضرین بارگاہ سے کہا۔ سبحان اللہ آپ لوگ
ایسے مقتدائے وقت کی عزت نہیں کرتے۔ آپ میری
طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا انہیں چھوڑ دیجئے۔ میں نے
خود انہیں اس کا عادی کیا ہے۔ امام صاحب فرماتے
جب سے میرے استاد حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال
ہوا ہے۔ میں ہر نماز کے بعد اپنے والد ماجد کے ساتھ
اُن کے لئے دعائے مغفرت کرتا ہوں۔ اور کبھی

الا دليل أقوى عنده وأوضح قال ابن حزم جميع الحنفية مجمعون على ان مذهب أبي حنيفة ان ضعيف الحديث عنده أولى من الرأي فتأمل هذا الاعتناء بالاحاديث وعظيم جلالتها وموقعها عنده ومن ثمة قدم العمل بالاحاديث المرسلة على العمل بالقياس فأوجب الوضوء من القهقهة مع انها ليست بحدث في القياس للخبر المرسل فيها ولم يقل بذلك في صلاة الجنازة وسجود التلاوة اقتصارا مع النص فانه انما ورد في الصلاة ذات الركوع والسجود وقد قال المحققون لا يستقيم العمل بالحديث بدون استعمال الرأي فيه اذ هو المدرك لمعانيه التي هي مناط الاحكام ومن ثمة لما لم يكن لبعض المحدثين تأمل لمدرك التحريم في الرضاع قال بان المرتضعين بلبن شاة تثبت بينهما المحرمية ولا العمل بالرأي المحض ومن ثمة لم يفطر الصائم بنحو الاكل ناسيا وافطر بالاستقاءة مع ان القياس في الاولى الفطر لوجود ما يضاد الصوم وفي الثاني عدمه لان الصوم انما يفسده ما دخل دون ما خرج (خاتمة) قد بان لك واتضح ان الامام ابا حنيفة رحمه الله انما ترك بعض خبر الآحاد لهذه القواعد والاعذار التي أشرنا اليها ونبهناك عليها فاحذر ان تزل قدمك مع من زل أو يضل فهمك مع من ضل فانك اذا تخسر اعمالك مع جملة من خسر وتذكر بالسوء والفضيحة مع من يهما ذكر وتتعرض لامر أمر لا طاقة لك بحمل ضرره وترتبك في قعر مد لهم لا قدرة لك على النجاة من خطره فبادر الى السلامة ما استطعت اليه سبيلا وكن ممن سلك

میں نے اپنا پیر اُن کے گھر کی طرف نہیں پھیلایا۔ حالانکہ میرے مکان اور اُن کے مکان میں سات گلیوں کا فاصلہ ہے۔ اور میں ہر اس شخص کے لئے جس سے میں نے سیکھا یا میں نے اس کو سکھایا ہو۔ دعائے مغفرت کرتا ہوں۔

ابن مبارک نے کہا آپ کی مجلس سے زیادہ باوقار مجلس کسی کی نہیں دیکھی۔ آپ خوشخو جامہ زیب خوبرو تھے۔ امام زفر فرماتے ہیں آپ مشقتوں کو برداشت کرنے والے صابر و شاکر تھے۔ سُفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے سامنے سے گذرے دیکھا کہ آپ کی اور آپ کے شاگردوں کی آواز مسجد میں بلند ہے۔ فرمایا اے ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ یہ مسجد ہے جہاں آواز نہیں بلند کی جاتی۔ فرمایا ان کو چھوڑئے۔ وہ بغیر اس کے نہیں سمجھتے۔

ہارون رشید نے امام ابو یوسف سے کہا۔ آپ امام صاحب علیہ الرحمہ کے اوصاف بیان فرمایئے۔ فرمایا اے امیر المومنین اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ ما یلفظ من قول الا لدیہ رقیب عتید۔ یعنی کوئی بات مُنہ سے نہیں نکالنے پاتا مگر ایک نگہبان اس کے پاس تیار ہے۔ میرا علم ان کے متعلق یہ ہے۔ امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ محارم الٰہی سے سخت پرہیز فرماتے غایت درجہ پرہیزگار رہتے۔ بے جانے دین کی باتوں میں کچھ نہ فرماتے۔ اس بات کو دوست رکھتے کہ اللہ تعالےٰ کی اطاعت کی جائے۔ اس کی نافرمانی نہ ہو۔ اپنے زمانے کے دنیاداروں سے الگ تھلگ رہتے۔ اُن کی دنیاوی عزت میں ہمسری کا خیال نہ لاتے۔ زیادہ تر خاموش رہتے۔ علمی باتوں میں ہمیشہ فکر فرماتے۔ بیہودہ بک جھک کرنے والے نہ تھے۔ جب کوئی مسئلہ آپ سے پوچھا جاتا اگر معلوم ہوتا جواب دیتے اور ٹھیک جواب دیتے۔ اور اگر نہ معلوم ہوتا قیاس فرماتے اور اس کا اتباع فرماتے۔

منها سبیل النجاة ودعا الیها بکرة وأصیلا وحفظ
باطنه وظاهره عن ان یخوض فی أحد من المسلمین
بما یزن نقیرا أو فتیلا فان الله یخذلك خذلانا
مبینا ویهینك هوانا عظیما سنة الله التی قد
خلت فی عباده ولن تجد لسنة الله تبدیلا
وقد جهد کثیرون ممن تعرضوا السهام القطیعه
وتحلوا بالصفات القبیحة الفظیعه علی ان یحطوا
من مرتبة هذا الامام الاعظم والحبر المقدم
ویصرفوا قلوب أهل عصره ومن بعدهم عن محبته
وتقلیده واتباعه واعتقاد عظمته وامامته
فما قدروا علی ذلك ولا یفید کلامهم فیه فی
مسلك من المسالك لیس ذلك الا لان أمره
أمر سماوی لا حیلة لاحد فی رفعه ومن یرفعه
الله تعالی ویعطیه من خزائنه الواسعة لا یقدر
أحد علی خفضه ولا منعه جعلنا الله ممن قام
بما للائمة من الحقوق ولم یتدنس بشئ من
القطیعة والعقوق وعرف لکل ذی حق حقه
فأداه کما یجب وشملته عین العنایة کما یجب
ولم یخف فی جنب نصرة مصابیح الدجی ونجوم
السماء لومة لائم حرم التوفیق ولا تفیهق محروم
هوی به لتعصبه فی مکان سحیق ولا غیظ ممقوت
ضل به رأیه السخیف حتی حط عن مراتب
أولی الانصاف والتشریف فضراعة الیك اللهم
ان تجعلنا ممن قام بحقوق آبائه فی الدین لا سیما
أکابر السلف الماضین الذین شهد لهم الصادق
المصدوق بانهم من خیر القرون المبرئین من
کل وصمة وعیب علی رغم أنف الحساد الذین

اور اپنے نفس اور دین کو بچاتے - علم اور مال کو بہت خرچ
فرماتے - اپنی ذات کے سوا تمام لوگوں سے مستغنی تھے -
کبھی طمع کی طرف مائل نہ ہوتے - غیبت سے بہت دُور
رہتے - کسی کو بھلائی کے سوا یاد نہ فرماتے - ہارون رشید
نے کہا اچھوں کے یہی اخلاق ہیں - معافی موصلی نے کہا -
امام صاحب میں دس باتیں ایسی تھیں کہ اگر ایک بھی کسی شخص
میں ہو تو وہ اپنے وقت کا رئیس اور اپنے قبیلہ کا سردار
ہو - وہ دس باتیں یہ ہیں - پرہیزگاری - سچ بولنا - عفت -
لوگوں کی خاطر مدارات کرنا - سچی محبت رکھنی - اپنے نفع کی
باتوں پر متوجہ نہ ہونا - زیادہ تر خاموش رہنا - ٹھیک بات
کہنا - عاجزوں کی مدد کرنا - اگرچہ وہ عاجز دشمن ہو - ابن ہبیر
نے کہا امام صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تشریف لائے اور اُن کے
ساتھ ان کے اصحاب امام زفر، داوٗد طائی، قاسم بن معن
وغیرہم ہوتے - یہ لوگ آپس میں کسی مسئلہ کے متعلق گفتگو
کرتے یہانتک کہ اُن کی آوازیں بلند ہوتی تھیں - پھر امام
صاحب کلام فرماتے تو سب خاموش ہو جاتے تھے یہانتک
کہ امام صاحب اپنا کلام ختم فرماتے تو سب لوگ امام صاحب
کے ارشاد کو یاد رکھتے - جب سب لوگ اچھی طرح یاد کر لیتے
تو دوسرا مسئلہ چھیڑتے - آپ فرمایا کرتے تھے کہ اگر عوام
میرے غلام ہوتے تو میں سب کو آزاد کر دیتا اور اُن کے
ولاء سے بھی باز آتا ٭

پچیسویں فصل آپکے اپنے کسب سے کھانے اور عطیات سلطانی کے رد کرنے کے بیان میں

آپ سے تواتر ثابت ہے کہ آپ ریشمی کپڑوں کی تجارت
فرماتے تھے اور اچھی حالت میں آپ کی دکان کوفہ میں تھی - آپ
کے شریک لوگ خریداری کے لئے سفر کرتے تھے اور آپ اس کو

رموهم بما هم منه بريئون ومن أثنى الله عليهم في كتابه
العزيز بالدعاء لكل عامل عليم بقوله عز قائلا
(والذين جاؤا من بعدهم يقولون ربنا اغفر لنا ولإخواننا
الذين سبقونا بالايمان ولا تجعل في قلوبنا غلا للذين
آمنوا ربنا انك رؤف رحيم) وان تحشرنا معهم
فاننا نحبهم ومن أحب قوما حشر معهم وان تدخلنا
في زمرتهم وتجعلنا في جملة خدمتهم وتعيد علينا
من صالح معاملاتهم وأحوالهم الباهرة وكراماتهم
الظاهرة المتكاثرة حتى نكون من جملة أتباعهم وجملة
أشياعهم انك الجواد الكريم الرؤف الرحيم يا ربنا
لك الحمد كما ينبغي لجلال وجهك وعظيم سلطانك
القديم ولله الشكر الكامل اذ أهديتنا الى ضوء تحت
اشارة أوليائك وجعلتنا من أهل ولائك وصل
اللهم وسلم وبارك أفضل صلاة وأفضل سلام
وأفضل بركة على أفضل الخلق سيدنا محمد وعلى
اله وصحبه عدد معلوماتك أبدا ومداد كلماتك
سرمدا كلما ذكرك وذكره الذاكرون وغفل عن
ذكرك وذكره الغافلون سبحان ربك رب العزة
عما يصفون وسلام على المرسلين والحمد لله رب العالمين

تمت بالخير

استغنائے نفس کے ساتھ بچنے اور طمع کی طرف مائل نہ
ہوتے۔ اسی وجہ سے حسن بن زیاد نے کہا بخدا انہوں نے
کبھی کسی خلیفہ یا امیر کا عطیہ قبول نہ کیا۔ منصور نے کئی
دفعہ آپ کو تیس ہزار درم دیئے۔ آپ نے فرمایا۔ اے
امیر المؤمنین میں بغداد میں اجنبی شخص ہوں۔ میرے پاس
اور لوگوں کی امانتیں ہیں اور میرے یہاں کوئی محفوظ جگہ
نہیں ہے اس کو بیت المال میں رکھوا دیجئے۔ خلیفہ منصور
نے اس کو منظور کر لیا۔ جب امام صاحب کا وصال ہوا
بیت المال سے لوگوں کی امانتیں نکالی گئیں تو لوگوں نے
اس کو دیکھا تب منصور نے کہا کہ امام ابو حنیفہ نے مجھ کو دھوکا
دیا (یعنی اس ترکیب سے میرا عطیہ واپس کر دیا ہے) منصور
نے کہا کہ خلیفہ منصور نے دس ہزار درہم عطا کئے۔
امام صاحب نے فرمایا۔ اگر اس کو واپس کرتا ہوں تو
ناخوش ہوگا اور اگر قبول کرتا ہوں تو یہ مجھے ناپسند
ہے۔ آخر مجھ سے مشورہ کیا۔ میں نے کہا یہ مال خلیفہ کی نگاہ
میں بہت زیادہ ہے جب اس کے لینے کو آپ کو بلائے تو
فرمایئے کہ مجھے امیر المومنین سے ایسی امید نہ تھی۔ چنانچہ
جب خلیفہ نے امام صاحب کو اس کو لینے کے لئے بلایا
امام صاحب نے وہی فرمایا۔ منصور کو یہ خبر پہنچی تو اس
نے بخشش کو روک لیا۔ پھر امام صاحب ہر معاملہ میں مجھ ہی
سے مشورہ کیا کرتے تھے۔ منصور کی بی بی نے اس سے
بے رغبتی کرنے کی وجہ سے جھگڑا کیا اور عدل چاہا اور خواہش
کی کہ امام حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اس بارے میں حکم
ہوں۔ امام صاحب بلائے گئے عورت پس پردہ بیٹھی
منصور نے پوچھا ایک شخص کو کے بیبیاں حلال ہیں۔
آپ نے فرمایا چار۔ پھر پوچھا کتنی لونڈیاں فرمایا جس
قدر چاہے۔ خلیفہ نے کہا کہ اس کے سوا اور کوئی

کہہ سکتا ہے۔ امام صاحب نے فرمایا نہیں۔ منصور نے بی بی کو مخاطب کر کے کہا۔ "تو سُن لو"۔ امام صاحب نے فرمایا، اے امیرالمؤمنین مگر یہ خیال رہے کہ یہ چار بیبیوں کا حلال ہونا اس کے لئے ہے جو عدل کرتا ہو۔ ورنہ ایک ہی بس ہے۔ قال تعالیٰ فان خفتم ان لا تعدلوا فواحدۃ تو ہم کو چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کے ادب کے ساتھ ادب حاصل کریں اور اس کی نصیحتوں کے ساتھ نصیحت پکڑیں"۔ منصور خاموش ہو رہے۔ جب امام صاحب دربار سے باہر تشریف لائے تو وہ عطیہ بادشاہ بیگم نے آپ کی خدمت میں حاضر کیا۔ آپ نے اس کو واپس فرما دیا کہ یہ میں نے دین کے لئے کیا تھا نہ کہ دنیا کیلئے۔

چھبیسویں فصل آپ کے لباس کے بیان میں ہے

آپ کے صاحبزادے حضرت حماد نے فرمایا کہ آپ جامہ زیب تھے۔ خوشبو بہت لگاتے تھے۔ قبل اس کے کہ لوگ آپ کو دیکھیں ہوا کی خوشبو سے آپ پہچان لئے جاتے تھے۔ ؎ ابھی اس راہ سے کوئی گیا ہے ٭ یہی کہتی ہے خوشبو اس ہوا کی امام ابویوسف علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ آپ اپنے جوتے کے تسمے کا بھی خیال رکھتے تھے۔ کبھی نہ دیکھا گیا کہ تسمہ ٹوٹا ہوا ہو۔ اوروں سے روایت ہے کہ آپ لمبی ٹوپی سیاہ رنگ کی پہنتے تھے۔ نضر نے کہا کہ امام صاحب نے ایک دفعہ کو نہ تشریف لیجانے کا ارادہ کیا تو مجھ سے فرمایا اپنی چادر مجھے دو اور میری چادر تم لو۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ جب واپس تشریف لائے۔ فرمایا تم نے اپنی موٹی چادر کی وجہ سے مجھ کو شرمندہ کیا۔ حالانکہ وہ چادر پانچ درم کی تھی۔ بعد کو میں نے دیکھا کہ آپ لوئی اوڑھے ہوئے تھے جس کی قیمت میں نے تیس دینار لگائی۔ اور آپ کی چادر اور پیراہن کی قیمت چار سو درہم لگائی گئی اور آپ کا لباس جبہ فنک جبہ سنجاب ثعلب تھا۔ جس کو پہن کر آپ نماز پڑھا کرتے تھے۔ اور ایک خط دار چادر تھی اور سات ٹوپیاں جن میں ایک سیاہ رنگ کی تھی ٭

ستائسویں فصل آپکے آداب و حکمت کے بیان میں ہے ٭

آپ اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے ؎

کفی فرقا ان لا حیاۃ ھنیئۃ ٭ ولا عمل یرضی بہ اللہ صالح

آپ فرمایا کرتے تھے جو شخص علم کی کوئی بات بولے اور اس کو پرکھے اور وہ شخص یہ گمان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے یہ نہ پوچھے گا کہ تو نے دین الٰہی میں کیونکر فتویٰ دیا۔ تو اس کو اپنا نفس اور دین آسان معلوم ہوا۔ جو شخص ریاست قبل از وقت چاہے ذلت کی زندگی بسر کرے گا۔ جو شخص ثقیل الحاسہ ہو وہ نہ فقہ کی قدر جانتا ہے نہ اہل فقہ کا رتبہ پہچانتا ہے۔ میں نے گناہوں کو ذلت دیکھا اس لئے اس کو مروت سے چھوڑ دیا وہ دیانت ہو گیا۔ جس شخص کو علم خدا کے محرمات سے منع نہ کرے وہ نقصان یاب ہے۔ جمع خاطر تعلقات کے کم کر دینے کے ساتھ ہے۔ یعنی علاقہ کو قدر حاجت سے زیادہ نہ آنے صرف اسی قدر رکھے جس سے فقہ کی حفاظت پر مدد کرے۔ اگر خدا کے ولی علماء نہیں تو دنیا و آخرت میں کوئی بھی ولی نہیں۔ امام صاحب سے صبح کی نماز کے بعد کئی مسئلے دریافت ہوئے۔ امام صاحب نے اُسی وقت اُن کے جواب دے دیئے۔

علماء اس وقت خیر کے سوا اور کسی کلام کو ناپسند نہیں فرماتے۔ آپ نے فرمایا اس سے بڑھ کر خیر کیا ہوگا کہ کہا جائے فلاں چیز حرام ہے فلاں چیز حلال ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی تقدیس ہے اور مخلوق الٰہی کو اس کی نافرمانیوں سے بچاتا ہے۔ توشہ دان جب زادِ راہ سے خالی ہو اس کا مالک ضائع ہوگا۔ امام صاحب کے پاس ایک شخص سفارشی خط لایا کہ اسے حدیث بیان فرمائیے۔ آپ نے فرمایا یہ علم کا طلب کرنا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے علماء سے عہد لیا ہے کہ ضرور ضرور علم بیان کرنا اور اسے چھپانا نہیں۔ علماء کو نہیں چاہیئے کہ اس کے خواص ہوں (جن کو سفارش سے علم سکھائے) ان کو چاہیئے کہ (بغیر سفارش) لوگوں کو علم سکھائیں۔ اور اس سے مقصود ذات الٰہی ہو۔ بعض لوگوں سے فرمایا کہ میں جب چلتا ہوں یا لوگوں سے باتیں کر رہا ہوں یا سویا ہوں یا ٹیک لگائے ہوں تو مجھ سے دینی بات نہ پوچھنا۔ اس لئے کہ ان وقتوں میں آدمی کی عقل ٹھکانے نہیں رہتی ہے۔ کسی نے حضرت علی و امیر معاویہ و مقتولین صفین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے بارے میں سوال کیا۔ آپ نے فرمایا مجھے خوف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس ایسا جواب لے کر جاؤں جس کے بارے میں مجھ سے سوال ہو۔ اور اگر میں خاموش رہتا ہوں تو اس سے سوال نہ ہوگا۔ تو جس کے ساتھ میں مکلف ہوں اس میں مشغول رہنا بہتر ہے۔ آپ نے اپنے شاگردوں سے فرمایا۔ اگر تم لوگ اس علم سے بھلائی نہ چاہتے ہوگے تو تم کو اس کے حصول کی توفیق نہ دی جائے گی اور فرماتے تھے میں اس قوم سے تعجب کرتا ہوں جو ظنّی بات کہتے ہیں۔ اور پھر اس پر عمل کرتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ولا تقف ما لیس لک بہ علم (قسلبیہ) امام صاحب رحمۃ اللہ کے اس کلام کی تاویل ضروری ہے یعنی آپ کا تعجب کرنا اس شخص پر ہے جو باب عقائد میں ظنی بات کہتا اور اس پر عمل کرتا ہو۔ حالانکہ اس میں مطلوب یقین ہے یا اس شخص پر تعجب ہے جو فرعی مسئلہ میں ظنّی بات کہتا ہے حالانکہ وہ مجتہد نہیں اور کسی مجتہد کا مقلد ہے۔ ہاں مجتہد اور اس کے مقلد کے لئے یہ جائز ہے۔ اس لئے کہ فقہ ظنی علم ہے۔ اگرچہ کہا جاتا ہے کہ حکم معلوم ہے اور ظن صرف طریق ثبوت حکم میں ہے۔ اسی لئے علماء کرام نے فقہ کی تعریف میں لکھا ہے ھو العلم بالاحکام الشرعیۃ العملیۃ عن ادلتھا التفصیلیۃ۔ امام صاحب نے فرمایا ہے کہ جو شخص علم کو دنیا کے لئے طلب کرے اس میں برکت نہ ہوگی اور اس کے قلب میں مستحکم نہ ہوگا اور اس سے پڑھنے والے اس سے نفع نہ اٹھائیں گے۔ اور جو اسے دین کے لئے حاصل کرے اس میں اس کے لئے برکت ہوگی۔ اس کے دل میں جم جائے گا۔ اور اس کے تلامذہ اس سے نفع اٹھائیں گے۔ ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا۔ اے ابراہیم تمہیں عبادت سے بہت کچھ نصیب ہوا تو چاہیئے کہ علم تمہارے قلب سے ہو کہ یہ راس العبادت ہے اور اس کے ساتھ تمام امور کا قیام ہے۔ جو شخص حدیث سیکھے اور فقیہ نہ ہو وہ مثل عطار کے ہے کہ دوائیں جمع کرتا ہے مگر منافع کو نہیں جانتا۔ یہانتک کہ طبیب کے پاس جائے۔ اسی طرح محدث حدیث کے حکم کو نہیں جانتا یہانتک کہ فقیہ کے پاس جائے۔ جب کوئی دنیوی ضرورت پیش آئے تو اس کے حاصل ہونے تک کھانا مت کھا اس لئے کہ کھانا عقل کو بدل دیتا ہے اور ظاہر یہ ہے کہ امام صاحب کی مراد اس سے زیادہ کھانا ہے۔ منصور نے امام صاحب سے کہا کہ آپ میرے پاس اکثر کیوں نہیں تشریف لایا کرتے۔ فرمایا میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جس پر آپ سے خوف کروں۔ اگر آپ اپنا مقرب بنائیں گے تو فتنہ میں ڈالیں گے اور اگر دور کریں گے رسوا کریں گے۔ امیر منصور سے فرمایا سلامتی کے ساتھ روٹی کا ایک ٹکڑہ ایک پیالہ پانی ایک کپڑا پوستین کا بہتر ہے۔ ایسی نعمتوں میں عیش کرنے سے جس کے بعد ندامت ہو۔ جب کوئی آپ کے پاس لوگوں کی بات بیان کرتا فرماتے۔ بچو ایسی باتوں سے جس کو لوگ ناپسند

کرتے ہوں - جو شخص میری بُرائی بیان کرے اللہ تعالےٰ اُسے معاف کرے - اور جو شخص میرے حق میں کلمۂ خیر کہے اللہ تعالیٰ اُسے نیک اجر عطا فرمائے - دین میں تفقہ حاصل کرو اور لوگوں کو اُس حال پر چھوڑو جو انہوں نے اپنے لئے پسند کیا ہے - اللہ تعالیٰ اُنہیں تمہارا محتاج بنائے گا - جس کے نزدیک اُس کا نفس معظم ہوگا دنیا اور اس کی تمام سختیاں اُس کے نزدیک ذلیل ہوں گی - جو شخص تیری بات کاٹے اُسے کسی قابل مت گن اس لئے کہ وہ علم و ادب کا دوستدار نہیں - اپنے دوست (یعنی نفس) کے لئے گناہ اور اپنے غیر (یعنی وارث) کے لئے مال مت جمع کر - حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے جس نے لڑائی کی حضرت علی حق کے ساتھ اُس پر بالا رہے - اور اگر یہ باتیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شائع نہ ہوتیں تو کسی کو یہ نہ معلوم ہوتا کہ باغی مسلمانوں کے قتال کا کیا طریقہ ہے - اور اسی کے مثل حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کا یہ ارشاد ہے کہ میں نے باغیوں کے احکام اور اُن کے قتل کا مسئلہ حضرت علی اور امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے قتال سے سیکھا - کسی شخص نے امام صاحب سے ایک مسئلہ پوچھا - آپ نے اس کا جواب دیا - اُس پر کسی نے کہا کہ یہ شہر کوفہ ہمیشہ امن کے ساتھ رہے گا - جبتک آپ تشریف فرما ہیں - آپ نے اُس پر یہ شعر پڑھا ؎

خلت الدیار فسدت غیر مسود ٭ ومن العناء تفردی بالسودد

آپ کے صاحبزادے حضرت حماد رضی اللہ عنہ نماز پڑھانے کو آگے بڑھے - آپ نے اُن کا کپڑا پکڑ کر اُنکو ہٹا دیا اور غیر کو آگے بڑھایا - اُنہوں نے عرض کی حضرت آپ مجھے رُسوا فرماتے ہیں - امام صاحب نے فرمایا نہیں بلکہ خود تم نے اپنے آپ کو رسوا کرنا چاہا تھا - تو میں نے منع کیا کیونکہ تم نماز پڑھاتے - اگر کوئی شخص کہتا ان کے پیچھے جو نماز پڑھی ہے دوہراؤ تو یہ واقعہ کتابوں میں لکھ جاتا اور قیامت تک عار و ننگ و باعث ہوتا ٭

اٹھائیسویں فصل وظائف جلیلہ مثل عہدۂ قضا و انتظام بیت المال کے متولی ہونے سے رُکنے اور انکار پر آپکی تکلیف کے بیان میں ہے

ربیع نے کہا کہ بنی امیہ کے آخری بادشاہ مروان بن محمد کے والی عراق یزید بن عمرو بن ہبیرہ نے مجھ کو امام صاحب کے بلانے کو بھیجا کہ اُن کو بیت المال کا ناظم د ناظر مقرر کرے - آپ نے اس سے انکار فرمایا - اس نے اس پر آپ کے کوڑے مارے مفصل واقعہ یہ ہے کہ بنی امیہ کی جانب سے عراق کا والی ابن ہبیرہ تھا جب عراق میں فتنہ و فساد کا ظہور ہوا - اس نے فقہاء عراق کو جمع کر کے اپنے کام کا ایک ایک حصہ ایک ایک کے سپرد کیا - امام صاحب کو بلا بھیجا کہ اُن کے پاس اس کی مہر رہے اور کوئی فرمان بغیر ان کے مہر کئے نافذ نہ ہو - نہ بغیر اُن کے دستخط کے بیت المال سے کوئی رقم برآمد ہو - آپ نے اس سے انکار فرمایا - اس نے قسم کھائی کہ آپ ایسا نہ کریں گے تو بخدا ہم ماریں گے - فقہاء عراق نے کہا ہم آپ کو قسم دیتے ہیں کہ اپنے نفس کو ہلاکت میں نہ ڈالئے - اس لئے کہ ہم لوگ بھائی بھائی ہیں اور ہم سب لوگ اس کو ناپسند کرتے ہیں د تو جس طرح ہم لوگوں نے مجبوراً قبول کیا ہے آپ بھی قبول کر لیجئے - امام صاحب نے پھر بھی انکار کیا اور فرمایا کہ اگر مجھ سے بزور حکومت یہ چاہے اس کے لئے مسجد

کے دروازوں کو شمار کروں تو میں یہ بھی نہ کروں گا۔ پھر اتنا بڑا کام مجھ سے کیونکر ہو سکتا ہے۔ کہ مثلاً وہ لکھے گا کہ فلاں مسلمان کی گردن ماری جائے اور میں اس پر مہر کروں۔ بخدا میں کبھی اس مخمصہ میں نہ پڑوں گا۔ اس قتل کی تخصیص اس وجہ سے کی گئی ہے کہ مسلمان کا ناحق قتل کرنا شرک کے بعد سب گناہوں سے بڑا گناہ ہے۔ کوتوال نے اس پر آپ کو دو ہفتہ قید میں رکھا۔ اور مارا نہیں پھر آپ کو چودہ کوڑے مارے۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ اس نے کئی دن تک متواتر مارا۔ پھر ایک شخص ابن ہبیرہ کا اس کے پاس آیا اور بیان کیا کہ وہ شخص مر جائے گا۔ ابن ہبیرہ نے کہا کہ اُن سے کہہ کہ ہم کو ہماری قسم سے چھوڑائے۔ اس شخص نے عرض کی کہ آپ نے فرمایا کہ اگر مجھ سے یہ چاہے کہ میں اُس کے لئے مسجد کے دروں کو شمار کروں تو یہ بھی نہ کروں گا۔ مجھ کو چھوڑو کہ اس بارے میں اپنے بھائیوں سے مشورہ کروں۔ ابن ہبیرہ نے اُس کو غنیمت سمجھا اور آپ کی رہائی کا حکم دیا۔ آپ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر ۱۳۰ھ میں مکہ تشریف لے گئے اور وہیں اقامت فرمائی۔ یہانتک کہ جب خلفائے عباسیہ کا دورِ حکومت شروع ہُوا تو آپ کوفہ تشریف لائے۔ وہ زمانہ منصور کی خلافت کا تھا۔ منصور نے آپ کی بہت عزت و عظمت کی۔ دس ہزار درم اور ایک لونڈی کا حکم دیا۔ آپ نے اس کے قبول کرنے سے انکار فرمایا۔ خطیب نے ابن ہبیرہ کے ساتھ آپ کا دوسرا واقعہ یہ بیان کیا ہے کہ اس نے چاہا کہ آپ والی کوفہ ہوں۔ آپ نے انکار کیا۔ اس پر اُس نے ہر روز دس کوڑے کے حساب سے ایک سو دس کوڑے لگوائے اور آپ برابر انکار کرتے رہے۔ جب اس نے اس قدر انکار دیکھا تو رہائی دی۔ دوسری روایت میں ہے کہ اس نے آپ کو عہدۂ قضا قبول کرنے کو کہا۔ آپ نے انکار فرمایا۔ اس پر اس نے قید کیا۔ کسی نے آپ سے کہا کہ خلیفہ نے قسم کھائی ہے کہ تاوقتیکہ آپ عہدہ قضا قبول نہ فرمائیں گے ہم آپ کو چھوڑ نہیں سکتے۔ اور وہ ایک مکان بنانا چاہتا ہے جس کی اینٹ گننے کا کام آپ کے سپرد ہُوا ہے۔ آپ نے فرمایا بخدا وہ اگر مسجد کے دروں کو گننے کے لئے مجھ سے کہے تو یہ بھی نہ کروں گا۔ جب آپ قیدخانہ سے رہا ہوئے فرمایا مجھے ضرب کا ایسا صدمہ نہ تھا جس قدر صدمہ مجھے اس کا تھا کہ اس خبر کو سُن کر میری والدہ صاحبہ کو کتنی پریشانی ہوئی ہوگی۔ اس پریشانی کا صدمہ ضرب کے صدمہ سے بڑھا ہوا تھا۔ دوسری روایت میں ہے کہ اس نے حکم دیا کہ آپ کے سر پر کوڑے ماریں جس سے آپ کا سر مبارک ورم کر گیا۔ پھر اس نے رہائی دی۔ روایت ہے کہ وہ خلیفہ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت با کرامت سے خواب میں مشرف ہوا۔ دیکھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کیا خدا کا خوف تیرے دل میں نہیں کہ میری اُمت کے ایک معزز شخص کو بے قصور مارتا ہے اور بہت تہدید فرمائی۔ خلیفہ نے آپ کے پاس آدمی بھیجا اور رہائی کا حکم دیا اور اپنے قصور کی معافی چاہی۔ امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب قیدخانہ میں مار کھائی تو امام صاحب کی حالت یاد فرماتے اور اُن پر دعاء رحمت کرتے۔ اور ایسا ہی واقعہ امام صاحب کو خلیفہ منصور کے ساتھ بھی پیش آیا تھا۔ جس کی تفصیل یہ ہے کہ ابن لیلیٰ قاضی کوفہ نے جب انتقال کیا تو خلیفہ منصور نے کہا کہ اب کوفہ عادل حاکم سے خالی ہوگیا۔ اس کے بعد اُس نے امام صاحب، مسعر ثوری اور شریک کو بلوا بھیجا۔ یہ لوگ اس کے پاس روانہ ہوئے۔ تو امام صاحب نے اُن لوگوں سے فرمایا کہ میں تم لوگوں کے بارے میں اپنی عقل سے بات کہتا ہوں۔ میں تو حیلہ کر کے خلاصی پاؤں گا۔ مسعر مجنون ہو جائیں گے۔ سفیان بھاگ جائیں گے۔ البتہ شریک قاضی مقرر ہوں گے۔ جب وہ لوگ بغداد کے قریب پہنچے۔ سفیان نے ظاہر کیا کہ وہ قضائے حاجت چاہتے ہیں

ایک سپاہی اُن کے ساتھ گیا۔ سفیان نے ایک کشتی دیکھی اس کے ملاح سے کہا کہ یہ شخص جو بیٹھا ہوا ہے۔ مجھے ذبح کرنا چاہتا ہے۔ (اسلئے کہ حدیث شریف میں ہے جو شخص قاضی بنایا گیا گویا وہ بغیر چھری کے ذبح کیا گیا) اور چند قدم ملاح کو دئے۔ جب اس سپاہی نے اُن کو نہ پایا تو خود بھی ڈر سے بھاگ گیا۔ جب یہ تینوں منصور کے پاس پہنچے۔ مسعر آگے بڑھے اور بوسے کہ ہاتھ لاؤ تم اچھی طرح ہو۔ تمہارے چوپائے اچھی طرح ہیں۔ تمہارے لڑکے اچھی طرح ہیں۔ خلیفہ نے کہا اسے باہر نکالو۔ یہ دیوانہ ہے۔ اس کے بعد امام صاحب پر یہ عہدہ پیش کیا۔ آپ نے انکار کیا۔ اُس نے قسم کھائی کہ ضرور آپ کو قبول کرنا ہوگا۔ امام صاحب نے قسم کھائی کہ نہیں قبول کریں گے۔ جب منصور قسم دُہراتا امام صاحب بھی قسم دُہراتے ربیع دربان شاہی نے کہا کہ کیا حضور نہیں دیکھتے کہ امیر المؤمنین قسم کھا رہے ہیں (یعنی پھر بھی انکار کرتے ہیں) فرمایا ان کو قسم کا کفارہ دینا آسان ہے اور وہ میرے اعتبار سے اس پر زیادہ قدرت رکھتے ہیں۔ خلیفہ نے آپکی قید کا حکم دیا۔ اس کے بعد بلوایا اور پوچھا آپ اس کام سے نفرت کرتے ہیں جس کو ہم کرتے ہیں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ امیر المومنین کی اصلاح حال کرے اے امیر المؤمنین خدا سے ڈریے اور اس کی امانت میں ایسے شخص کو شریک نہ کیجئے جو خدا سے نہ ڈرتا ہو۔ بخدا میں خوشی کی حالت میں بھی مامون نہیں ہوں تو کیونکر غضب کی حالت میں مامون رہوں گا میں اس کام کے لائق نہیں خلیفہ نے کہا۔ آپ غلط کہتے ہیں۔ آپ ضرور اس کے لائق ہیں۔ امام صاحب نے فرمایا آپ نے تو خود فیصلہ فرمالیا۔ اگر میں سچا ہوں تو اپنی حالت کی خود خبر دے رہا ہوں کہ میں اس کے قابل نہیں۔ اور اگر میں دروغ گو ہوں تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ ایک دروغ گو کو قاضی بنائیں علاوہ اس کے میں آزاد کیا ہوا شخص ہوں اور عرب اس کو کبھی پسند نہ کریں گے کہ آزاد کیا ہوا شخص اُن پر حکومت کرے خلیفہ نے آپ کے قید کا حکم دیا۔ اب شریک کی باری آئی۔ اُنہوں نے قبول کر لیا۔ اس وجہ سے سفیان ثوری نے اُن سے کلام ترک کر دیا۔ اور فرمایا کہ اور کچھ نہیں تو اتنا تو ہو سکتا تھا کہ تم بھاگ جاتے مگر نہ بھاگے اور یہ جو مشہور ہے کہ خلیفہ نے اپنی قسم پوری کرنے کو چند دنوں تک اینٹ گننے کو مقرر کر دیا تھا۔ ائمہ کرام نے رد کر دیا ہے اور صحیح یہی ہے کہ انہوں نے قید خانہ ہی میں مار کے صدمہ یا زہر کی مصیبت سے وصال فرمایا ۞

انتیسویں فصل آپ کے سند قرأت کے بیان میں ہے

متعدد طریقوں سے منقول ہے کہ آپ نے قرأت امام عاصم سے حاصل کی جو قراء سبعہ سے ایک معزز قاری ہیں۔ ایک جماعت مفسرین وغیرہ نے آپ کی طرف قرأت شاذہ کو منسوب کیا ہے کہ آپ نے ان قرأت کو اختیار فرمایا ہے اور ائمہ حفاظ متاخرین نے ان لوگوں پر اس بارے میں سخت تشنیع کی ہے۔ کہ ان لوگوں کو اس بارے میں دھوکا ہوا کہ اس کو کتاب قرأت ابی حنیفہ مصنفہ محمد بن جعفر خزاعی سے نقل کیا۔ حالانکہ ایک جماعت دار قطنی وغیرہ نے تصریح کی کہ یہ کتاب موضوع ہے۔ اس کی کچھ اصل نہیں اور امام صاحب اس سے پاک ہیں۔ وہ بڑے عقلمند۔ بڑے دیندار شخص ہیں۔ اُن کی شان سے بہت ہی بعید ہے کہ قرارت متواترہ سے عدول کریں اور قرارت شاذہ اختیار کریں۔ جن میں بہت سی قرارتوں کے لئے کوئی محمل صحیح نہیں ۞

تیسویں فصل آپ کی سند حدیث کے بیان میں ہے

پہلے بیان ہو چکا کہ امام صاحب نے چار ہزار اساتذہ تابعین وغیرہم سے علوم حاصل کئے۔ اسلئے علامہ ذہبی وغیرہ نے حفاظ محدثین میں ان کو شمار کیا ہے۔ اور جس شخص نے حدیث کے ساتھ کم توجہی آپ کی بیان کی اس کا منشا تساہل یا حسد ہے۔ کیونکہ جو شخص حدیث نہ جانتا ہو اس قسم کے بے شمار مسائل کیونکر مستنبط کر سکتا ہے۔ طرفہ یہ کہ آپ اس طریقہ استنباط کے موجد اور اولین شخص ہیں جنہوں نے یہ طریقہ نکالا۔ اور اسی مشغولی کی وجہ سے آپ کی حدیث آپ کے استنباط سے علیحدہ نہیں مشہور ہوئی۔ جس طرح عمرین رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ چونکہ عام مسلمانوں کی مصلحتوں میں مشغول ہوئے تو اُن سے روایات حدیث اس کثرت سے نہیں ہوئی جس طرح اور صحابہ چھوٹے چھوٹے رتبہ والوں سے ہوئی۔ اللہ تعالیٰ اُن سب سے راضی ہو۔ یوں ہی امام مالک و شافعی سے بھی روایات حدیث اس قدر نہیں جتنی اُن لوگوں سے ہے جو صرف اسی کے لئے فارغ ہیں جیسے ابوزرعہ ابن معین وغیرہ کیونکہ وہ لوگ اسی استنباط کے ساتھ مشغول رہے۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ علاوہ بریں بے سمجھے بوجھے کثرت روایات میں تو کوئی خوبی نہیں ہے۔ بلکہ علامہ ابن عبدالبر نے تو اس کی برائی میں ایک مستقل باب مقرر کیا ہے۔ پھر لکھا ہے کہ فقہائے مسلمین و علمائے دین کا اتفاق ہے کہ بدون تفقہ اور بغیر تدبر کے کثرت روایت مذموم ہے۔ ابن شبرمہ نے کہا۔ کہ کم روایتی تفقہ ہے۔ ابن مبارک نے کہا اثر پر بھی اعتماد کرنا چاہیئے اور معتبروہ رائے ہے جس سے حدیث کی تفسیر ہو سکے۔ امام صاحب کی قلت روایت کا سبب یہ بھی ہے کہ ان کے نزدیک اسی شخص کو روایت کرنا جائز ہے جسے سُننے کے دن سے روایت کے وقت حدیث یاد ہو۔ تو وہ صرف حافظ کے لئے روایت کرنا درست بتاتے تھے۔ خطیب نے اسرائیل بن یونس سے روایت کی اس نے کہا امام ابوحنیفہ بہت اچھے آدمی ہیں۔ کس قدر حدیثیں ان کو فقہ کی یاد تھیں پھر بھی حدیثوں کو بہت تلاش کیا کرتے اور تحقیق کرتے تھے۔ حدیثوں میں جتنے فقہی مسائل ہوتے ان سب کو بہت زیادہ جانتے تھے۔ امام ابویوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ میرے نزدیک حدیث کی تفسیر اور حدیث میں فقہی نکتوں کے مقامات کا جاننے والا امام ابوحنیفہ سے بڑھ کر کوئی نہیں ہے۔ اُنہیں سے منقول ہے کہ میں نے جن جن مسئلوں میں امام صاحب کا خلاف کیا اُن سب میں امام صاحب کی رائے کو آخرت میں زیادہ نجات دینے والا پایا اور بسا اوقات میں حدیث کی طرف نگاہ کرتا تو ان کو اپنے سے زیادہ واقف کار صحیح حدیث کے بارے میں پاتا۔ جب امام صاحب کسی بارے میں رائے مصمم فرما لیتے میں مشائخ کوفہ کی خدمت میں حاضر ہوتا اور اس رائے کی تقویت میں کوئی حدیث تلاش کرتا تو کبھی دو بلکہ تین حدیثیں پاتا اور اُن کو آپ کے پاس لاتا تو بعض حدیثوں میں یہ فرماتے کہ یہ حدیث صحیح نہیں یا یہ حدیث غیر معروف ہے۔ میں عرض کرتا اس کا حضور کو کیونکر علم ہوا حالانکہ یہ تو آپ کے قول کے مطابق ہے۔ آپ فرماتے میں کوفہ والوں کے علم سے واقف ہوں۔ آپ امام اعمش کے پاس تھے کہ کسی نے چند مسئلے اُن سے دریافت کئے۔ اُنہوں نے امام صاحب سے کہا۔ آپ ان مسئلوں میں کیا فرماتے ہیں۔ آپ نے سب کا جواب دیا۔ اُنہوں نے کہا یہ جوابات آپ کو کہاں سے معلوم ہوئے۔ فرمایا اُن احادیث سے جن کو میں نے آپ سے روایت کی اور چند حدیثیں پسند آپ نے پڑھیں۔ امام اعمش نے فرمایا آپ کو کافی ہے۔ وہ حدیثیں جو میں نے

سو دن میں روایت کیں تم نے مجھ سے ایک ساعت میں روایت کر دیا۔ میں نہیں جانتا تھا کہ تم ان احادیث پر عمل کرو گے اے گروہ فقہا تم لوگ اطبا ہو اور ہم لوگ عطار ہیں۔ اور اے ابو حنیفہ تم دونوں طرف کو لئے ہوئے ہو یعنی طبیب و عطار فقیہ و محدث دونوں ہو۔ حفاظ حدیث نے آپ کی حدیث سے کئی مسندیں بیان کیں جن میں اکثر ہم تک متصل ہیں جیسا کہ ہمارے مشایخ کے مسانید میں مذکور ہے اور میں نے ان کو اس لئے حذف کر دیا کہ کلام اس میں طویل ہے اور چنداں فائدہ نہیں ⁂

اکتیسویں فصل آپکی وفات کے سبب کے بیان میں ہے

پہلے بیان ہو چکا ہے کہ خلیفہ منصور نے آپ کو عہدہ قضا کے لئے طلب کیا اور اس کی خواہش تھی کہ جملہ قضاۃ اسلام آپ کے ماتحت ہوں۔ مگر آپ نے اس سے انکار فرمایا۔ اس پر اس نے قسم کھائی اور سخت قسم کھائی کہ اگر آپ اسے قبول نہ فرمائیں گے تو میں قید کرونگا اور نہایت سخت برتاؤ کروں گا۔ جب آپ نے انکار فرمایا تو اس نے آپ کو قید کر دیا اور کہلا بھیجا تھا کہ اگر رہائی چاہتے ہیں تو عہدہ قضا قبول کیجئے۔ آپ انکار فرماتے رہے۔ جب آپ نے انکار شدید کیا۔ خلیفہ نے حکم دیا کہ آپ قید سے باہر لائے جائیں اور ہر روز دس کوڑے مارے جائیں اور بازاروں میں ان کی تشہیر ہو چنانچہ ایک دن آپ نکالے گئے اور بہت ہی دردناک مار آپ پر پڑی۔ یہاں تک کہ آپ کی دونوں ایڑیوں تک خون بہہ آیا اور اسی طرح سر بازار آپ کی تشہیر کی گئی۔ پھر قید خانے واپس بھیجے گئے اور کھانے پینے میں نہایت ہی تنگی کی گئی۔ اسی طرح دوسرے تیسرے دن ہوا۔ یونہی برابر دس دن تک۔ تب آپ روئے اور بارگاہ الٰہی میں دعا کی۔ اس کے پانچویں دن آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ اور ایک جماعت نے یوں روایت کیا ہے کہ آپ کو زہر کا پیالہ پینے کو دیا گیا۔ آپ نے انکار کیا اور فرمایا میں جانتا ہوں جو اس میں ہے۔ میں اپنے قتل میں قاتل کا مددگار ہونا پسند نہیں کرتا ہوں۔ آپ کو پٹک کر آپ کے منہ میں زبردستی وہ زہر دیدیا گیا جس سے آپ نے وفات پائی اور بعضوں نے کہا کہ یہ منصور کے سامنے کا واقعہ ہے اور یہ بات صحیح ہے کہ جب آپ نے اپنی وفات کا احساس فرمایا سجدہ کیا۔ روح مبارک نے اس حالت میں مفارقت کی کہ آپ سجدہ میں تھے۔ بعضوں نے کہا کہ امام صاحب کا رکنا اور عہدہ قضا قبول نہ کرنا اس کا باعث نہیں کہ خلیفہ وقت اس بری طرح سے آپ کو قتل کرے بلکہ اس کا سبب یہ ہے کہ امام صاحب کے بعض دشمنوں نے منصور تک یہ خبر پہنچائی کہ امام ابو حنیفہ ہی نے ابراہیم بن عبداللہ ابن حسن بن حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو برانگیختہ کیا ہے جو انہوں نے بصرہ میں مخالفت ظاہر کی جس سے منصور بہت ڈرا اور اس کو کسی صورت اطمینان نہ ہوا اور یہ بھی دشمنوں نے اس تک پہنچائی کہ آپ نے بہت سے مال کے ساتھ ان کی قوت بڑھائی ہے۔ منصور اس سے ڈرا کہ مبادا امام صاحب ابراہیم بن عبداللہ کی طرف مائل ہو جائیں تو بہت بڑی دقت ہوگی۔ اس لئے کہ امام صاحب صاحب وجاہت اور بہت بڑے مالدار تھے۔ اس لئے آپ کو بغداد بلا بھیجا اور بے وجہ قتل کی جرأت نہ کی۔ اس لئے عہدہ قضا کا بہانہ نکالا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ وہ اس عہدہ کو ہرگز قبول نہ فرمائیں گے۔ تاکہ اس کے ذریعہ سے امام صاحب کے قتل کا موقعہ ملے ⁂

بتیسویں فصل تاریخ وفات کے بیان میں ہے

ارباب تواریخ کا اتفاق ہے کہ امام صاحب ۱۵۰ھ میں ستر برس کی عمر میں رہگرائے عالم آخرت ہوئے۔ ۱۵۱ھ میں آپ کا وصال ماننا بالکل غلط بے اصل ہے۔ اکثروں کا خیال یہ ہے کہ آپ نے رجب میں انتقال فرمایا اور بعضوں نے کہا کہ شعبان میں اور بعضوں نے نصف شوال بیان کیا ہے۔ آپ نے سوائے حضرت حماد کے اور کوئی اولاد نہیں چھوڑی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ❖

تینتیسویں فصل آپ کی تجہیز و تکفین کے بیان میں ہے

جب آپ کا وصال ہوا تو قید خانہ سے آپ کو پانچ آدمی لائے اور اس جگہ تک پہنچایا جہاں آپ کو غسل دیا گیا۔ آپ کو حسن بن عمارہ قاضی بغداد نے غسل دیا۔ ابو رجاء عبداللہ ابن واقد ہروی پانی دیتے تھے۔ جب قاضی صاحب آپ کے غسل سے فارغ ہوئے بولے اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے۔ آپ نے تیس سال سے افطار نہ کیا اور چالیس سال سے رات کو نہ سوئے۔ آپ ہم سب لوگوں سے زیادہ فقیہ اور عابد و زاہد اور اوصاف خیر کے زیادہ جامع تھے۔ اور جب آپ نے انتقال فرمایا جب بھی بھلائی اور سنت کی طرف گئے اور اپنے پچھلوں کو تعب اور مصیبت میں ڈال رکھا۔ لوگ آپ کے غسل سے فارغ بھی نہ ہوئے تھے کہ بغداد کی بے شمار خلقت ٹوٹ پڑی۔ گویا کہ کسی نے آپ کے وصال کی ہر جگہ خبر دے دی۔ آپ پر جتنے آدمیوں نے نماز پڑھی وہ شمار میں بقول بعض کے پچاس ہزار اور بقول بعض اس سے زیادہ ہی تھے آپ کے جنازہ کی نماز چھ مرتبہ پڑھی گئی۔ سب سے آخر آپ کے صاحبزادے حضرت حماد نے پڑھی۔ کثرت ازدحام سے عصر کے بعد تک بھی آپ کے دفن سے فراغت نہ ہو سکی۔ بیس دن تک لوگ برابر آپ کی قبر پر نماز پڑھتے رہے۔ آپ نے وصیت فرمائی تھی کہ مقبرہ خیزران میں پورب جانب دفن کئے جائیں۔ اس لئے کہ وہاں کی زمین پاک صاف ہے مغصوب نہیں۔ جب خلیفہ منصور کو یہ خبر پہنچی کہا آپ کی زندگی کی حالت میں اور بعد وفات کے معذور ہیں۔ جب فقیہ مکہ ابن جریج استاذ الاستاذ حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہما کو آپ کے وفات کی خبر پہنچی انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور فرمایا کتنا بڑا علم جاتا رہا جب شعبہ نے آپ کے وصال کی خبر سنی انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور کہا علم کا نور کوفہ سے بجھ گیا۔ اب ایسا شخص کبھی پیدا نہ ہوگا۔ ایک زمانہ کے بعد سلطان ابو سعد مستوفی خوارزمی نے آپ کی قبر مبارک پر ایک بڑا شاندار قبہ بنوایا اور اس کے ایک جانب مدرسہ جاری کیا ❖

چونتیسویں فصل میں وہ غیبی ندائیں ہیں جو آپ کے انتقال کے بعد سنی گئیں

صدقہ مقابری سے منقول ہے (یہ شخص مجیب الدعوات تھے) کہ جب لوگ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کو دفن کر چکے۔ تین رات تک ندائے غیبی سنی گئی کہ کوئی شخص کہتا ہے ؎

ذھب الفقہ فلا فقہ لکم فاتقوا اللہ وکونوا خلفا
مات نعمان فمن ھذا الذی یحیی اللیل اذا ما سجفا

فقہ جاتا رہا اب تمہارے لئے فقہ نہیں ۔ تو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اُن کے خلف بنو۔ امام ابو حنیفہ نے انتقال کیا تو کون ہے اس رتبہ کا جو شب کو عبادت کرتا ہو جب تاریک ہو جائے۔ بعضوں نے کہا جس شب میں آپ نے انتقال فرمایا جن روتے تھے۔ اُن کے رونے میں یہ دو شعر سُنے گئے اور کوئی کہنے والا نظر نہ آیا۔

پینتیسویں فصل وفات کے بعد بھی ائمہ رحمہم اللہ تعالیٰ آپکا ویسا ہی ادب کرتے تھے جس طرح حین حیات میں اور اس باب کے بیان میں کہ آپکی قبر کی زیارت قضائے حاجت کی باعث ہے

ہمیشہ سے علماء اور اہل حاجت کا داب رہا کہ وہ آپ کی قبر مبارک کی زیارت کرتے اور اس کے وسیلے سے قضاء حاجت چاہتے اور اس ذریعہ سے کامیابی کا اعتقاد رکھتے اور مُنہ مانگی مراد پاتے تھے۔ از آنجملہ رکن اسلام امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں کہ جب بغداد میں فروکش تھے فرمایا کہ امام ابو حنیفہ سے برکت لیتا ہوں۔ اُن کی قبر مبارک کی زیارت کرتا ہوں۔ جب مجھے کوئی حاجت پیش آتی ہے دو رکعت نماز پڑھ کر اُن کی قبر کے پاس جاتا ہوں۔ خداوند عالم سے وہاں دعا کرتا ہوں تو فوراً حاجت روائی ہوتی ہے۔ منہاج نووی کے حاشیہ پر بعض متکلمین نے بیان کیا ہے کہ امام شافعی نے صبح کی نماز امام صاحب رحمہما اللہ تعالیٰ کی قبر کے پاس پڑھی جس میں دعاء قنوت کو ترک کیا۔ کسی نے سبب پوچھا فرمایا کہ اس قبر والے کے ادب سے اس کو اور لوگوں نے بھی ذکر کیا ہے اور اس قدر اور بڑھایا ہے کہ آپ نے بسم اللہ بھی زور سے نہ پڑھی اور اس میں کوئی اعتراض نہیں۔ جیسا کہ بعضوں نے خیال کیا ہے۔ کیونکہ کبھی سنت کے معارض ایسی بات عارض ہوتی ہے جس سے اس کا ترک راجح ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ وہ اس وقت اہم تر ہے اور بے شبہ علماء کے مقام کی برتری بتانا امر موکد و مطلوب ہے اور جبکہ اس کی ضرورت ہو کسی حاسد کے ذلیل کرنے یا جاہل کے تعلیم دینے کو تو مجرد قنوت پڑھنے اور زور سے بسم اللہ کہنے سے بڑھا ہوا ہے۔ اسلئے کہ ان دونوں میں خلاف ہے اور وہ خلاف سے پاک و صاف ہے اور اس لئے بھی کہ اس کا نفع متعدی ہے اور اس کا نفع غیر متعدی ہے۔ اور اس میں بھی شک نہیں کہ حاسدینِ امام آپ کی حیات میں اور بعد وفات بھی بہت زیادہ تھے۔ یہانتک کہ بڑی بڑی جھوٹی تہمتیں آپ پر رکھیں اور آپ کے ایسی بری طرح کے قتل میں کوشش کی جس کا بیان گذر چکا ہے اور اس میں بھی شک نہیں کہ کسی بات کا بیان فعل کے ساتھ زیادہ واضح ہوتا ہے قول کے ساتھ بیان کرنے سے۔ کیونکہ دلالت فعل عقلی ہے اور دلالت قول وضعی اور اس میں مدلول سے تخلف ممکن ہے۔ اور وہاں ناممکن اس لئے کہ زید کے کریم ہونے پر فعل کرم کی دلالت لقوی ہے۔ اس کہنے سے کہ میں کریم ہوں۔ جب یہ سب باتیں

معلوم ہو چکیں تو واضح ہو گیا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فعل دعاء قنوت پڑھنے بسم اللہ زور سے کہنے سے افضل تھا کیونکہ اس بات کو ظاہر کرنا ہے کہ امام صاحب کے ساتھ بہت ادب چاہیئے۔ وہ بڑے رتبہ کے عالی شخص تھے اور ان ائمہ مسلمین میں سے تھے جن کی پیروی کرنی چاہیئے اور سب لوگوں پر ان کی تعظیم و توقیر واجب ہے۔ اور آپ ان بزرگان دین رحمہم اللہ تعالیٰ میں سے ہیں جن سے شرم اور ان کا ادب و لحاظ ضروری ہے۔ ایسا نہ ہو کہ ان کے سامنے (اگرچہ بعد وفات ہی کیوں نہ ہو کوئی ایسی بات کی جائے جو ان کے ارشاد کے خلاف ہو اور یہ کہ آپ کے حساد خائب و خاسر ہیں۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے باوجود علم دینے کے گمراہ کر دیا ہے۔ جب عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ آپ کی قبر مبارک پر حاضر ہوئے بولے اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے۔ ابراہیم نخعی اور حماد رحمہما اللہ تعالیٰ نے جب انتقال فرمایا تو انہوں نے آپ کو اپنا قائم مقام چھوڑا تھا اور آپ اے امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ اس طرح تشریف لے گئے کہ روئے زمین پر کوئی شخص آپ کا جانشین نہیں ہو سکتا ہے۔ یہ کہہ کر بہت روئے۔ حسن بن عمارہ رحمہ اللہ تعالیٰ آپ کی قبر کے پاس کھڑے ہوئے اور کہا کہ آپ خلیفۃ السلف تھے اور افسوس کہ آپ نے اپنا خلیفہ نہیں چھوڑا۔ مانا کہ کچھ لوگ آپ کے علم میں جو آپ کی تعلیم سے ہے خلیفہ ہو سکیں تو وہ لوگ ورع اور تقویٰ میں تو آپ کے خلیفہ نہیں ہو سکتے۔ ہاں اگر خداوند عالم انھیں توفیق عطا فرمائے۔

چھتیسویں فصل بعض اچھے خوابوں کے بیان میں جو آپ نے دیکھے اور آپکی متعلق لوگوں نے دیکھے

روایت ہے کہ آپ نے رب العزت جل جلالہٗ کو ۹۹ بار خواب میں دیکھا تو اپنے دل میں کہا کہ اب اگر اس کرامت سے مشرف ہونگا تو میں یہ پوچھوں گا کہ بندے تیرے عذاب سے کیونکر نجات پا سکتے ہیں تو جب پھر خداوند عالم کو دیکھا حسب ارادہ سوال کیا۔ مولیٰ تعالیٰ نے اس کا جواب عنایت فرمایا۔ اور یہ گذر چکا ہے کہ ایک مرتبہ آپ نے خواب دیکھا کہ گویا وہ نبی الکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی قبر اقدس کو اُگٹ رہے ہیں۔ ابن سیرین اور ان کے شاگرد نے رحمۃ اللہ علیہما نے یہ تعبیر دی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قبروں کو ظاہر کریں گے اور ایسے علوم پھیلائیں گے جو آپ کے قبل کسی نے نہیں ظاہر کیے۔ ہشام رحمۃ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اسی وقت سے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نظر اور قیاس کرنے لگے اور دینی مسئلوں میں کلام شروع کیا اور یہ خواب آپ کے متعلق بعض شاگردوں نے بھی دیکھا تھا اور یہ کہ لوگ آپ کو دیکھ رہے ہیں مگر کوئی شخص آپ پر انکار نہیں کرتا۔ پھر اس مٹی مبارک سے بہت سا لیا اور چاروں طرف ہوا میں پھونک دیا۔ اس خواب نے آپ کو ڈرا دیا۔ تب آپ نے ابن سیرین سے یہ خواب بیان کیا اور انہوں نے کہا سبحان اللہ جس نے یہ خواب دیکھا ہے وہ بڑے رتبہ کا شخص ہے۔ وہ فقیہ ہے یا عالم۔ میں نے کہا وہ فقیہ ہیں بولے بخدا یہ ضرور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وہ علم ظاہر کریں گے جس کو کسی نے ظاہر نہ کیا اور ضرور اُن کا نام پورب پچھم اور تمامی اطراف عالم میں جہاں جہاں وہ مٹی پہنچی ہے مشہور ہوگا۔ اور زہیر بن کیسان نے کہا کہ میں حضور اقدس صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت باکرامت سے مشرف ہوا اور آپ کے پیچھے ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔ میں نے اُن دونوں سے عرض کیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کچھ پوچھوں۔ فرمایا پوچھ مگر زور سے نہ بولنا۔ میں نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے علم سے سوال کیا۔ کیونکہ میں اُن سے خوش اعتقاد نہ تھا۔ ارشاد ہوا اُن کے علم کا سرچشمہ علم خضری سے ہے اور میں نے دیکھا کہ پے در پے تین ستارے آسمان سے ٹوٹے ہیں وہ امام ابوحنیفہ۔ مسعر ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے۔ محمد بن مقاتل سے اس کا تذکرہ ہوا وہ رو دئے اور بولے کہ علماء زمین کے ستارے ہیں اور امام صاحب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ دیکھا کہ آپ محشر میں حوض کوثر پر تشریف فرما ہیں اور آپ کے داہنے جانب حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی طرح یہانتک کہ ستره بزرگوں کو شمار کیا اور حوض کے آگے اپنے بعض پڑوسیوں کو دیکھا کہ ان کے سامنے برتن ہے اُن سے پوچھا کہ میں یوں کہا میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھ لوں۔ دریافت کرنے پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اجازت دی تو انہوں نے ایک پیالہ دیا آپ نے پیا اور اپنے تمام اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو پلایا مگر وہ پیالہ انگلی کے پورے کے برابر کم نہ ہوا اور وہ پانی دودھ سے زیادہ سفید برف سے زیادہ ٹھنڈا اور شہد سے زیادہ میٹھا تھا۔ بعض ابدال رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے امام محمد بن حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں دیکھا۔ پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا بولے کہ یہ فرمایا کہ میں نے تیرے پیٹ کو اس لئے علم کا برتن نہیں بنایا کہ تجھے عذاب دوں۔ میں نے پوچھا امام ابویوسف رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ساتھ کیا کیا۔ بولے ان کا رتبہ مجھ سے بڑھ کر ہے۔ میں نے پوچھا امام ابوحنیفہ کے ساتھ کیا کیا۔ بولے ان کا درجہ اعلیٰ علیین میں ہے اور دوسری روایت میں ہے کہ امام ابویوسف سے کئی درجہ بلند ہیں۔ بعض صالحین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو کسی نے خواب میں دیکھا۔ پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا۔ فرمایا مجھے بخشدیا اور میرے اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ملائکہ پر فخر کیا۔ ہم اور وہ اعلیٰ علیین میں ہیں۔ مقاتل بن سلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حلقہ میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور کہا میں نے دیکھا ہے کہ ایک شخص آسمان سے اُترا ہے اور اس پر سفید کپڑے ہیں۔ وہ شخص بغداد کے سب سے اونچے منارے پر کھڑا ہوا اور آواز دی کیا چیز لوگ گما بیٹھے۔ مقاتل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ اگر یہ خواب تمہارا سچا ہے تو ضرور دنیا کا سب سے بڑا عالم انتقال کرے گا۔ چنانچہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصال فرمایا۔ مقاتل نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور فرمایا کہ افسوس دنیا سے وہ شخص چل بسا جو امت محمدی سے مشکلات کو دور کیا کرتا تھا۔ ابو معافی فضل بن خالد رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت ہے کہ میں آنحضرت سرور عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا۔ عرض کی کہ حضور امام ابوحنیفہ کے علم کے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔ ارشاد ہوا اُس کا علم وہ علم ہے جس کی لوگوں کو ضرورت ہے۔ مسدد بن عبدالرحمٰن بصری رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ وہ صبح کے وقت مکہ معظمہ میں رکن اور مقام کے درمیان سوئے ہوئے تھے کہ زیارت جمال بے مثال نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے۔ عرض کی یا رسول اللہ حضور اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو کوفہ میں ہے ان کا نام نعمان بن ثابت ہے۔ کیا میں اُن سے علم حاصل کروں۔ ارشاد ہوا اُن سے علم سیکھو اور اُن کے عمل ایسا عمل کرو وہ

بہت اچھا شخص ہے۔ بولے میں کھڑا ہوا کہ اور لوگوں کو امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف زبردستی متوجہ کرتا ہوں اور جو خیال میرا پہلے تھا اس سے استغفار کرتا ہوں۔ بعض ائمہ حنابلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے کہا کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مذاہب حقہ سے حضور مجھے خبر دیں۔ ارشاد ہوا مذاہب حقہ تین ہیں۔ میرے دل میں یہ خیال ہوا کہ یہ مذہب امام ابو حنیفہ کو مذاہب حقہ سے باہر کریں گے۔ اسلئے کہ وہ رائے سے کہا کرتے ہیں۔ آپ نے اُن کا بیان اس طرح شروع فرمایا۔ ابو حنیفہ، شافعی، احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ پھر فرمایا مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ چار ہیں۔ میں نے عرض کی کہ ان سب میں بہتر کون مذہب ہے تو میرا گمان غالب یہ ہے کہ فرمایا احمد بن حنبل کا مذہب۔ (تنبیہ) آپ کے بعض حاسدوں کا خیال یہ ہے کہ آپ کے متعلق اس کے خلاف خوابیں دیکھی گئیں۔ ازآنجملہ یہ ہے کہ زبیر بن احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہما سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے بائیں جانب ہیں آپ اُن کی طرف متوجہ ہوئے اور اُن سے فرمایا۔ فان یکفر بہا ھولاء فقد وکلنا بہا قوما لیسوا بہا بکافرین اور امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے دہنی طرف ہیں آپ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اولئک الذین ھدی اللہ فبھدٰھم اقتدہ اور یہ خواب سچا نہیں ہے اس لئے کہ امام حافظ دیلمی صاحب مسند الفردوس شافعی ہیں اور باوجود اس کے انہوں نے مظفر سے روایت کیا کہ انہوں نے اپنے استاذ حافظ ابو مظفر قاینی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے روایت کی کہ انہوں نے ایک بہت لمبا خواب دیکھا جو ان چند چیزوں پر مشتمل ہے جن کو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا تھا ازآنجملہ اختلاف ائمہ کا ہے۔ ارشاد ہوا کہ ہر مجتہد اپنے اجتہاد میں مصیب ہے۔ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ دونوں مجتہد برسر صواب ہیں اور حق ایک کی جانب ہے اور امام شافعی فرماتے ہیں کہ دو مجتہدوں میں سے ایک مخطی ہے اور ایک مصیب اور مخطی معفو عنہ ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ دونوں معنیٰ قریب قریب ہیں۔ اگرچہ دونوں میں لفظاً فرق ہے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم تو دونوں میں کس کو لینا انسب ہے۔ ارشاد ہوا دونوں حق ہیں۔ عرض کی تو اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اس قول کے (جو اوپر گذرا) کیا معنی ہیں۔ ارشاد ہوا مجھے یاد نہیں کہ ایسا کہا ہے اور کہا ہوگا تو دونوں کے لئے یہ کہا ہوگا اولئک علی ھدی من ربھم میں نے کہا خدا کا شکر ہے کہ جس نے امور دینیہ میں وسعت کردی اور میں امید کرتا ہوں کہ ان کا اختلاف رحمت ہو اور اس خواب کے علاوہ اور دوسرے خواب بھی ہیں جن کو میں نے اس کی شناعت و قباحت کی وجہ سے چھوڑ دیا اور اس کے رد کے لئے وہ سب خواب کافی ہیں جو پہلے گذرے ہیں۔ علاوہ بریں اچھے خواب بہت زیادہ ہیں جن سے میں نے چند نفیس خوابوں پر اختصار کیا ہے۔

سینتیسویں فصل اس شخص کے رد میں ہے جس نے امام صاحب پر قدح کیا کہ آپ قیاس کو سنت پر مقدم کرتے ہیں

حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے قول کا خلاصہ یہ ہے کہ اہل حدیث امام صاحب کی مذمت میں حد سے گذر گئے اور افراط سے کام لیا اور وہ قیاس کو احادیث پر مقدم جانتے ہیں۔ اور اکثر اہل علم کا مقولہ یہ ہے کہ جب صحیح حدیث موجود ہو تو رائے اور قیاس باطل ہے۔ مگر اس قسم کی کوئی حدیث وارد نہیں سوائے بعض اخبار کے جس میں بھی تاویل کا احتمال ہے اور اکثر قیاسوں میں آپ کے غیر آپ پر سابق میں اور اُن کے مثل اس بات میں ان کے تابع ہیں اور امام صاحب کے اکثر قیاسات ایسے ہیں کہ اس میں آپ اپنے شہر کے اہل علم مثل ابراہیم نخعی اصحاب ابن مسعود کے تابع ہیں ہاں امام صاحب اور اُن کے تلامذہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے اس قسم کے قیاسات زیادہ ہیں اور کے سوا اور لوگوں کے بھی ہیں مگر وہ کم ہیں۔ اس لئے جب امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا گیا کہ امام صاحب کیوں آپ کو بُرے معلوم ہوتے ہیں۔ بولے بوجہ رائے کے۔ کہا گیا کہ امام مالک رضی اللہ عنہ نے رائے سے مسائل نہیں بیان کئے امام احمد نے کہا ہاں مگر امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی رائے سے زیادہ مسئلے بیان کرتے ہیں کہا گیا تو آپ نے دونوں کے بارے میں موافق حصہ رسدی سے کیوں نہیں کلام کیا۔ امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاموش ہو گئے۔ لیث بن سعد کہتے ہیں کہ میں نے امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ستر مسئلے ایسے شمار کئے جو انہوں نے اپنی رائے سے نکالے ہیں حالانکہ وہ سب سنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مخالف ہیں اور میں نے اُنہیں اس بارے میں بطور نصیحت لکھا تھا۔ اور میں نے علماء امت سے کسی ایک کو بھی نہ دیکھا کہ اس نے کوئی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت کی ہو۔ پھر اس کو بغیر حجت (مثل ادعا نسخ یا اجماع یا عمل جس کی اصل پر انقیاد ضروری ہو یا طعن فی السند) کے رد کیا ہو اور اگر کوئی عالم کسی حدیث کو بغیر حجت کے رد کرتا تو اس کی عدالت ساقط ہو جاتی اور ایسے شخص کو فاسق کہا جاتا چہ جائیکہ وہ امام بنا رہے اور یقیناً اللہ تعالیٰ نے اِن باتوں سے ان کو بچائے رکھا ہے اور بیشک صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے بھی اجتہاد بالرائے اور قول بالقیاس مروی ہے۔ اور جن اصول پر اُن کا قیاس مبنی ہوتا ہے اس کا بیان بہت طویل ہے۔ یوہیں تابعین میں سے ایک کثیر جماعت سے اجتہاد بالرائے ثابت ہے۔ ختم ہوا کلام علامہ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہما کا اور اس کلام میں اس اعتراض کا شافی جواب ہے تو تو خوب سوچ لے۔ خلاصہ یہ کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ تنہا قیاس کے ساتھ منفرد نہیں بلکہ فقہا امصار کا اس پر عمل ہے جیسا کہ حافظ ابن عبد البر نے بیان کیا اور اس کو بہت تفصیل کے ساتھ لکھا اور جس نے اُسے عیب جانا اس کا رد کیا۔ (تنبیہ) ایک جماعت نے امام صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مرجبہ میں سے شمار کیا اور یہ کلام بوجوہ ٹھیک نہیں اولاً شارح مواقف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ غسان مرجی اپنے مذہب ارجاء کو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالےٰ سے روایت کرتا تھا اور اُن کو بھی مرجبہ سے شمار کرتا اور یہ امام صاحب پر اس کا افترا ہے۔ اس سے غسان کا مقصود امام صاحب جیسے جلیل القدر مشہور شخص کی طرف منسوب کر کے اپنے مذہب کو رواج دینا تھا۔ ثانیاً آمدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ جس نے امام صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مرجبہ اہلسنت گنا اس کا عذر یہ ہے کہ معتزلہ صدر اول میں اپنے مخالفین فی العذر کا لقب مرجبہ رکھتے تھے یا چونکہ امام صاحب کا مسئلہ یہ تھا کہ الایمان ولا یزید ولا ینقص

اسی آپ کا مرجئہ ہونا سمجھا کیونکہ مرجئہ عمل کو ایمان سے مؤخر خیال کرتے ہیں۔ حالانکہ ایسا نہیں۔ اسلئے عمل میں آپکا کمال مبالغہ اور بلیغ کوشش مشہور و معروف ہے۔ ثالثاً ابن عبد البر رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ محسود تھے۔ اُن کی طرف ایسی باتیں منسوب ہوا کرتی تھیں جو آپ میں نہ تھیں۔ اور آپ کے بارے میں ایسی باتیں گڑھیں جاتیں جو آپ کے لائق نہ تھیں۔ آپ کے پاس وکیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے تو دیکھا کہ آپ متفکر سر جھکائے بیٹھے ہیں۔ پھر پوچھا آپ کہاں سے تشریف لائے۔ وکیع بولے شریک کے یہاں سے تو آپ نے یہ شعر پڑھا ؎

ان یحسدونی فانی غیر لائمھم ‌ ‌ ‌ قبلی من الناس من اھل الفضل قد حسدو

فدام لی ولھم مابی وما بھم ‌ ‌ ‌ ومات اکثرنا غیظا بما یجد

اگر وہ لوگ مجھ سے حسد کرتے ہیں تو میں اُنہیں ملامت نہیں کرتا۔ مجھ سے پہلے اور اہل فضل بھی محسود ہوئے ہیں تو ہمیشہ رہا میرے لئے اور ان کے لئے وہ کہ میرے ساتھ اور اُن کے ساتھ ہے۔ اور اکثر لوگ اس سبب سے جو انہوں نے پایا مارے غصہ کے مرگئے۔ وکیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میرا گمان یہ ہے کہ شاید شریک کے متعلق اس قسم کی کوئی خبر آپ کو معلوم ہوئی ہوگی۔

اٹھتیسویں فصل آپکے بارے میں جو جرح ہوئی اُس کے رد کے بیان میں ہے

ابو عمر یوسف بن عبد البر رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ جن لوگوں نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے روایتیں کیں اور اُن کو ثقہ کہا اور ان کی مدح سرائی کی وہ آپ کے حق میں کلام کرنے والوں سے بہت زیادہ ہیں اور صرف اہلحدیث نے آپ کے بارے میں کلام کیا۔ اور اکثر کا اعتراض صرف یہ ہے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ رائے اور قیاس میں بالکل مستغرق تھے۔ اور پہلے بیان ہو چکا کہ یہ کوئی عیب نہیں اور مثل مشہور ہے کہ آدمی کے تیز ہونے کی دلیل یہ ہے کہ لوگ اس کے بارے میں متبائن خیال کے ہوں۔ دیکھو حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے بارے میں دو فرقے ہلاک ہوئے ایک محب جنہوں نے ادعاء محبت میں حد سے زیادہ افراط کیا دوسرے مبغض جنہوں نے مرتبہ گھٹانے میں کچھ اٹھا نہ رکھا۔ امام علی بن المدینی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ثوری ابن مبارک حماد بن زید ہشام وکیع عباد بن العوام جعفر بن عون رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی اور کہا کہ وہ ثقہ ہیں ان میں کوئی مضائقہ نہیں۔ شعبہ بھی امام صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ اچھا خیال رکھتے تھے۔ یحیٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہما نے کہا کہ ہمارے اصحاب امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں بہت تفریط سے کام لیتے ہیں۔ اُن سے کہا گیا تو کیا وہ جھوٹ بولتے تھے کہا آپ اس سے بہت بیزار تھے۔ طبقات شیخ الاسلام تاج الدین سبکی میں ہے۔ بہت ڈرو بہت بچو اس بات سے کہ محدثین کے اس قاعدے سے کہ جرح مقدم پر تعدیل پر لیا سمجھنے لگو کہ یہ علی الاطلاق ہے بلکہ درست یہ ہے کہ جس شخص کی امامت و عدالت ثابت ہو اور اس کے مدح کرنے والے تزکیہ کرنے والے زائد ہوں اور جرح کرنے والے تھوڑے اور وہاں تعصب مذہبی وغیرہ اسباب جرح موجود ہوں تو کبھی اس کی جرح کی طرف التفات نہ کی جائیگی۔ پھر ایک طویل کلام کے بعد ذکر کیا ہے کہ میں نے تجھے بتا دیا ہے کہ جارح کی جرح اگرچہ مفسر ہو جب بھی

اس شخص کے حق میں مقبول نہیں جس کی طاعتیں معصیت پر غالب ہوں اور جس کے مداح مذمت کرنے والے سے زیادہ ہوں اور جس کے مزکی جرح کرنے والوں سے وافر ہوں۔ جبکہ وہاں کوئی ایسا قرینہ ہو جس کی وجہ سے عقل گواہی دے کہ مثلاً تعصب مذہبی یا منافست دینوی اس کا باعث ہے جیسا کہ عام طور پر ہمعصروں میں ہوا کرتا ہے تو ایسی حالت میں امام صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف ثوری وغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے کلام کی طرف التفات نہ ہوگا نہ امام مالک کے خلاف ابن ابی ذئب وغیرہ۔ نہ امام شافعی کے خلاف ابن معین وغیرہ۔ نہ احمد بن صالح کے خلاف امام نسائی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے کلام کی طرف التفات کیا جائے گا۔ تاج سبکی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اگر تقدیم جرح کو مطلق رکھیں تو ائمہ میں سے کوئی شخص سالم نہ رہے گا۔ اس لئے کہ کوئی امام بھی ایسا نہیں جس پر طعن کرنے والوں نے طعن نہ کیا ہو اور ہلاک ہونے والے اس میں ہلاک نہ ہوئے ہوں۔ ابن عبدالبر رحمہا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس باب میں بہتیروں سے غلطی ہوئی اور فرقہ جاہلیہ اس میں گمراہ ہوا۔ وہ نہیں جانتا کہ اس بارے میں اس پر کیا گناہ ہے۔ پھر فرمایا کہ جس کو جمہور نے اپنا دینی پیشوا مان لیا ہو اس کے بارے میں کسی طعن کرنے والے کا قول معتبر نہ ہوگا اس پر یہ دلیل ہے کہ سلف رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں بھی بعضوں نے بعضوں کو حالت غیض و غضب میں بہت سخت و سُست کہا ہے۔ اس میں سے بعض تو حسد پر محمول کیا گیا اور بعض کی ایسی تاویل کی گئی کہ اس سے مقول فیہ میں کچھ لازم نہیں آتا۔ یوہیں صحابہ و تابعین و تبع تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے کلمات میں ہچشموں کا ایک دوسرے پر طعن کرنا بہت سا مذکور ہے۔ جس کی طرف ایک عالم نے بھی التفات نہ کیا نہ اس کا خیال کیا کیونکہ وہ بھی بشر ہیں۔ آپس میں کبھی ایک دوسرے سے خوش رہتے ہیں اور کبھی ناراض ہوتے ہیں اور رضامندی کی وقت کی بات اور ہوتی ہے اور ناراضی کے وقت کی دوسری۔ تو جو شخص علما میں سے ایک کا طعن دوسرے پر قبول کرے اس کو چاہیئے کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں بھی ایک کی تشنیع دوسرے کے حق میں قبول کرے اور یوہیں تابعین و تبع تابعین و ائمہ مسلمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں بھی بعضوں کا اعتراض بعضوں کے حق میں مان لے تو اگر ایسا کوئی کرے گا غایت درجہ گمراہ اور نہایت ہی نقصان میں ہوگا۔ اور اگر اُسے خدا نے ہدایت کی اور ٹھیک راستہ الہام کیا تو ایسا نہ کرے گا۔ اور ہرگز ایسا نہ کریگا تو اُسے چاہیئے کہ جو میں نے شرط کیا ہے وہاں ٹھہر جائے کیونکہ وہ حق ہے اور اس کے سوا باطل ہے۔ اس کے بعد بہتیرا کلام امام مالک کے ہچشموں کا ان کے حق میں اور ابن معین کا کلام امام شافعی کے حق میں ذکر کیا اور کہا جن لوگوں نے امام مالک اور امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے شان میں کلام کیا اس کی مثال ایسی ہے جیسے حسن بن ہانی نے کہا ہے ؎

یا ناطح الجبل العالی لتکلمہ   اشفق علی الراس لا تشفق علی الجبل

اے بلند پہاڑ پر اس لئے سر مارنے والے کہ اسے زخمی کر دے + تو اپنے سر پر ڈر پہاڑ کا مت خیال کر + اور ابو العتاہیہ نے کیا اچھا کہا ہے ؎

و من ذالذی ینجو من الناس سالما   وللناس قال بالظنون و قیل

وہ کون شخص ہے جو تم لوگوں سے سلامت رہے۔ حالانکہ اپنے گمان سے لوگ قال و قیل کرتے ہیں۔ کسی نے ابن مبارک

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ فلاں شخص امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں بدگوئی کرتا ہے تو آپ نے یہ شعر پڑھا۔

حسدوك اذا ما فضلك الله بما فضلت به النجباء

لوگ تجھ سے حسد کرتے ہیں اسلیئے کہ خدا نے تجھے فضیلت دی + ساتھ اس چیز کے کہ اس کے ساتھ شریف لوگ فضیلت دیئے گئے ہیں۔ کسی نے یہ بات ابو عاصم بنیل رحمۃ اللہ تعالیٰ ذکر کی بولے وہ ویسا ہی ہے جیسا ابو الاسود دئلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے

حسدوا الفتى اذلم ينالوا سعيه فالقوم اعداء له وخصوم

لوگ جوان سے حسد کرنے لگے جبکہ انہوں نے اس کی کوشش کو نہ پایا + تو قوم اس کی دشمن اور مخالف ہوئی۔ ابو عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ علم حاصل کرو جہاں تم پاؤ۔ اور فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ کا وہ قول جو بعضوں نے دوسروں کے حق میں کہا مت قبول کرو اسلیئے کہ وہ عار کرتے ہیں جیسے نر بکرے خوابگاہوں کے بارے میں عار کرتے ہیں۔ دوسری روایت انہیں کی ہے۔ علمائ کلام سنو اور ایک کی دوسروں پر طعن کرنے میں تصدیق نہ کرو اسلیئے کہ بخدا وہ لوگ زیادہ عار کرتے ہیں نر بکروں سے اپنی خوابگاہوں کے بارے میں۔ اسی طرح عمرو بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ سے مروی ہے اسی واسطے مبسوط میں امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب مذکور ہے کہ علماء کی گواہی علماء کے خلاف جائز نہیں اسلیئے کہ وہ آپس میں سب سے زیادہ حسدی اور ایک دوسرے پر بہت بغض رکھنے والے ہیں۔ فقیر مترجم غفرلہ المولےٰ القدیر کہتا ہے کہ یہ صرف ان دونوں حضرات کا خیال ہے۔ ورنہ علمائے کرام کی شان ارفع و اعلیٰ ہے اس بات سے کہ وہ ایک دوسرے سے حسد رکھیں یا بلا وجہ بغض و عداوت رکھیں۔

انتالیسویں فصل خطیب نے جو تاریخ میں امام صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مخالفین کا کلام نقل کیا ہے اس کے رد میں ہے۔

مخفی نہ رہے کہ قادحین کے اقوال نقل کرنے سے خطیب رحمۃ اللہ علیہ کی اور کوئی غرض نہیں سوا اس کے کہ امام صاحب کے بارے میں لوگوں نے جو کچھ کہا ہے وہ سب جمع کر دیئے جائیں جس طرح مورخوں کی عادت ہوا کرتی ہے کہ ہر رطب و یابس جمع کر دیتے ہیں اس سے ان کی نیت توہین و تنقیص شان نہیں اسلیئے کہ انہوں نے اس سے پہلے امام صاحب کی مدح کرنے والوں کا بھی کلام نقل کیا ہے۔ اور اس بارے میں بہت کچھ لکھا اور آپ کے ایسے اوصاف بیان فرمائے کہ دیگر اہل مناقب ان پر اعتماد کر کے اس کو نقل کیا کرتے ہیں۔ اس کے پیچھے قادحین کا کلام اسلیئے نقل فرمایا تاکہ معلوم ہو جائے کہ اتنا بڑا شخص بھی حاسدین و جہال کے طعن سے محفوظ نہ رہا اور اس کی دلیل یہ ہے کہ طعن کی جتنی روایتیں ہیں اکثر ان میں متکلم فیہ یا

مجہول سے خالی نہیں اور اس پر اجماع ہے کہ ایسی روایتوں کی وجہ سے کسی ادنی مسلمان کی بھی آبروریزی درست نہیں۔ چہ جائیکہ مسلمانوں کے امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی۔ شیخ الاسلام امام تقی بن دقیق العید رحمہا اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ لوگوں کی عزت آبرو جہنم کے گڑھوں سے ایک گڑھا ہے جس کے کنارے پر حکام اور محدثین ٹھہرے ہیں اور اگر قادحین کا وہ کلام جسے خطیب نے ذکر کیا بالفرض صحیح بھی مان لیا جائے جب بھی معتبر نہیں۔ اس لیئے کہ طعن کرنے والا اگر امام صاحب کا معاصر نہیں تو وہ مقلد محض ہے۔ جو کچھ امام صاحب کے دشمنوں نے لکھا اس کا متبع ہے۔ اور اگر امام صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہمعصر ہے جب بھی قابلِ قبول نہیں اس لیئے کہ پہلے یہ بات گزر چکی کہ اقران کا قول دربارۂ طعن ایک دوسرے کے حق میں مقبول نہیں۔ علامہ ذہبی اور ابن حجر رحمہا اللہ تعالیٰ نے اس کی تصریح فرمائی ہے خصوصاً جبکہ ظاہر ہو کہ یہ کسی عداوت یا اختلاف مذہب کی وجہ سے ہے اسلیئے کہ حسد سے کوئی نہیں بچتا سوا اس کے جسے خدا تعالیٰ محفوظ رکھے۔ ذہبی علیہ الرحمہ نے کہا میں کسی زمانہ کو ایسا نہیں دیکھتا ہوں جس میں معاصر سلامت رہا ہو۔ سوائے زمانۂ انبیائے کرام علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام اور زمانہ صدیقین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے۔ علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اے طالب ہدایت تجھے لائق ہے کہ ائمہ ماضیین کے ساتھ ادب کا راستہ اختیار کر اور یہ کہ بعضوں کا کلام جو بعضوں کے حق میں ہوا ہے اُسے نہ دیکھ مگر جب مدلل بیان کیا جائے پھر بھی اگر تاویل اور حسن ظن ہو سکے تو اس کو اختیار کرو ورنہ اُن اختلافات سے جو اُن میں ہوئے درگزر کر اسلیئے کہ تم اس لیئے نہیں پیدا ہوئے بلکہ جو باتیں کار آمد ہیں ان میں مشغول رہ اور لایعنی باتوں سے احتراز کر اور میرے نزدیک ہمیشہ طالب علم ہوشیار رہتا ہے۔ جبتک اس میں غور و خوض نہ کرے جو سلف صالحین میں ہوا ہو اور اس میں بعضوں کے حق میں بعضوں پر فیصلہ نہ کرنے لگے تو خبردار خبردار ایسا نہ ہو کہ تم اس کی طرف کان لگاؤ جو امام صاحب اور سفیان ثوری یا امام مالک اور ابن ابی ذئب یا احمد بن صالح اور نسائی یا احمد اور حارث بن اسد محاسبی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے درمیان واقع ہوا ہے اور اسی طرح زمانہ عز بن سلام اور تقی بن صلاح رحمہم اللہ تعالیٰ تک اسلیئے کہ اگر تو اس میں پھنسے گا تو تجھ پر ہلاک ہونے کا خوف ہے۔ پس قوم ائمہ اعلام ہیں اور اُن کے اقوال کے لئے مختلف محامل ہیں تو بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ بعض محل سمجھ میں نہ آئے تو ہمیں یہی چاہیئے کہ اُن سب کے حق میں دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اُن سب سے راضی ہو اور جو کچھ اُن میں واقع ہوا اس سے سکوت کریں۔ جس طرح ہم اُن باتوں میں سکوت کرتے ہیں جو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے درمیان واقع ہوا۔

چالیسویں فصل اُس بیان میں جو کہا گیا کہ امام صاحب نے صریح احادیث صحیحہ کا بغیر حجت کے خلاف کیا ہے

یہ باب بہت وسیع ہے چاہتا ہے کہ جس قدر ابواب فقہیہ ہیں سب شمار کیئے جائیں (اور یہ نہایت مشکل ہے) تو ہم صرف چند قواعد اجمالیہ کی طرف اشارہ کرتے ہیں تاکہ جو شخص اُن کو ادلہ تفصیلہ کے وقت مستحضر رکھے نفع اٹھائے جان لو کہ متقدمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے جن لوگوں نے ایسا گمان کیا اُن میں سے سفیان ثوری رحمہ اللہ ہیں۔ اور

متاخرین میں سے حافظ ابوبکر بن ابی شیبہ کوفی شیخ بخاری ہیں اور ان لوگوں سے اس قسم کی بات صادر ہونیکا سبب یہ ہے کہ ان لوگوں نے آرام طلبی کی اور امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قواعد و اصول میں تامل نہ کیا۔ اس لئے کہ امام صاحب کے قواعد سے ایک یہ ہے کہ جزو احد جب اصول مجمع علیہا کے مخالف ہو تو قابل قبول نہیں۔ کما ذکرہ الحافظ ابوعمر بن عبدالبر وغیرہ رحمہ اللہ تعالیٰ تو اس وقت قیاس کو مقدم کرنا ہوگا اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کے قیاس کو خبر احاد پر مقدم کرنے کی معذرت کی ہے کہ یہ کسی سبب سے ہے بے وجہ ایسا نہیں کیا ہے اور نہ حاشا و کلا باوجود قوادح سے حدیث صحیح ہونے کے پھر بھی اس کے رد کرنے کو ایسا کیا ہے یا ایسا کسی خاص امر کے باعث ہے مثلاً وہ حدیث پر مطلع نہ ہوئے یا مطلع تو ہوئے مگر وہ حدیث اُن کے نزدیک صحیح ثابت نہ ہوئی۔ یا اس لئے کہ وہ روایت غیر فقیہ کی ہے۔ اور مخالف قیاس ہے۔ اس لئے فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ کی حدیث مصرات کو رد کر دیا ہے۔ لیکن اکثر علمائے احناف نے اس قول کی مدد کی جس پر جمہور علماء ہیں یعنی راوی کا فقیہ ہونا شرط نہیں۔ بغیر اس کے بھی خبر کو قیاس پر مقدم کرنا چاہیئے۔ اُنہوں نے فرمایا کہ ہمارے اصحاب رحمہم اللہ تعالیٰ نے باوجودیکہ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ کی قیاس کے خلاف ہے۔ پھر بھی اس صورت میں روزہ دار بھول کر کھائے یا پئے اس کو معمول بہ ٹھہرایا ہے۔ یہانتک کہ امام صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر روایت موجود نہ ہوتی تو میں قیاس سے کہتا اور امام صاحب سے ثابت ہے کہ جو کچھ ہمارے پاس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد آئے تو ہمارے سر آنکھوں پر اور سلف میں کسی سے یہ منقول نہیں کہ اُنہوں نے راوی کا فقیہ ہونا شرط کیا ہو تو یہ بات ثابت ہوئی کہ یہ شرط لگانا ایک نئی بات ہے اور بعضوں نے کہا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ تو فقیہ تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہی کے زمانہ میں فتویٰ دیتے تھے۔ حالانکہ اس زمانہ میں کوئی شخص سوائے فقیہ مجتہد کے فتویٰ دینے کا مجاز نہ تھا۔ اور اسی کا اتباع محیوی قرشی رحمہ اللہ تعالیٰ نے طبقات حنفیہ میں کیا ہے۔ کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقہاء صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے تھے اسے ابن حزم نے ذکر کیا ہے۔ اور ہمارے استاد شیخ الاسلام علامہ تقی سبکی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فتاوے کو ایک جلد میں جمع فرمایا ہے۔ جس کو میں نے اُن کی زبان مبارک سے سُنا انتہیٰ۔ یا اس لئے کہ راوی کا عمل اپنے حدیث مروی کے خلاف ہو۔ کیونکہ یہ نسخ یا اس کے مثل پر دلالت کرتا ہے۔ اسی لئے لوگوں نے کتے کے مُنہ ڈالنے سے برتن کو تین دفعہ دھونے پر عمل کیا۔ باوجودیکہ سات مرتبہ دھونے کی حدیث اُن سے مروی ہے کیونکہ وہ خود ہی تین مرتبہ دھوتے تھے۔ اور اسی طرح ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اس قول کو لیا کہ مرتدہ قتل نہ کی جائے۔ باوجودیکہ اُن سے حدیث مروی ہے کہ جو شخص اپنے دین کو بدل دے اُسے قتل کر ڈالو۔ یا اس لئے کہ حدیث ایسی ہو جس سے واقف ہونے کی تمام لوگوں کو ضرورت ہو۔ پھر بھی ایک راوی کے سوا اور کسی سے روایت نہ آئی ہو تو اس حدیث کی روایت میں ایک شخص کا منفرد ہونا یہ قدح اور عیب ہے۔ اسی لئے لوگوں نے مس ذکر سے وضو ٹوٹنے کی حدیث کو نہیں لیا۔ جس کا راوی بسرہ ہے۔ کیونکہ اس مسئلہ کی ضرورت عام ہے۔ یا اس لئے کہ وہ حدیث حد یا کفارہ میں وارد ہوئی ہو۔ کیونکہ یہ دونوں شبہ کی وجہ سے ساقط ہو جاتی ہیں اور جو راوی کہ اس کے ساتھ

منفرد ہوا ہے۔ اس کے خطا کا احتمال بھی ایک قسم کا شبہ ہے۔ یا اس لئے وہ حدیث قیاس جلی کے مخالف ہو۔ اس حدیث کے خلاف ہو جس کو دوسری حدیث سے قوت ملی ہو۔ یا اس لئے کہ اس حدیث میں بعض سلف پر طعن ہو۔ جیسے حدیث قسامہ۔ یا اس لئے کہ جس مسئلہ میں خبر واحد وارد ہوئی ہو۔ پھر صحابہ کرام میں وہ مسئلہ مختلف فیہا ہوا اور کسی نے اس حدیث سے استدلال نہ کیا تو باوجود شدت اعتبار بالحدیث صحابہ کرام کا اس حدیث کو مطلقاً چھوڑ دینا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ حدیث منسوخ ہو یا پایہ ثبوت تک نہ پہنچی ہو جیسے حدیث الطلاق بالرجال کیونکہ اس مسئلہ میں اختلاف ہوا ایک جماعت نے کہ اُنہیں میں امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ یہ کہا کہ عدد طلاق میں شوہر کے حر اور غلام ہونے کا اعتبار ہے اور ایک جماعت نے کہ اُن میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہیں یہ فرمایا کہ عدد طلاق میں عورت کے حرہ اور کنیز ہونے کا اعتبار ہے۔ اور بعضوں کے نزدیک دو میں سے جو رقیق ہو اس کا لحاظ کیا جائے گا۔ یا اس لئے کہ وہ خبر واحد ظاہر عموم قرآن کے مخالف ہو۔ اس لئے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ عموم قرآن کو خبر واحد سے خاص کرنا یا قرآن کو منسوخ ماننا جائز نہیں جانتے تھے۔ کیونکہ خبر واحد ظنی ہے اور قرآن شریف یقینی ہے اور اقوی کو مقدم کرنا واجب ہے۔ جیسے حدیث لاصلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب کہ یہ عموم آیہ کریمہ فاقرؤا ما تیسر منہ کے مخالف ہے۔ یا اس لئے کہ وہ خبر واحد سنت مشہورہ کے مخالف ہو۔ کیونکہ حدیث خبر احاد سے قوی ہے جیسے حدیث شاہد اور یمین کی کہ یہ عموم خبر مشہور البینۃ علی المدعی والیمین علیٰ من انکر کے مخالف ہے۔ یا اس لئے کہ وہ خبر قرآن شریف پر زائد ہو۔ جیسے یہی حدیث کہ قرآن شریف میں دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی کا ذکر ہے تو شاہد اور یمین اُن دونوں پر زائد ہیں۔ جب بات ثابت ہو چکی تو امام صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا بری ہونا اس سے ظاہر ہو گیا۔ جو اُن کے دشمنوں اور اُن لوگوں نے جو اُن کے قواعد بل مواقع اجتہاد کے بالکل ناواقف ہیں۔ آپ کی طرف نسبت کیا کہ آپ خبر احاد کو بے وجہ ترک فرمایا کرتے ہیں اور یہ بات معلوم ہو گئی کہ آپ نے کسی حدیث کو نہیں چھوڑا۔ مگر کسی ایسی دلیل کی وجہ سے جو اُن کے نزدیک قوی اور واضح تر ہے۔ ابن حزم نے کہا کہ تمام حنفیوں کا اجماع ہے کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ اُن کے نزدیک ضعیف حدیث بھی رائے پر مقدم ہے تو حدیث کے ساتھ امام صاحب کا اعتنا اور جلالت حدیث اور اس کا رتبہ سمجھ لے۔ اسی لئے امام صاحب نے حدیث مرسل پر عمل کرنے کو قیاس پر عمل کرنے سے مقدم جانا تو وضو کو قہقہہ کی وجہ سے واجب کیا۔ حالانکہ وہ قیاساً حدث نہیں۔ اس لئے کہ حدیث مرسل میں وارد ہے اور نماز جنازہ اور سجدہ تلاوت میں قہقہہ کو ناقض مانا اس لئے کہ نص وارد ہوئی اس نماز میں جو رکوع و سجود والی ہو۔ محققین رحمہم اللہ تعالیٰ نے کہا کہ نہ تو صرف رائے پر عمل کرنا درست ہے اور نہ فقط حدیث پر عمل کرنا ٹھیک ہوتا ہے۔ جبتک کہ اُس میں رائے نہ استعمال کی جائے۔ اس لئے کہ حدیث کے معانی کو رائے ہی دریافت کرنے والی ہے جس پر احکام کا مدار ہے۔ اسی لئے جب کہ بعض محدثین رحمہم اللہ تعالیٰ نے مدرک تحریم فی الرضاع میں غور نہ کیا تو حکم دے دیا کہ دو شخص جنہوں نے ایک بکری کا دودھ پیا ہو اُن میں محرمیت ثابت ہے۔ اسی وجہ سے بھول کر کھالینے سے روزہ

نہیں جاتا اور قصداً قے کرنے سے روزہ جاتا رہتا ہے۔ باوجودیکہ اوّل میں بوجہ وجود ضد صوم قیاس افطار کو چاہتا ہے اور دوسری صورت میں قیاس مقتضی عدم افطار ہے اس لئے کہ روزہ کو پیٹ کے اندر جانے والی چیز توڑتی ہے پیٹ سے باہر نکلنے والی روزہ کو نہیں توڑتی ہے ٭

خاتمہ رزقنا اللہ حسنہا

یہ بات واضح طور پر ظاہر ہوگئی کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن قواعد اور اُن وجوہ کی بنا پر جس کی طرف میں نے اشارہ کیا اور اُن پر میں نے تنبیہ کی ہے۔ بعض اخبار احاد پر عمل کرنا چھوڑا ہے تو خبردار بچو اس بات سے کہ تیرا قدم بھی ان لوگوں کے ساتھ پھسلے جن کا قدم پھسل چکا یا تیری سمجھ بھی بھٹکے جیسے اُن لوگوں کی سمجھ بھٹکی ہے اگر ایسا ہوا تو جملہ خاسرین کے ساتھ تیرے اعمال بھی ٹوٹے میں پڑیں گے اور برائی اور رسوائی کے ساتھ اُن لوگوں کے ساتھ تو بھی یاد کیا جائیگا جو برائی اور رسوائی کے ساتھ یاد کئے گئے ہیں اور تو ایسے امر کے لئے پیش کیا جائیگا۔ جس کے ضرر کو تو اٹھا نہ سکے گا۔ اور تجھے ایسے خالی اور ویران جگہ میں پہنچائیگا جس کے خطر ایسے نجات کی تجھے قدرت نہیں تو تجھے چاہیئے کہ جہاں تک جلد ہو سکے اس سے سلامتی کی طرف سبقت کر اور اُن لوگوں سے ہو جا جو نجات کے راستے پر چلے ہیں اور دوسروں کو صبح و شام اس کی طرف بلایا کئے اور اپنے ظاہر و باطن کو اس بات سے محفوظ رکھا کہ کسی ایک مسلمان کے بارے میں ذرا بھی عوز و خوض نہ کیا جائے۔ کیونکہ ایسی صورت میں اللہ تعالےٰ تجھے سخت شرمندہ کریگا۔ اور بہت ہی رسوا بنائیگا۔ یہی طریقہ اللہ تعالیٰ کا اُن بندوں میں رہا جو پہلے گذرے اور اللہ کے طریقہ میں ردّ و بدل نہیں اور بیشک جنہوں نے اپنے آپ کو تیر کے نشانہ کے لئے پیش کیا اور جو صفات قبیحہ سے موصوف انہوں نے اس امر کی کوشش کی کہ اس مخبر مقدم امام اعظم قدس اللہ تعالیٰ سرہٗ الشریف کو اس کے بلند رتبہ سے گرادیں اور ان کے ہمعصروں اور بعد کے آنے والوں کے دلوں کو اُن کی محبت اور ان کی تقلید اور اُن کی اتباع اور ان کی عظمت و امامت کے اعتقاد سے پھیر دیں مگر وہ اس پر قادر نہ ہو سکے اور ان کا کلام اس بارے میں کسی مسلک میں مفید نہیں اور اس کا سوائے اس کے اور کوئی سبب نہیں کہ امام صاحب کا معاملہ آسمانی امر ہے جس کے اٹھانے میں کسی کا حیلہ کارگر نہیں اور جس کو خدا تعالیٰ بلند کرے اور جسے اپنے وسیع خزانے سے عطا فرمائے اس کے روکنے اور پست کرنے پر کوئی قادر نہ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ ہم کو ان لوگوں میں سے بنائے جو ائمہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے حقوق مانتے اور قطیعہ اور حقوق کے ساتھ میلے نہیں ہوتے اور ہر حق والے کے حق کو پہچانتے ہیں اور جس طرح واجب ہے ادا کرتے ہیں اور ان کو عنایت باری کی نگاہ شامل ہے اور تاریکی کے چراغوں آسمان کے ستاروں (یعنی علمائے دین و ائمہ مسلمین) کی مدد کے مقابل کسی ملامت گر محروم التوفیق کی ملامت سے نہیں ڈرتے اور نہ خوف کرتے ہیں بکنے سے اس محروم کے جسے اس کے تعصب نے مکان تحقیق تک پہنچایا ہو نہ غصہ ہونے سے اس ممقوت کے جسے اس کی کمزور رائے نے گمراہ کیا۔ یہانتک کہ اہل انصاف و تشریف کے مرتبوں سے گر گیا ہو۔ اے اللہ تعالیٰ تجھ سے گڑگڑا کر یہ سوال ہے

کہ مجھے ان لوگوں میں سے بنا جو اپنی دینی آبا خصوصاً اکابر سلف رحمہم اللہ تعالیٰ کے حقوق کا لحاظ کرتے ہیں جن کے متعلق صادق مصدوق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے گواہی دی ہے کہ وہ لوگ بہترین قرون سے ہیں جو ہر عیب و منقصت سے پاک و صاف ہیں - برخلاف ان حاسدوں کے جو اُن اکابر رحمہم اللہ تعالیٰ کو ایسے عیوب کے ساتھ متہم کرتے ہیں جن سے وہ بری ہیں اور مجھے ان لوگوں میں سے بنا جن کی تعریف اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب عزیز میں ساتھ دعا کرنے کے واسطے ہر عامل علیم کے ان مقدس لفظوں میں فرمائی ہے - والذین جاؤا من بعدھم یقولون ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین اٰمنوا ربنا انک رؤف رحیم اور اے اللہ تو ہمیں انھیں لوگوں کے ساتھ اٹھا اس لئے کہ ہم ان کو دوست رکھتے ہیں اور جو شخص کسی قوم کو دوست رکھتا ہے اُنھیں کے ساتھ اُٹھایا جائیگا - اور ہمیں ان کے زمرہ میں داخل فرما اور ہمیں ان کے خادموں سے بنا اور ہم پر اُن کے نیک معاملات اور روشن احوال اور ظاہر متکاثر کرامت کا اعادہ فرما یہانتک کہ ہم بھی ان کے متبعین اور ان کے گروہوں میں سے ہوجائیں بیشک تو جواد کریم رؤف رحیم ہے - اے ہمارے رب تیرے ہی لئے حمد ہے جس طرح تیرے جلال شان کے لائق ہے اور تیری بڑی سلطنت قدیم کے شایان ہے اور تیرے ہی لئے شکر کامل ہے کہ تو نے ہمیں اس کا اہل بنایا کہ تیرے اولیا رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے اشارے کے نیچے جھکیں اور تو نے ہمیں اپنے محبت والوں میں بنایا ہے - اے اللہ تو ہمیشہ ہمیشہ بہترین سلام برترین صلاۃ بزرگ ترین برکت نازل فرما یا سب سے اچھے مخلوق ہمارے آقا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اور ان کے آل و اصحاب پر بقدر اپنے معلومات کے اور بقدر سیاہی اپنے کلمات کے جب کہ تجھے یاد کرنے والے یاد کریں اور بھولنے والے تجھے بھولیں - اے عزت والے میرا مالک تو پاک ہے ان تمام عیبوں سے جس کے ساتھ لوگ تجھے موصوف کرتے ہیں اور دائمی سلامتی تیرے رسولوں پر ہو اور تمام خوبیاں اللہ ہی کے لئے ہیں جو سارے جہان کا پالنے والا ہے ٭

التماس مترجم غفرلہ

الحمد لاہلہ والصلوٰۃ علیٰ اہلہا - خاکسار ذرہ بے مقدار عبید المصطفےٰ ظفر الدین قادری رضوی غفرلہٗ و حقق املہ ارباب علم کی خدمت میں ملتمس کہ زمانہ طالب علمی میں جب میں نے شرح وقایہ شروع کیا تھا - مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے جن جن مسئلوں میں اور دوسرے ائمہ کرام رحمۃ اللہ علیہم کا اختلاف ذکر کیا ہے - ان میں سید التابعین امام الائمہ کاشف الغمہ امام اعظم ابو حنیفہ قدس سرہ کا مذہب آیات و احادیث کے مطابق اور دلائل عقلی کے موافق دیکھ کر امام صاحب کی وقعت و محبت ایسی پیدا ہوئی جس نے بار بار تقاضا کیا کہ کوئی کتاب سوانح امام میں تصنیف کروں مگر قلت لیاقت و عدم بضاعت مانع ہوئی - یہانتک کہ جب عتبہ بوسی بارگاہ رضوی دامت فیوض صاحبہا کا شرف حاصل ہوا اور کار افتا میرے متعلق کیا گیا اس وقت کتاب مستطاب میزان الشریعۃ الکبریٰ علامہ عبد الوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی کے مطالعہ سے وہ شوق پھر تازہ ہوگیا اور چند ورق لکھنے کا اتفاق ہوا مگر کثرت کار مدرسہ و مطبع

وافتادہ وغیرہ کی وجہ سے تمام نہ کرسکا۔ آخر میرے محترم دوست حامی دین متین ماحی شر مبتدعین مخلصی حاجی منشی محمد لعل خان صاحب قادری برکاتی رضوی کثر اللہ فینا امثالہ نے کتاب مستطاب الخیرات الحسان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ النعمان مصنفہ علامہ شیخ شہاب الدین احمد بن حجر مکی متوفی ۹۷۳ھ رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ کرنے کے متعلق اشارہ فرمایا۔ امام صاحب قدس سرہ العزیز کی سوانح لکھنے کا تو میں عرصہ سے خواہشمند ہی تھا یہ اچھا موقعہ ہاتھ لگا ع چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار

یہ ترجمہ جو آپ کے پیش نظر ہے چند دنوں میں مرتب کیا اور **جواہر البیان فی ترجمۃ الخیرات الحسان** اس کا نام رکھا۔ یہ تو مسلم ہے کہ کسی کتاب یا عبارت کا ترجمہ دوسری زبان میں کیا جاوے تو وہ لطف نہیں رہتا جو اصل کتاب یا عبارت میں ہے۔ اسی لئے میں نے حتی الامکان عام فہم اور سلیس ہونے کے خیال سے لفظی ترجمہ کا التزام نہیں کیا ہے۔ مجھے اس جگہ اس امر کے اعتراف میں بھی تامل نہ کرنا چاہیئے کہ "کار بکثرت" ہے اور یہ رسالہ میرا پہلا ترجمہ ہے اس لئے ممکن ہے کہ میں مترجم کے فرض منصبی کو پورے طور پر ادا کرنے سے قاصر رہا ہوں مگر یہ محض جذبۂ دل اور تعمیل ارشاد مخلص ہے جو یہ کام انجام کو پہنچا ورنہ ع

صلاح کار کجا و من خراب کجا

مولیٰ تعالیٰ سے بطفیل حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہایت ہی عاجزی کے ساتھ دعا ہے کہ اس رسالہ کو قبول فرمائے اور عام و خاص ناظرین کو اس سے فائدہ پہنچائے۔ آمین ۔

تمت بالخیر

العبد [signature]

محمد یعقوب خاں سہروردی

۲۸ کریم پارک۔ بلاک ۲۔ کماروی روڈ۔ لاہور۔

فہرست مضامین جواہرالبیان فی ترجمۃ الخیرات الحسان

محمد یعقوب خاں سہروردی
۶۸ ، کریم پارک - بلاک ۲
کچا راوی روڈ - لاہور -

محمد یعقوب خاں سہروردی
۶۸ ، کریم پارک - بلاک ۲ - کچا راوی روڈ - لاہور -